بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   مَاشَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ   يَا حَيُّ   يَا قَيُّوْمُ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰنَا وَحَبِيْبِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ وَبِعَدَدِ خَلْقِكَ وَرِضٰى نَفْسِكَ
وَزِنَةَ عَرْشِكَ وَمِدَادَ كَلِمَاتِكَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ
يَا حَيُّ   يَا قَيُّوْمُ

مکشوفاتِ

منازلِ اِحسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمت

دارُالاِحسان

ابو انیس محمد برکتؒ علی لودھیانوی

المقام النجاف الصحاف لمقبول المصطفین ○ دارُالاِحسان فیصل آباد پاکستان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمۡ وَبَارِکۡ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا وَحَبِیۡبِنَا مُحَمَّدِ ۣ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰۤی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَعِتۡرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعۡلُوۡمٍ لَّکَ وَبِعَدَدِ خَلۡقِکَ وَرِضٰی نَفۡسِکَ وَزِنَۃَ عَرۡشِکَ وَمِدَادَ کَلِمَاتِکَ اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ الَّذِیۡ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الۡحَیُّ الۡقَیُّوۡمُ وَاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ یَاحَیُّ یَاقَیُّوۡمُ

مکشوفاتِ منازلِ احسانؒ

المعروف بہ

مقالاتِ حکمتِ دارالاحسانؒ

لِلتَّقۡسِیۡمِ وَالتَّوۡزِیۡعِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

لِانتفاعِ و النفع

لِجَمِیۡعِ اُمَّۃِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمۡ

لمرضات اللہ تعالٰی و رسولہ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اٰمین

مؤلّف : ابوانیس محمّد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ

المقام النّجاف الصّحاف لمقبول المصطفین ○ دارالاحسان فیصل آباد پاکستان

یاحی بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مَا شَآءَ اللہُ لَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ یاقیوم

اللّٰھم صلّ وسلم وبارک علیٰ سیّدنا ومولٰنا وحبیبنا محمّدن النبیّ الاُمّی وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعدد کلّ معلوم لّک وبعدد خلقک ورضیٰ نفسک وزنۃ عرشک ومداد کلماتک استغفر اللہ الّذی لا الٰہ الا ھو الحیّ القیوم واتوب الیہ یاحی یاقیوم

تاریخ اشاعت : ـــــــ جمعۃ المبارک، ۱۲ ربیع الاوّل ۱۳۹۴ ھ

جلد اوّل

طبع : ـــــــ اوّل

مطبع : ـــــــ نثار آرٹ پریس ۔ لاہور

طابع : ـــــــ دار الاحسان ۔ فیصل آباد

ناشر

المقام النجّاف الصّحاف لمقبول المصطفین دار الاحسان

فیصل آباد ـــــ پنجاب ـــــ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ یاحیُّ یاقیّوم

اللّٰھمّ صلِّ وسلِّم وبارِکْ علیٰ سیّدنا ومولانا وحبیبنا محمّدٍ النّبیِّ الاُمّیِّ وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ وعترتہٖ بعددِ کلِّ معلومٍ لّک وبعددِ خلقِک ورضٰی نفسِک وزِنَۃَ عرشِک ومِدادَ کلماتِک استغفر اللہ الّذی لآ اِلٰہ اِلّا ھو الحیُّ القیّوم واتوب الیہ یاحیُّ یاقیّوم

۱ قرآن کی تعمیل میں ڈرنا کفر اور مرنا شہادت ہے۔ کافر سے بدتر اور شہید سے بہتر کوئی موت نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲ بلبل گایا کرتی ہے، پروانہ جلا کرتا ہے۔ گانا کبھی ختم نہیں ہوتا اور جلنا ایک دم کی بازی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳ گندگی نے کوّے کو نکمّا کر دیا، ورنہ وہ بھی ایک پرندہ ہے اور باز بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴ موتی ہر پرندے کی خوراک نہیں۔ سیمرغ ہی موتی کھاتا اور پچاتا[۱] ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵ شیطان سالک تھا۔ اگر مجذوب ہوتا کبھی مردود نہ ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶ سالک پہ حکم اور مجذوب پہ محبت غالب ہوتی ہے۔ حکم محبت کی کبھی برابری نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷ خیالات جب پاک ہو جاتے ہیں، متحد ہو جاتے ہیں۔ جب متحد ہو جاتے ہیں بلند ہو جاتے

---

۱ ہضم کرتا ہے۔

ہیں اور خیالات کی بلندی انسانی معراج کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸ اہلِ ذکر اللہ کی راہ میں مرے، اگرچہ اپنے بستر پر مرے۔ انہیں ایک خصوصی زندگی عطا ہے جو عام مُردوں کو حاصل نہیں۔ پس ہم انہیں عام مُردوں میں کیوں کر شمار کر سکتے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے اُنہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم اسے نہیں سمجھتے۔

البقرۃ ۲:۱۵۴

الحمد للحیّ القیوّم

۹ مُردوں کی قبروں پر بے شک گنبد بنانا منع ہے اور نہ ہی آج تک کبھی کسی نے کسی مُردے کی قبر پر گنبد بنایا۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۰ مُقرّبینِ حق حقیقتاً زندہ ہیں اگرچہ صُورۃً زندہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۱ جس کی قبر زندہ ہے، بے شک زندہ ہے۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۲ اسی طرح ان کے اعراس باعثِ برکت، باعثِ رحمت اور باعثِ تقویتِ دین و ایمان ہیں۔

الحمد للحیّ القیوّم

۱۳ کبھی مُردوں کو بھی کسی نے یاد کیا ہے؟ اگر وہ زندہ نہ ہوتے، ان کی یاد زندہ نہ رہتی۔

صدیاں گذرنے کے باوجود کسی بھی دِل سے ان کی یاد فراموش نہ ہوئی۔ ہر دِل ان کی یاد میں مسرور اور ان کی محبّت میں مخمور رہے۔ پھر کیوں کر ہم انہیں عام مُردوں میں شمار کر سکتے ہیں؟

الحمدللحیّ القیوّم

۱۴ وہ اسلام کے شیدائی تھے۔ اسلام کو جو ناز اُن پہ ہے کسی پہ بھی نہیں۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۵ اُن کی یاد قوموں کی زندگی اور ان کا کردار مشعلِ راہ ہے۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۶ اُن کی حیات جاودانی ہے جب تک دنیا رہے گی، ان کا نام رہے گا۔ یہی زندگی کی مراد اور یہی زندگی کی اصل ہے۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۷ جس نے انہیں مُردہ کہا، متعصّب ہے اور کوئی متعصّب حقیقت کو نہیں پا سکتا۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۸ تعصّب حسد کی ایک شدید قسم ہے اور حسد نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے کہ آگ لکڑی کو۔

الحمدللحیّ القیوّم

۱۹ خالق مخلوق کے ہر اُس کلام کو جس پہ کہ متکلّم نے عملی نمونہ دیا ہو، نگار خانۂ دہر میں خلق کی زبان پہ زندہ اور قائم رکھتا ہے۔

الحمدللحیّ القیوّم

۲۰ ہر قیمتی چیز، ہر جگہ، ہر نظر سے اوجھل رکھی جاتی ہے۔

الحمدللحیّ القیوّم

۲۱ آنکھ دیکھ سکتی ہے، بول نہیں سکتی۔ زبان بول سکتی ہے دیکھ نہیں سکتی۔ دِل جان سکتا ہے نہ دیکھ سکتا ہے، نہ بول۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲ حُسن جب تک معصوم رہتا ہے، برقرار رہتا ہے۔ نہ بے نُور ہوتا ہے نہ بے قدر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳ اللہ کو اپنے اس بندے پہ ناز ہوتا ہے اور صرف اُس بندے پہ جسے عطا و قضا میں کوئی تمیز نہ ہو، ہر حال میں جو بھی وارد ہو، راضی رہے، کوئی اعتراض نہ کرے، اور یہ عمل اُمّ العمل ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴ اُمن سے بہتر اور فساد سے بدتر اور کوئی چیز نہیں۔ سلوک کی راہ میں یقین سے بہتر اور کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵ ہر کمال کو زوال ہے، مگر ادب۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶ علم صفات تک اور عشق ذات تک پہنچاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷ مُوحّد کے لیے اعلیٰ درجے کے توکّل اور متوکّل کے لیے اعلیٰ درجے کے ایمان کی ضرورت ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸ متوکّل وہ ہے جس کو اللہ کی ربوبیت پہ ایسا تکیہ ہو جیسا کہ بچّے کو ماں پہ ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹ متوکّلین کے لیے نہ وطن ہے نہ جائیداد، نہ گھر نہ زر، صبح کی نہ شام کا، اور شام کی تو صبح

کا نہ ذخیرہ ہو نہ فکر اور نہ ہی زندگی کی کوئی امید۔ متوکّلین پرندوں کی طرح صبح بھوکے اُٹھتے اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹا کرتے ہیں۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۰ کرم لامحدود ہے۔ اگر کرم قدر کا مقدور ہوتا، محدود ہوتا اور اگر محدود ہوتا، ناقص ہوتا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۱ مدبّر کی تدبیر تقدیر کو نہیں ٹال سکتی۔ قادر مقتدر ہے، جب چاہے، جیسا چاہے کرے۔ اگر تقدیر اٹل ہوتی، دُعا کا حکم نہ ہوتا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۲ جس طرح ہر کسان اپنی بوئی ہوئی فصل میں سے فصل کے سوا ہر دیگر خودرَو گھاس کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا کرتا ہے اسی طرح ہر سالک ہر فضول کام اور کلام کو اپنی سلوک کی منزل سے نکال باہر پھینکتا ہے اگرچہ فصل کے علاوہ اُگی ہوئی رنگا رنگ کی بُوٹیاں کھیت کی زینت دوبالا کیے ہوتی ہیں، لیکن کسان کو پتہ ہوتا ہے کہ یہ بُوٹیاں اُس کے کسی بھی کام کی نہیں۔ فضول، کھیت کی طاقت کھا رہی ہیں۔ لٰہذا وہ ان سب کو اکھاڑ پھینکتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۳ فرنگی کی فکر کا حاصل، عجائب ایجادات۔ اور تیری فکر کا حاصل بحث، نفاق اور غم۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۴ فرنگی نے خیال سے حاصل کیا اور تجھے قرآن سے بھی حاصل نہ ہوا!

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۵ فرنگی کی فکر کے فیض سے دنیا فیض یاب اور تیری فکر نے ملّت کے شیرازے بکھیر دیے!

الحمدُللحیّ القیّوم

۳۶ فرنگی کو اپنے خیال پر یقین ہے اور تجھ کو اللہ پہ بھی نہیں !

الحمدللحیّ القیّوم

۳۷ جو تُو جانتا ہے اُسے مانتا نہیں، جو کہتا ہے کرتا نہیں ۔ ورنہ تُو سردار ہوتا، تیرا حکم چلتا، جو کہتا وہی ہوتا ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۸ یہ میراث تیری تھی، اسے وہ لے گیا ۔ کیا تجھے اس کا احساس نہیں ؟

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹ برسوں گزرنے پر بھی تو اپنی ناداری پہ کبھی نہ رویا اور نہ ہی اس کھوئی ہوئی نعمت کو دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی !

الحمدللحیّ القیّوم

۴۰ اتّحاد اسلام کی جان ہے ۔ اتّحاد کا حامی اسلام کا حامی اور اسلام کا حامی صحیح مسلمان ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱ ہم عہدیدار ہیں ۔ اگر صرف مسلمان ہوتے (اتّحاد کی اہمیّت سے واقف ہوتے اور) متّحد ہوتے اور اگر متّحد ہوتے، تو کیا بتاؤں، کہ کیا ہوتے !

الحمدللحیّ القیّوم

۴۲ اگر ہم اللہ کے حکم کے محکوم ہوتے، اللہ کے حکم سے ہمارا (مسلمانوں کا) حکم چلتا ۔ جو کہتے ہوتا ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ ساری خدائی کے ناخدا ہوتے ۔ اُمّت کے خادم اور کائنات کے ناظم ہوتے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۳ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط صلاح ونجات و

فلاح کی کنجی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۴　اس کا کمال تقریر اور تیرا خاموشی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۵　تقریر میں آفات اور خاموشی میں حکمات پوشیدہ ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۶　خاموشی کی بارگاہ میں تقریر کا کوئی مقام نہیں ہوتا۔ خاموشی غالب اور تقریر مغلوب ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷　اللہ کے فقیر اللہ کی مخلوق کے خادم ہوتے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۸　اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی امید نہیں رکھتے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۹　اللہ کی کوئی مخلوق، کسی مخلوق پہ، کسی بھی قسم کا کوئی تصرّف نہیں رکھتی مگر اللہ کے حکم سے۔ نہ کوئی کسی کو نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان مگر اللہ کے حکم سے۔ جب تک حکم نہیں ملتا کسی کو بھی، اور کسی بھی امر پہ کوئی قدرت نہیں ہوتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰　دانائی بزرگی کا اہم ترین جزو ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۱　ہر دانا بزرگ نہیں ہوتا مگر ہر بزرگ دانا ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۲ یہ دونوں صفات (دانائی و بزرگی) لازم و ملزوم ہیں۔ ہر قوم کی صلاح و فلاح انہی دو صفات پر مبنی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۳ اگر ان دو میں سے کوئی ایک صفت، دانائی ہو یا بزرگی، علیحدہ ہو جائے تو وہ قوم اپنی بلندی سے گر جاتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۴ ہر شے کمال ہی کو پہنچ کر فیض پہنچاتی ہے۔ حق ہو یا باطل۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۵ غور سے سنیں:

حضرت امیر المومنین عمرؓ و علیؓ حضرت اویس قرنیؓ کی خدمت میں جبّہء رسول اکرم و اجل صلی اللہ علیہ وسلم لے کر حاضر ہوئے لیکن وہ چند ثانیوں سے زیادہ نہ مل سکے۔ یہ محویتؔ کی حقیقت تھی۔ یا حیُّ یا قیّومُ

اور ہم نے ساری کی ساری اور پوری کی پوری عمر فضولیات میں کھو دی۔

ہوش کن!

تیرے لیے یہ ضروری ہے کہ تو گھڑی کی طرح چلے، تیری چابی کبھی بند نہ ہو، اور تو کبھی نہ رُکے اور نہ ہی تجھے کوئی روک سکے، اور تیرے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ تو یہ نہ کرے اور یہ نہ کرے اور یہ نہ کرے۔

الحمدللحیّ القیّوم

ف: یعنی حضرت اویس قرنیؓ ذکر و فکر میں اس قدر محو و منہمک تھے کہ وہ حضرت عمرؓ و علیؓ جیسے جلیل القدر اصحابِ کبار سے بھی نہ مل سکے۔ گویا کُلیتاً محوِ حق تھے۔

۵۶ لوہے کو جب دہکتی ہوئی آگ کی آغوش میں رکھا، آگ بن گیا۔ وہی رنگ اور وہی خصلت۔ ذات کے سوا کوئی اور فرق باقی نہ رہا۔ لوہا ساکت تھا، آگ متحرک۔ حرکت، سکنت پہ غالب آگئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷ پانی اور ہوا کو جب ایک خاص اندازے کے ماتحت منظوم کیا گیا، ایک تیسری چیز بجلی پیدا ہوئی۔ یہ بجلی پانی اور ہوا کے باہمی عمل ہی کا دوسرا نام ہے۔ کسی گڑھے میں ٹھہرا ہوا پانی بہت جلد سڑ جاتا ہے، کسی کام کا نہیں رہتا اور بہتا ہوا پانی پاک ہے۔ اسے کوئی گندگی ناپاک نہیں کر سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۸ اہلِ ذکر کی مثال ٹھاٹھیں مارتے ہوئے دریا کی مانند ہے جس میں کسی کو بھی کودنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ ملاح کو بھی نہیں ہوتی اور خشک نالوں میں گدھے لیٹا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹ جس بندے کا، اللہ آسمان پہ ذکر کرتا ہے، وہی بندہ دنیا میں اللہ کا ذکر کیا کرتا ہے۔ بندے کا ذکر کرنا اللہ کے ذکر کی بدولت ہوتا ہے۔ جب آپ کسی کو ذکر میں مصروف دیکھیں تو سمجھیں کہ اللہ اس کا ذکر فرما رہا ہے۔ اسی طرح جب تک اللہ بندے پر راضی نہیں ہوتا، بندہ اللہ پہ راضی نہیں ہوتا۔

جس بندے کو ہر حال میں راضی دیکھو، سمجھو کہ اللہ اس پہ راضی ہے اور اس کا ہر حال میں راضی رہنا، اس پہ اللہ کے راضی ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰ جس قوم کی تہذیب کا معیار سرمائے پر مبنی ہو کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ یا حیُّ یا قیّومُ

کسی قوم کو مہذّب بنانے کے لیے سرمائے کی نہیں شخصیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱ جب کوئی قوم کسی اخلاق کو اپنا لیتی ہے، اللہ اسے دانائی (حکمت) بخش دیتا ہے۔ پھر اُسے ترقی کرنے کے لیے سرمائے کی ضرورت ہوتی ہے۔ پہلے ہی روز نہیں، اور جو سرمایہ جس قوم کے لیے ضروری ہوتا ہے، اللہ اسے دیتا ہے۔ اللہ کے لطف و کرم سے ہمارے کہسار اپنی اپنی وادیوں میں موتیوں کے ڈھیر لیے بیٹھے ہیں اور کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں، ہر شے کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ مَاشَاءَ اللّٰہ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۲ کوئی مرد کسی عورت کو تنہائی میں کوئی علم نہیں پڑھا سکتا۔
عورت اگرچہ رابعہ بصریؒ ہو اور مرد خواجہ حسن بصریؒ
درسِ قرآنِ عظیم ہو اور درس گاہ کعبہ، پھر بھی خطرے سے خالی نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۳ بندہ جب تک کسی تعمیری اور ضروری کام میں مصروف نہ ہو کسی علیحدہ حُجرے میں بالکل نہ رہے ورنہ اس کا دل غیر ضروری خیالات کا مرکز بن جائے گا۔ سارا دن بیٹھے بیٹھے فضول خیالات میں مشغول رہے گا۔ اللہ کرے تجھے کوئی کام عطا ہو اور تو پھر اس کام کو سرانجام دینے کے لیے حجرہ میں جائے اور تیرا سارا دن اور ساری رات اسی کام ہی کو سرانجام دینے کی تدابیر میں صرف ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! تُو مجھ کو اپنے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے کام میں ہمہ تن مصروف و مشغول فرما۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اٰمِیْن۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۴ بادشاہوں کو حسرت ہے کہ وہ دنیا میں فقیر ہوتے۔ سب کے سب کہتے ہیں اگر ہم دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے تو کیا خوب ہوتا اور وہ کام کرتے جو یہاں کام آتے۔ کوئی مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی چھوڑ کر یہاں آتے۔ اللہ کا مال اللہ کی راہ میں لگا کر آتے تو کیا خوب ہوتا! اللہ کا ذکر کرتے۔ ذکر کی مجلسوں میں جاتے۔ اللہ کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے۔ زندوں کو زندگی کا نمونہ دے کر آتے اور زندگی کی حسرت مٹا کر آتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۵ ہم حکومت کے انجام سے بے خبر ہیں ورنہ کوئی بھی کسی بھی قیمت پہ کبھی حاکم بننا پسند نہ کرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶ ہر بندے کے لیے ہر معاملے میں اللہ کافی ہے۔ جس کے لیے اللہ کافی نہیں، کوئی کافی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۷ اللہ معطی، اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قاسم ہیں۔ قَاسِمُ الْخَیْرَاتِ الْحَسَنَۃِ۔

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ یُعْطِیْ۔ میں تو تقسیم کرتا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ ہی ہے

معاویہؓ۔ بخاریؒ و مسلمؒ

اللہ عطا کرتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸ قاسم کا معطی کے پاس حاضر رہنا ہر وقت ضروری ہے۔ جب بھی معطی کسی کو کوئی شئے عطا کرے، قاسم کا تقسیم کے لیے حاضر ہونا ضروری ہے۔ اللہ ہر وقت اپنی مخلوق کو لاتعداد عطیّات عنایت کرتے رہتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں تقسیم فرماتے رہتے ہیں

کوئی بھی دم خالی نہیں گزرتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۹ مقام سالک کے اور سالک حال کے تابع ہوتا ہے۔ ہر حال اللہ کی طرف سے وارد ہوتا ہے۔ ہر سالک حال کے ماتحت ہوتا ہے۔ حال جب طاری ہو جاتا ہے ساری خدائی زور لگائے، واپس نہیں ہوتا۔ لیکن جب چلا جاتا ہے، پھر اسے کوئی واپس نہیں لا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰ حال طریقت کی وہ کیفیت ہے جو اللہ کی طرف سے سالک کے قلب پہ وارد ہوتی ہے اور وہ حال کے ماتحت نقل و حرکت پہ مجبور رہتا ہے، کبھی رُک نہیں سکتا۔ اللہ جب حال کو بدل دیتے ہیں، پھر اُسے کوئی کبھی واپس نہیں لا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۱ حال ماضی کا شاہد ہے یعنی جو چیز ماضی میں تھی حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں تو ماضی میں بھی نہ تھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۲ جتنے کمالات تمام انبیاء علیہم السلام میں تھے، وہ تمام اور ان کے علاوہ بے شمار کمالات ہمارے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات میں ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کی پوری جھلک آپؐ کی ساری امت میں موجود ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳ اللہ نے جتنے کمالات پیدا کیے ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ ایک صاحبِ کمال جب انتقال کر جاتا ہے اس کا کمال کسی دوسرے کو منتقل کر دیا جاتا ہے۔ گویا ایک کمال ایک ولایت ہے جس میں صاحبِ ولایت آتے اور اپنی تقرری کا دور ختم کر کے لوٹ جاتے ہیں اور پھر اسی

وقت کوئی دوسرا ان کی جگہ کو پُر کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۴۔ جو شے دنیا میں کل موجود تھی آج بھی ہے، اسی طرح کل بھی رہے گی۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۵۔ دین علم و فلسفہ نہیں عمل کا نام ہے۔ ہر فلاسفر دین دار نہیں ہوتا لیکن ہر دیندار فلاسفر بھی ہوتا ہے۔ لوگ دین کا فلسفہ غیر اسلامی ممالک میں جا کر غیر مسلم فلاسفروں سے سیکھتے اور فلسفہ کی سند حاصل کرتے ہیں۔

اگر دین کا کمال فلسفہ ہوتا تو اسلام کے غیر مسلم فلاسفر ضرور دیندار ہوتے۔ دین کا حاصل فلسفہ نہیں عمل ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۶۔ دین میں جہاں عالم کے فضائل بیان کیے گئے ہیں، اس سے مراد وہ عالم ہے جو اپنے علم پہ عمل کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۷۔ نفس کی اصلاح کے لیے محض مطالعہ کافی نہیں۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ کسی شخصیت کی رہنمائی لازم و ملزوم ہے۔ کوئی آدمی اپنی اصلاح آپ نہیں کر سکتا۔

اللہ رب العالمین نے فرمایا:

اَلرَّحْمٰنُ فَاسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا۔ نہایت مہربان پس پوچھے خبر رکھنے والے سے۔

(الفرقان: ۵۹)

جسے خود خبر نہیں کسی کو کیا خبر دے گا؟

الحمد للحیّ القیوم

۷۸ غیر معمولی عمل ہی سے غیر معمولی حال وارد ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوّم

۷۹ یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ اللہ اپنے دین اور اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّتِ مطہرہ کو اپنی پوری آب وتاب سے بلند نہ فرمائے ؟

الحمد للحیّ القیوّم

۸۰ غور فرمائیں :

دین اللہ کا، دنیا اللہ کی، ہم اللہ کے، ہر کوئی اللہ کا اور ہر شے اللہ کی۔ پھر اللہ کی غیرت کو دین کی بے قدری کیسے گوارا ہو سکتی ہے ؟

ایمان اسے کبھی قبول نہیں کر سکتا کہ اللہ کا دین اللہ کی دنیا میں بلند نہ ہو، جب کہ دین کا مالک بھی اللہ ہے اور دنیا کا بھی اللہ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸۱ یقیناً اللہ ہمیں عمل کی توفیق بخشے گا، اور ضرور بخشے گا۔ جس بے قدری سے ہم دوچار ہیں، وہ ہمارے ہی اعمال کی شامت کا نتیجہ ہے۔ ورنہ کبھی مسلمان بھی کسی میدان میں ہارا ہے؟ مسلمان جس میدان میں بھی اُترا، بازی لے گیا۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸۲ اللہ کی کوئی مخلوق۔ کافر ہو یا مشرک، فاسق ہو یا فاجر، اس حقیقت کا انکار نہیں کرتی کہ اسلام ہی ایک ایسی راہ ہے جس پر چل کر سب امن و سلامتی کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ اگرچہ تعصب کی بناء پر اپنی ضد پہ ڈٹے رہیں، دل سے ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ قرآن اللہ کی کتاب اور اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ سادہ، پکّا، مقبولِ عام اور مقبول الفطرت۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸۳ حوادثِ دہر اللہ کے دینِ اسلام کی تبلیغ پہ اثر انداز نہیں ہو سکتے بلکہ تبلیغ حوادثِ دہر پہ اثر انداز ہوا کرتی ہے۔ ہمیشہ ہوا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۴ اللہ کے لطف و کرم سے ہماری یہ تبلیغ اُس دن تک جس دن کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام صُور پھونکیں گے، پُوری آب و تاب سے جاری رہے گی۔ مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵ اس طرح اتحاد ہو سکتا ہے۔ جب اللہ کی راہ میں نکلو، دین کے مسائل و فضائل بیان کرو۔ اپنا مسلک بھی بیان کرو۔ اپنے مسلک کی تعریفوں کے پُل باندھ دو۔ اس پہ کسی کو بھی اور کوئی بھی اعتراض نہیں۔ لیکن کسی دوسرے مسلک پہ تنقید نہ کرو۔ جب آپ کا وہ مسلک ہی نہیں، اس پہ نکتہ چینی کا کیا فائدہ ؟

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶ اللہ رب العالمین نے فرمایا:

وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ اور صبر کرو۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔
(الانفال - ۴۶)

فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِیْلًا پس عمدگی کے ساتھ صبر کرو۔
(المعارج - ۵)

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷ صبر اللہ کی بہترین نعمت ہے جو اس سے محروم رہا بے شک بھلائیوں سے محروم رہا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸ کوئی اگر کسی تکلیف پہ واویلا کرے گا تو کیا پائے گا، واویلا کبھی نقصان کو پورا نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۹ واویلا صبر کے اجر کو تو کھا جاتا ہے مگر نقصان کو پورا نہیں کرتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۰ صبر کے سوا کوئی اور چیز کسی نقصان کو کسی بھی طرح پورا نہیں کر سکتی اور فقط صبر ہی ہر نقصان کا بہترین اُجر اور نعم البدل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۱ صبر اللہ کی رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔نہ مانو تو کر کے دیکھو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۲ صبر ایک وہ ہتھیار ہے جس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا اور وہ حصار ہے جسے کبھی کوئی پھاند نہیں سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۳ صبر کے تیر جب چل جاتے ہیں بس چل جاتے ہیں۔ پھر کبھی واپس نہیں مڑتے۔سائے ڈھل جاتے ہیں، پہاڑ ہل جاتے ہیں، رستم جیسوں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیتے ہیں اور پچھاڑ دیتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۴ صبر ایک وہ لذّت ہے جس کا مزا سدا باقی رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۹۵ کام کر۔ ہمہ اوقات اپنے نفس کو مصروف و مشغول رکھ۔ اللہ کی مخلوق کو نفع پہنچانے کے لیے کر۔ اپنے لیے کچھ مت کر۔ اپنے تئیں اپنے رب کے حوالے کر۔جس حال میں

بھی رکھے، راضی رہ، نہ شکوہ کر، نہ اعتراض۔ تیری کوئی بھی شئے تیرے رب سے پوشیدہ نہیں، اور تیرا رب تجھ پر تیری ماں سے سو گنا زیادہ مہربان ہے۔ پھر کیا تیرا رب تیرے لیے کافی نہیں؟ اور یہ سلوک کی انتہا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۶ بہترین تسخیر یہ ہے کہ تو خلق کو نفع پہنچا لیکن خلق سے نفع کی امید مت رکھ۔ ہر کسی کی خدمت کر، لیکن کسی سے بھی خدمت کی اُمید مت رکھ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۷ ہم نے رومی جیسوں کو شراب تک پلا دی اور وہ ہمیں ایک تہبند نہ بندھوا سکے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۸

اے دِل!

تو بات بات پہ خوش اور بات بات پہ مغموم رہتا ہے۔ تیری یہ حالت میرے اللہ کے کاموں میں مخل ہے، بُری طرح مخل۔ جب تک تو خوشی و غمی سے بے نیاز نہیں ہوتا، میرا کام نہیں چلتا۔ تیری حالت کبھی ایک سی نہیں رہتی۔ آن کی آن میں خوش اور آن کی آن میں مغموم۔ خوشی کس بات کی اور غم کس چیز کا؟ یعنی یہ پتہ نہیں چلتا کہ تو کیوں خوش اور کیوں مغموم ہوتا رہتا ہے۔

تیری یہ دونوں حالتیں مذموم، مُہلک، فانی اور غیر مستحسن ہیں، ان دونوں سے بے نیاز ہو۔ دور ہو، باز آ، اور ایک ایسے حال میں رہ، جہاں خوشی وغمی کو کوئی گزر نہ ہو اور کبھی دخل نہ ہو۔ تجھے کبھی بھی کوئی ہنسا نہ سکے اور نہ ہی کبھی رُلا سکے۔

تیرا حال اٹل ہو، اجل ہو، جو نہ کبھی ہل سکے، نہ کسی سے ہلایا جا سکے۔ یا حیُّ یا قیّومُ

الحمدُ للحیّ القیّوم

۹۹ کوئی ہستی کسی نیستی کا کبھی مقابلہ نہیں کر سکتی۔ نیستی اگرچہ چھوٹی ہو، بڑی سے بڑی ہستی پہ غالب ہوتی ہے۔ ہستی بھلا نیستی کا کیا مقابلہ کرے اور کیوں کر کرے؟ جب کہ وہ بننے اور یہ مٹنے، وہ جینے اور یہ مرنے کی دل دادہ ہے۔ ہستی کی مراد بننا اور نیستی کی مٹنا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۰ ہستی جب نیستی کا لبادہ اوڑھ لیتی ہے، کشمکشِ دہر سے نجات پا جاتی ہے۔ قال و مقال سے گزر کر حال کی وادی میں قدم رکھتی ہے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کو کسی حال پہ کوئی خبر نہیں ہوتی کہ کون کس حال میں ہے؟ حال پہ اعتراض خطا ہے۔ کسی کے بھی حال پہ کبھی اعتراض مت کر۔ اللہ ہی اپنے بندوں کے حال کا علیم و خبیر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۱ اللہ کے بندے نہ کسی سے ڈرا کرتے ہیں اور نہ بُرا کرتے ہیں۔ بھلائی کے کام کیا کرتے ہیں اور موت سے کھیلا کرتے ہیں۔ یعنی اللہ کے لیے جیا اور اللہ کے لیے مرا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۲ مال ان کی منزل میں ہوتا ہی نہیں۔ نہ کبھی مال کی طمع کرتے ہیں، نہ جمع کرتے ہیں۔ جو مال اللہ ان کو دیتا ہے اسی وقت اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے ہیں، اور اس حال میں شام کرتے ہیں کہ کل کے لیے نہ کوئی ذخیرہ ہوتا ہے، نہ غم اور نہ ہی زندگی کی اُمید۔

گویا دنیا میں مسافروں کی طرح رہا کرتے ہیں اور مہاجروں کی طرح مرا کرتے ہیں۔ جب اس دنیا سے جاتے ہیں، کوئی میراث چھوڑ کر نہیں جاتے۔ بے شک اس حال میں وہ سُورج کی طرح چمکا اور گلاب کی طرح مہکا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۳ مُردوں کی طرح جی۔ اے او جینے والے! ہانسے ہانسے جی، اگرچہ ایک دن جی۔ پھر کبھی

یہاں نہیں آنا۔ جی بھر کر جی۔ جیسے جینے کی اُن کو حسرت ہے، ویسے جی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۴ کعبہ سے بڑھ کر کوئی باعظمت نہیں مگر مومن۔

ارے او اللہ کے بندے! تیری عظمت کعبہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اے کاش تجھے اپنے مقام کی خبر ہوتی! تو اُپنے حال سے بیگانہ اور اپنے مقام سے بے خبر ہے۔ تیری قدر مجھ کو ہے، میں تیری تعظیم کرتا ہوں، تکریم کرتا ہوں۔ بے شک تیری نوازش گویا اللہ کی ہی نوازش ہے۔ تیری نوازش کعبے کے طواف سے بھی بڑھ کر ہے، مجھ سے تیری یہ ذِلّت اور رسوائی دیکھی نہیں جاتی۔ میں تیری تعظیم کا اعلان اور تیری تکریم کا اِظہار کرتا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۵ محبّت کے تیر وحشت کو چھلنی کر دیتے ہیں۔ محبّت دلوں کو سینوں میں زندہ اور بیدار رکھتی ہے محبّت وحشت کو کھاتی اور دلوں کو بہلاتی ہے۔ اگر یہ محبّت سچی ہوئی اور سچّی ہوئی تو تیرے من کو موہ لے گی اور تیرے دل کو کھول دے گی۔ یہی میری اُمید اور یہی میرا دعویٰ ہے۔

میں تجھ سے تیری اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا طالب ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۶ بے قدری کی آغوش میں قدر پوشیدہ ہے۔ جو دنیا میں جتنا بے قدر ہوا، اُتنی ہی اُس نے قدر پائی۔

حضرت یوسف علیہ السلام جب تک مصر کے بازار میں نہیں بکے، مصر کے بادشاہ نہیں بنے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے صبر کیا۔ نہ شکوہ کیا، نہ اعتراض، اللہ نے خوش ہو کر نبوّت دی اور مصر کی بادشاہی بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۰۷ اللہ جب اپنے کسی بندے سے خوش ہوتا ہے، اسے نیک اعمال کی توفیق بخش دیتا ہے۔

بندہ جب گناہ (اللہ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف قول و فعل) کرتا ہے اللہ ناخوش ہوتا ہے۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی عنایت کردہ نعمتوں کو بدل دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو بلا اتارتے ہیں۔

(ہر بلا جو بندے پہ نازل ہوتی ہے، گناہوں ہی کے باعث ہوتی ہے)

اَللّٰھُمَّ احْفَظْنِیْ مِنْ جَمِیْعِ الْبَلَآءِ۔ اٰمِیْن

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو عصمتوں کو چاک کر دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ندامت کا وارث بناتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کی تقسیم کو روک دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو سختی لاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث بندے کے بندے دشمن بن جاتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو دعا کو واپس کر دیتے ہیں یعنی جن کے باعث اللہ بندے کی دعا قبول نہیں فرماتا۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو آسمان سے بارش روک لیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو ہوا کو اندھیری کر دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو پردے کو کھول دیتے ہیں۔

بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن کے باعث جلد فنا آتی ہے۔

اور بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جن سے ناخوش ہو کر اللہ اپنے بندوں سے نیک اعمال کی

توفیق سلب کر لیتا ہے اور یہ سب سے بڑا خسارہ ہے۔

جس سے نیک اعمال کی توفیق چھنی گویا اس سے ہر شئے چھنی۔

اللہ ہمیں ہر گناہ پر سچّی اور پکّی توبہ کی توفیق عنایت فرمائے اور اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے ہم سے کسی بھی نیک عمل کی توفیق کبھی سلب نہ کرے۔

اٰمین ۔ اٰمین ۔ اٰمین

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ ۔ اٰمین

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۰۸ ہر شئے کا غلبہ قوت پہ موقوف ہے۔ ہر لاغر مغلوب ہوتا ہے۔ فاقہ نفس کو لاغر اور رُوح کو بیدار کرتا ہے۔ کھانا نفس کی اور فاقہ روح کی غذا ہے۔ کھا کر تو دیکھ ہی لیا، اب بھوکے رہ کر بھی دیکھیں۔ کھانا اگرچہ طیّب ہو، پھر بھی فاقے کی برابری نہیں کر سکتا۔ یہ ابحاث و فتنات اس کھانے ہی کی پیداوار ہیں۔ جہاں سے جو ملا لیا، اور کھا لیا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بہت سے پریشان حال آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں۔ یارب! یارب! کرتے ہیں، مگر کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام۔ ایسی حالت میں دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے؟"

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۰ کوفہ میں مستجاب الدّعوات لوگوں کی ایک جماعت تھی۔ جب کوئی حاکم ان پر مسلط ہوتا، اس کے لیے بد دعا کرتے تو وہ ہلاک ہو جاتا۔

حجّاج ظالم کا جب وہاں تسلّط ہوا تو اس نے ایک دعوت کی، جس میں ان حضرات کو

خاص طور سے شریک کیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہو چکے تو اس نے کہا:

"میں ان لوگوں کی بد دعا سے محفوظ ہو گیا کہ حرام کی روزی ان کے پیٹ میں داخل ہو گئی"۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۱ اللہ کے بندے بھی اللہ کے بندوں کی بھلا کبھی توہین کیا کرتے ہیں؟ متقی وہ ہے جو اللہ کے حضور میں ہر وقت حاضر رہے۔ اور جو اللہ کے حضور میں حاضر ہے، خاموش ہے۔ اس کا کسی اور طرف حاضر ہونا ممکن ہی نہیں۔ عام کھانا (پیٹ بھر کر) کثیف ہے۔ مشکوک کھانا غلیظ ہے۔ کثافت اور غلاظت میں لطافت نہیں آسکتی، اور کبھی نہیں آسکتی۔

جس طرح انواع واقسام کی اشیائے خوردنی میں قسم قسم کے حیاتین پائے جاتے ہیں جو صحت کیلیے ضروری ہوتے ہیں، اسی طرح انواع واقسام کے اذکار و دعوات میں عرشِ عظیم تک روح کی پرواز کی قوت پیدا ہوتی ہے۔

تندرست کے لیے دودھ، گھی، گوشت، مقوّی غذائیں ہیں لیکن بیمار انہیں کھا کر اور بیمار ہو جاتا ہے۔ روغنی غذائیں صرف تندرست ہی کو طاقت بخشا کرتی ہیں، بیمار کو نہیں۔

اہلِ دنیا کے لیے سب سے بدتر اور اہلِ سلوک کے لیے سب سے بہتر چیز فاقہ ہے۔ اہلِ دنیا فاقے کو مصیبت سمجھ کر شکوہ کرتے ہیں اور اہلِ سلوک فاقے کو سب سے بڑی نعمت سمجھ کر شکر کرتے ہیں۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۱۲ ہم لوگ:

دنیا میں دنیا نہیں، آخرت کمانے آئے ہیں۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی مصیبت آخرت کی کسی بھی چھوٹی سے چھوٹی مصیبت کی برابری نہیں کر سکتی۔ اسی طرح دنیا کی کوئی بھی بڑی سے بڑی خوشی

آخرت کی کسی چھوٹی سے چھوٹی خوشی کی برابری نہیں کر سکتی۔ جس مصیبت کا ہم گلہ کرتے ہیں، اس سے کہیں زیادہ مصیبتوں کا سامنا آخرت میں ہے۔ جن خوشیوں کی تلاش میں ہم مارے مارے پھرتے ہیں، اُن سے بدرجہا افضل خوشیاں ہیں۔

دنیا کی ہر شے عارضی ہے۔ خوشی ہو یا غمی۔ لیکن آخرت کی ہر شے اَبدی ہے۔

کسی دن قبرستان کی سیر کو جائیے۔ ذرا سوچیے یہ سب کے سب ہماری ہی طرح اس دنیاوی زندگی میں محو تھے اور آج سب کے سب پچھتاتے ہیں، کُرلاتے اور واویلا کرتے ہیں کہ انہوں نے زندگی کی بازی ہار دی۔ ان ساتھی دست آج کوئی اور نہیں۔ گویا ان کی پکاریں سنی نہیں جاتیں۔ ہر کسی سے یہی ایک عرض کرتے ہیں:

"ارے او خوش قسمت جینے والے! اپنی زندگی کے مقصد کو پہچان۔ اللہ نے کیوں تجھ کو پیدا کیا؟ بے شک اللہ نے تجھ کو اپنے لیے پیدا کیا ہے۔ ہر شے تیرے لیے ہے اور تو اللہ کے لیے۔ ہماری یہاں صرف ایک ہی تمنا ہے کہ اللہ ہمیں ایک بار پھر سے زندگی بخشے اور ہم دنیا میں جا کر اس کی ایسی بندگی کریں کہ کسی اور طرف کبھی خیال نہ کریں۔ شب و روز اللہ ہی کی یاد میں محو و منہمک رہیں۔ اللہ کی یاد سے بہتر اور کوئی یاد نہیں اور نہ ہی اللہ کے کام سے بڑھ کر اور کوئی کام ہے۔"

اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اللہ کے کاموں میں سب سے افضل کام ہے۔ اللہ ہمیں اپنے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کی توفیق بخشے۔ آمین

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۳ ابرہہ دنیا دار تھا۔ اُسے جو ناز تھا اپنی طاقت پہ تھا۔ کعبے کو مسمار کرنے کے لیے مکّے پر چڑھائی کی۔ فوج کے ہمراہ جنگی ہاتھی تھے۔ اللہ نے ابابیلوں کو حکم دیا کہ اپنی چونچوں میں کنکریاں دبا کر ابرہہ کی فوج کے مقابلے میں اُترو۔ جس ہاتھی پر بھی ابابیل کی چونچ سے کنکری گرتی فنا کر دیتی۔ یا حیُّ یا قیّومُ

ہر شئے میرے اللہ ہی کی ملک اور اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں محکوم و مجبور ہے کسی بھی شئے کی اپنی کوئی مرضی نہیں۔ ہر شئے کا ہونا نہ ہونا میرے اللہ ہی کے بس میں ہے کسی دوسرے کو کسی بھی امر پہ کوئی دسترس نہیں مگر اللہ کے حکم سے اور اللہ کا حُکم سدا جاری ہے۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔

کیا آپ نے کبھی اس پہ غور نہیں فرمایا کہ اللہ جب چاہتا ہے ابابیل جیسے چھوٹے سے پرندے سے ہاتھیوں کو ہلاک کروا دیتا ہے، کیا وہی اللہ آج موجود نہیں جو ابابیلوں سے ہاتھی مروا سکتا ہے؟ ضرور ہے۔ پھر ہمیں کسی کا کیا خوف؟ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۴ عمل :

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں ہمارے عمل پہ سو فیصدی عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔ یعنی ہمارا کوئی بھی عمل باطل نہ ہو۔ جس عمل کو بھی ایک بار اختیار کر لیں، عمر بھر نبھائیں۔ کبھی ترک نہ کریں اور نہ ہی ناغہ۔ اگر آپ نے اپنا عمل پُورا نہیں کیا تو سمجھو کہ کچھ بھی نہیں کیا، یونہی وقت برباد کیا۔

الحمد للحیّ القیوم

۱۱۵ مُساوات :

اے میرے اللہ کے دینِ اسلام تیرے شیدائیوں کے کس کس قصّہ کو بیان کریں!

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ خلیفۃ المومنین جب اپنے غلام کے ساتھ بیت المقدس کا سفر کر رہے تھے تو ایک منزل آپ اونٹنی پہ سوار ہوتے اور دوسری پہ آپؓ غلام کو سوار کرتے اور خود اونٹنی کی مہار تھامے آگے آگے چلتے تھے۔ جب شہر کے قریب پہنچتے ہیں

تو سواری کی باری غلام کی آجاتی ہے۔ غلام اصرار کرتا ہے کہ "منزل ختم ہونے کو ہے۔ لوگ حضورؐ کے استقبال کو آئیں گے اور یہ زیب نہیں دیتا کہ عرب کا ایک گمنام بدّو (آپؐ کا غلام) اونٹنی پہ سوار ہو اور آپؐ نکیل پکڑے آگے آگے چلیں۔"

آپؐ نے عدل و مساوات کی حد کر دی اور غلام کی ایک نہ مانی، اُسے باری کے مطابق اونٹنی پہ سوار کیا اور خود آگے آگے چلتے رہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی ساری اولاد کی ساری تاریخ میں کہیں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ ایک خلیفۂ وقت (بادشاہ) سواری کی نکیل پکڑے آگے آگے چل رہا ہو اور ایک غلام سواری پہ سوار ہو۔

الحمدللحیّ القیّوم

اہلِ سلوک کے لیے ایک امیدافزاء عمل: 116

۱۔ ہمیشہ باوضو رہنے کی کوشش کریں۔

۲۔ تجدیدِ وضو پہ دو رکعت نفل تحیۃ الوضو پڑھیں، سوائے مکروہ اوقات کے۔ (بعد نمازِ فجر و عصر تا طلوع و غروبِ آفتاب اور عین نیم روز یعنی دوپہر، نماز کے لیے مکروہ اوقات ہیں۔)

۳۔ خاموش رہیں۔ بلاضرورت اور زائد از ضرورت کلام سے اِجتناب کریں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو خاموش رہا، سلامت رہا"، نیز فرمایا "مرد کا خاموش رہنا اور خاموشی پہ ثابت قدم رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔"

عبادت سے مراد یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات بھر قیام کرے۔

۴۔ مراقبۂ معیّت: ________ یعنی ہر وقت، ہر حال میں، دن ہو یا رات، کھڑا

ہو، یا چلتا پھرتا، بیٹھا ہو یا لیٹا، جس حال میں جو بھی کام کرتا ہو، یہ مدِّ نظر رکھے:

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ

فَاللّٰہُ خَیْرٌ حٰفِظًا

حضوری یہ ہے کہ دم بھر کے لیے بھی غافل نہ ہو۔ یہ خیال ہمیشہ رہے کہ میرے اللہ میری ہر بات جو بھی میں کہتا ہوں سنتے اور میرے ہر کام کو جو بھی میں کرتا ہوں، دیکھتے ہیں۔ نیز جو بھی میں سوچتا ہوں، جانتے ہیں۔ میرے اللہ میرے پاس اور میرے ساتھ ہیں۔ میری کوئی بھی شے میرے رب سے پوشیدہ نہیں۔

اس حال میں کسی کی نظر کسی اور طرف پھر سکتی ہے؟ یا اللہ کے خیال کے سوا کوئی دوسرا خیال دل میں آسکتا ہے؟ —— یہ کبھی ہو نہیں سکتا کہ اللہ کو حاضر و ناظر تسلیم کرنے والا اللہ کے سوا کسی اور طرف متوجہ ہو۔

۵۔ اپنے معمولات باقاعدگی سے ادا کریں۔ حتی الامکان کوئی بھی عمل قضا نہ کریں، ہر عمل کو ہر حال میں جاری رکھیں، عین ممکن ہے ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ دل کی حالت کو یکسر بدل دے دل گنجینۂ انوار بن جائے۔ توفیق عنایت ہو۔ مَا شَآءَ اللّٰہُ۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ۔

الحمد للحیّ القیّوم

جذب و سلوک ۱۱۷

کی

وہ داستانیں جنہیں پڑھ کر مردہ رگوں میں خون دوڑنے لگتا ہے

حضرت مخدوم الملک سرکار پیر و مرشد قدس سرہ العزیز کے ایک غلام نے طریقت کی اس

وادی کو، جسے جس نے بھی عبور کیا، رات کی تاریکی میں کیا، دامن بچا کر چپکے سے کیا۔ لیکن انہیں حضرت سرکار پیرو مرشد کی پشت پناہی پہ وہ ناز تھا کہ تمام سابقہ روایتوں کو بالائے طاق رکھ کر علی الاعلان اور دن دیہاڑے (جنات و شیاطین کی وادی کو) صحیح سلامت عبور کر لیا۔ سبحان اللہ کیا جذبہ تھا جب کہا کہ:

"پھر نہ کہنا چپکے چپکے رات کے وقت وادی میں سے گزر گئے۔ ہر خاص و عام کو (جن و شیاطین کو) مطلع کیا جاتا ہے کہ میں اللہ کے بھروسے پہ فلاں دن فلاں وادی کو عبور کرنے والا ہوں۔ جو کوئی مجھے روکنا چاہے اُسے پوری طرح اجازت ہے۔"

جب وہ مرنے مارنے پہ اُتر آیا، دن دیہاڑے وادی کو عبور کر گیا۔ کسی کو بھی مداخلت کی جرأت نہ ہوئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۸ تو کچھ مت بن، نہ ہی کچھ بننے کی آرزو رکھ؛ تیرا کچھ بھی نہ بننا تیرا سب کچھ بننا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۱۹ ہر پُرزہ مشین کا ایک ضروری جزو ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۰ کسی سے داد کی خواہش مت رکھ۔ نہ ہی کسی منصب کی کوئی طلب رکھ۔ جس کی کوئی طلب نہیں، میرا طالب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۱ وہ صاحبِ ولایت، جو ولایت سے بے خبر ہے ہیکف زبان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۲۲ جو کسی بھی منصب پہ فائز نہیں، فارغ ہے۔ جو کچھ بھی نہیں آزاد ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۳ جس کی کوئی بھی طلب نہیں، اس راہ کا عارف ہے۔ اس کے حضور میں (الحمدللہ) ہر مقام ذلیل اور ہر حال افسردہ ہے۔ جس کی کوئی طلب نہیں، اس کی یہ بھی نہیں۔ ہر چیز کی طلب طلب ہے۔ جب تم کسی بھی شے کے طالب نہیں، گویا اس کے بھی طالب نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۴ جو (ناحق) کسی سے بیزار ہوتا ہے، وہی اس کے لیے بے قرار ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۵ یہ فلسفہ نہیں، امر و نہی کی جنگ ہے۔ اگر محض فلسفہ کافی ہوتا، زُہد و ریاضت کی ضرورت نہ رہتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۶ جو جس شے سے بے نیاز ہوا، وہی شے اس کی نیازمند ہوئی۔ جو ہر شے سے بے نیاز ہوا، ہر شے اس کی نیازمند ہوئی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۷ کوئی تفریح کسی مجاہد کو کبھی خوش نہیں کر سکتی مگر جیت۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۸ تو سبب پہ متوجہ ہے، رب پہ نہیں۔ اگر ربّ پہ ہوتا، سبب سے مُستغنی ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۲۹ ذِکر کے تیر غفلت کے پردوں کو چھلنی کر دیتے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۳۰ مدّت ہوئی اس گلستان کے کسی پودے کو کوئی پھل نہیں لگا۔ اگر کہیں کسی بُوٹے کو لگا بھی تو کھٹّا۔ نہ کھانے کے قابل، نہ منڈی میں لے جانے کے اور تیرے بوستان کا یہ حال تیری رحمت کا اُمّیدوار ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۱ توکّل، رضا، شکر، صبر ایک ہی خصلت کے مختلف نام و مدارج ہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۲ فتویٰ میں دعا واجب اور تقویٰ میں ممنوع ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۳ صبر سے رحمت کا انتظار کر۔ مقامِ رضا پہ نہ دُعا ہے نہ بددُعا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۴ اَدب سب سے افضل اور سب سے مشکل کام ہے۔

اَدب کو سہل مت جان۔

اَدب کی راہ کٹھن ہے۔

اَدب محدود عرصہ تک آسان اور ہمیشہ نبھانا مشکل ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۵ حضرت بو علی شاہؒ قلندر تھے انہوں نے اپنے نفس کو مارا اور اِس دور کے "قلندر" تے اللہ کے دین کو مارا ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۶ فضول وہ ہے جس کا ترک نظام پہ کوئی اثر نہ ڈالے۔ مقبول وہ ہے جو مردود نہ ہو اور مردود وہ ہے جو رحمت سے محروم ہو۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۷ ہر شے سے افضل ذِکر ہے۔

جو شے ذکر کے لیے وقف ہے وہ بھی افضل ہے۔ زمین کا جو خطّہ ذکر کے لیے وقف ہے، مسجد ہے اور مسجد سے مقدّس اور کوئی مقام نہیں۔ نہ محل، نہ دربار۔

جو دِل ذکر کے لیے وقف ہے "اہلِ ذکر" ہے اور "اہلِ ذکر" سے بہتر کوئی درجہ نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۸ پھُول کے بغیر بُلبل بے قرار اور بُلبل کے بغیر پھول آزُردہ ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۳۹ حباب جب واقف ہوا، بحر ہوا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۴۰ جُرم کا اِقبال مالک کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ ہر مجرم، جو جرم کا اعتراف کرے قابلِ معافی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۴۱ عالم کا علم اور عامل کا عمل اگر نسبت سے خالی ہے عقیم ہے۔ نسبت سے محرُوم، ہر شے سے محروم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۴۲ جو دنیا میں مرجعِ خلائق نہیں، قبر میں بھی نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۴۳ محبّت کی ابتداء مت دیکھ، انتہا دیکھ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۴۴ بے رخی تڑپ اور تڑپ محبت کی جان ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۵ عاشق کی آہ معشوق کے سوا ہر شے کو جلا دیتی ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۶ یہ دھواں کبھی ٹھنڈا نہیں ہوتا ۔ ہمیشہ سلگتا رہتا ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۷ اسے مت چھیڑ اور نہ ہی اس کے حال پہ کوئی اعتراض کر ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۸ اللہ ہی اپنے بندوں کے حال و مقام سے واقف و باخبر ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۴۹ اس کی راہ میں روزی کی فکر حرام ہے ۔ تو رزق کی تلاش میں مت جا ، رزق تیری تلاش میں ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۵۰ یہ مقام جلد بازوں کا نہیں جانبازوں کا ہے ۔ جو یہاں آجاتے ہیں پھر لوٹ کر کبھی واپس نہیں جاتے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۵۱ یہاں ٹھہرنا ذلّت نہیں عظمت ہے ۔ رُسوائی نہیں ، کمال عزّت افزائی ہے ۔ یہاں ٹھہرنا غنیمت ہے ، یہاں تک کہ بال بھی سپید ہوں ۔ اُن کے انتظار میں رُکنا بہترین عبادت ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۵۲ تو میرے لیے یہ جگہ وقف کر دے ۔ یہی میری جنّت اور یہی میری دوزخ ہے ۔ اِس دل سے

تو نیلا تھوتھا اور تو نشادر اچھی رہی۔ اس کا خالق اللہ اور اس کا ایک فرنگی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۳ جب تک تو یہ نہیں کہتا کہ تیری دنیا میں بسنے والا ہر مسلمان میرا بھائی ہے یارب! پورا مومن نہیں بنتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۴ تمیز نفاق کی ایک علامت ہے۔ قطار تمیز اور محیط اتحاد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۵ اس بہتے ہوئے پانی اور لہراتے ہوئے کھیت کو دیکھ کہ کس احتیاط و اہتمام سے دریا کا پانی نہر میں، نہر کا راجباہ میں، راجباہ کا کھال میں، کھال کا کھیت میں اور کھیت سے ہر پودے کی پتی میں آتا ہے۔ یہ پودا اگر دریا کے کنارے ہوتا، دریا اسے بہا لے جاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۶ بندہ بندے کو اللہ تک پہنچاتا ہے ورنہ کوئی کسی بھی طرح وہاں نہیں جا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۷ یہ راہ ایسی پیچیدہ ہے کہ کوئی راہی، رہنما کی راہبری کے بغیر کبھی منزل پہ نہیں پہنچ سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۸ اس راہ میں اتنی پگڈنڈیاں ہیں کہ راہ نما تک راہ کھو بیٹھتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵۹ رب مت ڈھونڈ، راہبر ڈھونڈ

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۰ رب دور نہیں، راہبر دور ہے۔ جب تک تجھے راہبر نہیں ملتا، اس

راہ میں مت چل۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۱ اس راہ کو سیدھی سمجھ کر اکیلا مت چل، کبھی مت چل۔ یہ راہ نہایت نازک و خطرناک ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۲ لیکن اگر راہبر ساتھ ہے تو یہی راہ بہترین راہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۳ آدم کا منکر شیطان ہے۔ شیطان آدم کا منکر ہے، اللہ کا منکر نہیں۔ اللہ کا اب بھی منکر نہیں، آدم کے انکار ہی کی بدولت مردود و ملعون ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۴ اے قوم! تیری یہ کورانہ تقلید ہی تیری پستی و ذلّت کا باعث ہے۔ قوموں کی صلاح و فلاح عمل پہ اور عمل نمونہ پہ موقوف ہے۔ لاریب۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۵ کسی کام کو کسی انوکھے انداز میں کرنے کو نمونہ کہتے ہیں۔ تو کوئی نرالا نمونہ پیش کر، ایک مدّت سے وقت کی یہ پکار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۶ ارے او جینے والے! اس جگ میں ایسے جی کہ جگ جاگے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۷ نہ تُو نے بار بار اس جگ میں آنا اور نہ ہی تجھے بھیجا جانا ہے۔ تیرا جینا تیری قوم کے لیے ایک نمونہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶۸ وہ ملیں نہ ملیں، تلاش میں تیرا پہلا نمبر ہو۔ یہی زندگی کا مقصد اور یہی ان کی مرضی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۶۹ خیالات تبدیل ہونے دیر نہیں لگتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۰ خیالات ماحول کے تحت تبدیل ہوا کرتے ہیں، وقفے کے نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۱ کیا آپ نے کبھی اس پہ غور فرمایا کہ آپ کے ہر سانس کے ساتھ نئی ہوا آپ کے جسم میں داخل ہوتی ہے، نت نئی خوراک بھی؟

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۲ اَخلاق انسان کی شخصیت کا آئینہ دار ہے۔ مقبول اور منکرِ اَخلاق کی میزان کے دو پلڑے ہیں۔ ہر کسی کا قول و فعل ان ہی دو پلڑوں میں تولا جاتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۳ یہ عبادت گاہ ہے تفریح گاہ نہیں۔ مَردوں کا اکھاڑا ہے، بازیچۂ اطفال نہیں۔ جو یہاں سو یا، اس نے بہت کچھ کھویا۔ بے شک اس کا دل رویا کہ کیوں سویا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۴ یہ میکدہ ہے، عشرت کدہ نہیں۔ دارالمحن ہے، دارالصحن نہیں۔ اس میدان میں جو جھنڈا بھی لہرایا، اخلاق ہی کی بنیادوں پر لہرایا نہ کہ عبادات کی۔ جس کا جتنا بلند اخلاق، اتنا ہی اونچا مقام ہوتا ہے

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۵ اخلاق کی کمی کو عبادت پورا نہیں کر سکتی۔

لیکن عبادت کی کمی کو اخلاق پورا کر دیتا ہے۔

اللہ ہمیں مقبولِ عام اور مشہورِ الاسلام اخلاق عنایت فرمائے۔ آمین۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۷۶ پانی جب دودھ میں مل جاتا ہے، دودھ بن جاتا ہے۔ نہ رنگت میں فرق رہتا ہے نہ لذّت میں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۷۷ اے اللہ کے بندے! اللہ میں ایسے جذب ہو جیسے کہ دودھ میں پانی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۷۸ کسی شے کی، کسی شے میں جذب ہو کر اصل فنا نہیں ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۷۹ جب تک کوئی شے اپنی ہستی فنا نہیں کرتی، کسی دوسری شے میں جذب نہیں ہو سکتی

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۰ ہر ایک شے ہر دوسری شے میں جذب ہو سکتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۱ ہر شے جو اپنے مرکز سے دور رہتی ہے، بے تاب رہتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۲ قطرے کی اصل دریا ہے۔ جب دریا میں ملا، دریا ہوا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۳ جو جس پہ فدا ہوگا اسی کی اتباع کرے گا۔ بلا عشق کبھی کوئی کسی کی اتباع نہیں کر سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۴ یہ عشق جو آج ہر زبان پہ جاری ہے محض زبانی ہے ورنہ اگر کوئی واقعتاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم پہ عاشق ہو جاتا تو کبھی کوئی قدم کسی سنّت کے خلاف ہرگز نہ اُٹھاتا

اور ہر سنّت کو اپناتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۵ ہر معشوق کو اپنے عاشق کا احساس ہوتا ہے اور کوئی معشوق اپنے عاشق کو کبھی کسی در پہ جانے نہیں دیتا۔ اگر یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم پہ عاشق ہوتے، تو غیرت مند ہوتے۔ کبھی دَر دَر نہ پھرتے اور نہ ہی ان کی یہ حالت ہوتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۶ اللہ کے بندے نہ کسی کے حال میں مبالغہ کرتے ہیں، اور نہ ہجو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۷ کسی کے حال میں مبالغہ کرنے والے ہی اس کی ہجو کرنے والے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو کسی حال میں مبالغہ کرتے سنو، سمجھو یہی کسی دن اس کی ہجو بھی کرے گا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۸ نہ کسی کا مبالغہ کرنہ ہجو، دونوں ہی مذموم ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۸۹ ظاہر میں باطن پوشیدہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۹۰ جسم میں رُوح اور رُوح میں راز پوشیدہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۹۱ جو ظاہری احکام کی پابندی نہیں کر سکتا، باطنی احکام پہ کیونکر چل سکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۱۹۲ شریعت جڑ ہے۔ جب جڑ نہیں، برگ و بار کہاں ؟

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۳ ہر حال میں نیک ہو یا بد راحت تلاش کر۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۴ **خبردار ! ـــــ خبردار ! ـــــ خبردار !**

شام ہو چکی ہے۔ بازار بند ہونے کو ہے اور سودا خریدا ہی نہیں اور یہ وقت کی آخری پُکار ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۵ **ہوشیار ! ـــــ ہوشیار ! ـــــ ہوشیار !**

تیرا دل غیر حاضر، آنکھ بے حیا اور زبان بے قابو ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۶ بہترین و مقبول ترین کام خَلق کی خِدمت ہے۔ خلق کی خدمت میں پہلا نمبر بیمار کی خدمت کا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۷ خلق عام ہے۔ مومن ہو یا کافر، درند ہو یا خزند، پرند ہو یا چرند، ہر اجر و ثمر سے بے نیاز ہو کر خدمت کر۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۸ ملّت کی بے لوث خدمت خادم کو مخدوم بنا دیتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹۹ خدمت بہترین عبادت ہے اور بہترین مخلوق کو عطا ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۰ ہر قول و فعل جو کہ باعثِ راحت و تسکین ہو خدمت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۱ ہر باخبر ہر زمانے میں نظر سے بے خبر رہا حالاں کہ ہر زمانے میں ہر بے خبر کو باخبر اور باخبر کو بے خبر کہا گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۲ جس نے خبر پائی، گم ہوا اور اس کی خبر کسی نے نہ پائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۳ نہ لکھ — نہ کہہ — کر کے دکھلا — یہی وقت کی پکار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۴ جو ہرا نہیں — مرا نہیں ، جو مرا نہیں — ملا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۵ قباحت حُسن کا ایک جزو ہے۔ حسین و قبیح دونوں ایک ہی خالق کی مخلوق ہیں۔ حسین پہ فدا ہو، قبیح پہ بھی ہو۔ قباحت سے کراہت خالق سے کراہت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۶ خلق سے خائف، خالق کو نہیں پا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۷ اللہ تیرے اندر موجود ہے اسے اپنے ہی اندر ڈھونڈ نہ کہ کعبہ میں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۸ جہاں اللہ موجود ہے وہاں اللہ کی ساری خدائی موجود ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۰۹ حضور اقدس رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم فخرِ موجودات (دکا نُور) ہر موجود میں موجود اور ہر موجود کے شاہد ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۰ شہر کا ہر گھر بادشاہ کی ملک ہوتا ہے، صرف محل ہی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۱ ہر خیمہ جس میں بادشاہ ہو، محل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۲ بادشاہ اور چور دونوں ایک جگہ نہیں رہ سکتے۔ جہاں بادشاہ رہتا ہے چور نہیں رہتا۔ کوئی چور شاہی رعب کی تاب نہیں لا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۳ سانس کے سوا ہر شئے کثیف اور سانس لطیف ہے۔ سانس بے رنگ، بے بُو، بے مثل ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۴ ہر کسی کو اپنی تدبیر پہ اعتماد ہے، کارساز کی کارسازی پہ نہیں، ورنہ کوئی کبھی کسی کا محتاج نہ ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۵ بے شک اے جانِ من! تو منافق ہے۔ جلی ہو یا خفی۔ اگر تو نفاق سے پاک ہوتا، اللہ کا نائب ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۶ اے نوجوان! ہر کسی کو شیطان نے دھوکا دیا، تُو شیطان کو دھوکا دے۔ یہ جوانمردی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۷ جس نے اس میدان میں شیطان کو ہرایا وہی جوانمرد اور وہی مردِ میدان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۸ جو کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ کبھی نہیں بکتا، وہ اللہ کے ہاں بکتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۱۹ جس نے اللہ کے ہاں بکنا ہو وہ کسی کے ہاں کسی بھی قیمت پہ نہیں بکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۰ راہگیر راہبر ہے ورنہ کبھی کوئی گمراہ نہ ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۱ جب تک مسلمان مائیں بچے جنتی رہیں گی، ٹیپو کے پیدا ہونے کی پھر سے اُمید ہے اور اسی اُمید پہ یہ زندگی قائم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۲ اپنی کوشش سے کوئی بھی کسی ملک کا بادشاہ نہیں بن سکتا۔ ہر ملک کی بادشاہی اللہ ہی کے حکم سے بندوں کو عنایت ہوا کرتی ہے۔ یا حیّ یا قیّومُ

قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ	(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (اللہ تعالیٰ
مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ	سے) یوں کہیے کہ اے اللہ مالک تمام ملک کے،
تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ	آپ جس کو چاہیں ملک دے دیتے ہیں اور جس سے
مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ	چاہیں ملک لے لیتے ہیں اور جس کو چاہیں آپ غالب
عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ (آل عمران:۲۶)	کر دیتے ہیں اور جس کو چاہیں پست کر دیتے ہیں۔

آپ ہی کے اختیار میں ہے سب بھلائی۔ بلاشبہ
آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتے ہیں ''

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۳ ہر آدمی، ہر وقت ہر بات سیکھ سکتا ہے، سکھلانے والا چاہیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۴ ہر کوئی علم و فن جسے کہ وہ نہیں جانتا سیکھنے کا متمنّی ہے سکھلانے والا نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۵ سیکھنے والوں کی کمی نہیں، سکھلانے والوں کی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۶ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے (کشف و کرامات کا نہیں)۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۷ ذکر اختیاری اور کشف غیر اختیاری ہے۔ ذکر کسبی اور کشف وہبی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۸ ذِکر و طاعت مطلوب اور کشف غیر مطلوب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۲۹ ذِکر معتبر اور کشف غیر معتبر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۰ ذِکر فی نفسہٖ مصدّق اور امرِ الٰہی کی تعمیل ہے۔ کشف میں سراب و فریب کا اِمکان، اور واجب التّصدیق ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۱ کشف کا سمجھنا کافی مشکل ہے۔ صحیح کشف وہ ہے جو قرآن و سنّت کی تائید میں ہو اور جس کی قرآن و سنّت تصدیق کرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۲ آپ کی دلچسپی کے لیے کشف کی اقسام درج ہیں۔ عموماً کشف کی دو ہی قسمیں بیان کی جاتی ہیں کشف القلوب اور کشف القبور۔ حالانکہ کشف کے بے شمار درجات ہیں، جن میں سے چند حسبِ ذیل ہیں:

کشف الاحیاء، کشف الجدید، کشف الحدید، کشف الورید وغیرہ

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۳ اَدب کی اَصل فرمان کی تعمیل ہے۔ محبّت کا ادب محبوب کے اِرشاد کی تعمیل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۴ قرآن کریم کا اَدب قرآن کریم کی تعمیل ہے۔ آپ خود ہی فیصلہ کریں کیا ہم قرآن کریم کا ادب کرتے ہیں؟

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۵ عشق فطرت بدل دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۶ اسلام کی سب سے بڑی صفت حیا ہے۔ جس آنکھ میں حیا ہے اللہ کی آنکھ ہے، ہر آنکھ سے نرالی، شوخ و بے باک وہی آنکھ نُور کے جمال کی مستی میں مدہوش ہے۔ جس طرف اُٹھ جاتی ہے، دم میں دَم آجاتا ہے۔ ہر دل کو موہ لیتی ہے۔ یہی آنکھ مومن کی تلوار ہے۔ اس کا وار کبھی خالی نہیں جاتا۔ یہ آنکھ برق ہے۔ دلوں کا قرار چھین لیتی ہے۔ مہرِ جمال بھی ہے اور قہرِ جلال بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۷ یہ راہ عاشقوں کی راہ ہے، لطائف و وظائف کی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۸ جس علم پہ معلّم کو عبور حاصل نہیں،
متعلّم کو کیونکر ہو سکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۲۳۹ ایمان یقین ہے۔ جیسے یقین ہلا، اللہ ہلا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۰ یقین وہم کو کھا جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۱ نکتہ چین کی ساری عمر نکتہ چینی میں کٹ جاتی ہے۔ جب کسی کام کا نہیں رہتا، اس کے پاس چلا جاتا ہے جو کسی کام کا نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۲ ہر تحقیق کے بعد تصدیق اور تصدیق کے بعد تقلید ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۳ جو ایک قول سے پھرا ہر قول سے پھرا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۴ ہر عمل نور، نور قوّت، اور قوّت معراج ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۵ ہر عالم منوّر نہیں ہوتا لیکن ہر منوّر عالم ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۶ ہر عمل کو زندگی کا آخری عمل جان ۔ یہ نصیحت ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۷ کل کا فکر تیرے دل کی جمعیّت کو منتشر کر دے گا ۔ کل کی کسے خبر؛ آئے نہ آئے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۸ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۔ مفتاح الخیر اور خیر مفتاح الجنّت ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۴۹ ہر بات عمل ہے ۔ نیک بات نیک عمل اور بُری بات بُرا عمل ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵۰ علمِ نَحۡنُ اَقۡرَبُ تک پہنچا کر ختم ہو جاتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵۱ قربِ محجُوب عام ہے ، ہر شئے کو حاصل ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵۲ ہر کسب کوشش ، ہر کوشش توفیق اور ہر توفیق عطا ہے ۔ بہترین کسب یہ کسب ہے ۔ یہ کسب ہر کسب سے مشکل ، اور یہی کسب ہر کسب سے آسان بھی ہے ۔ جب عطا و بلا کی تمیز اُٹھی ، آسان ہوا ۔ یہ کسب رُوح کی راحت اور نفس کی مخالفت ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵۳ اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ آپ اکثر یہ سُنا کرتے ہیں کہ نماز قائم کرنے کا حکم ہے ۔ نماز قائم کرنے کا یہ مطلب ہے کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک آپ کوئی بُرائی اور بے حیائی کا کام نہ کریں آپ کی نماز قائم ہوئی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۵۴ اگر آپ بُرائی بھی کرتے رہے اور بے حیائی بھی تو سمجھو نماز قائم نہیں ہوئی ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۵۵ ایک بُت کی عبادت کُفر ہے، اپنے دل کا جائزہ لیں، کیا یہ بُتوں سے خالی ہے؟

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۵۶ تو کلمے کا اور کلمہ تیرا پاسبان ہے ۔تیرا دل اور بُت کدہ؟ ———— حیرت ہے!

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۵۷ شریعت فطرت ہے، فطرت کے خلاف مت چل ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۵۸ دَم فطرت ہے، دَم مت روک ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۵۹ دل آئینہ ہے ۔ ذرا سی ضرب سے چُور چُور ہو جاتا ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۶۰ سوچ صلاحیت کی اصل ہے، خود سوچ، غور سے سوچ ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۶۱ ہائے یا شیخ! برہمن بازی لے چلا ۔ جو محویت برہمن کو بت کے سامنے ہے، ہمیں کعبہ میں بھی نہیں ۔ برہمن کا معبود اس کے رُو برُو ہے ۔ برہمن نے اپنے معبود ہی کی عبادت کی ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۶۲ اے مسلم! تُو اقوامِ عالم کا پیشوا تھا ۔ آج سب سے پیچھے ہے ۔ دین کا وارث تُو تھا ۔ تو نے اس کی بُنیاد ہلادی ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۶۳ کائنات کی ہر شے ہیں، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کا نور) اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ حَیُّ الْقَیُّوْمُ ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۴ تیرے ایمان کا شیشہ نفاق کی شراب سے لبریز ہے۔ اس میں مستی کی بُوند تک بھی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۵ قُربِ نوافل احسان ہے اور یہی قُربِ مطلوب ہے اور ایک حد تک اختیاری ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۶ ہر شے دوسری شے سے تقویت حاصل کرتی ہے مراقبۂ معیت کی تقویت مراقبۂ موت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۷ جو دنیا کی حقیقت سے واقف ہوا، دنیا سے متنفّر و بیزار ہوا۔ یہ معرفت کی ابتدا ہے۔
جو اپنی حقیقت سے واقف ہوا، بے کیف ہوا، پُر کیف ہوا۔ یہ معرفت کا ریاض ہے۔
جو اُن کی حقیقت سے واقف ہوا، چُپ ہوا۔ یہ معرفت کی انتہا ہے۔

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۸ روزی جب تک پاک رہی، اقوال و افعال پاک رہے، خیالات پاک رہے، برکت رہی، سطوت رہی، آدمیت کا احترام رہا، اکرام رہا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۶۹ رزق جب مشکوک ہوا، جائز و ناجائز کی تمیز اُٹھی، ہر شے رخصت ہوئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۰ پھر کیا ہوا؟
گلستان کی کایا پلٹ گئی، جمعیت بکھر گئی، بحث آئی، تنقیص آئی اور بوستانِ ملت کے ٹھکتے ہوئے

پھولوں کے لیے خزاں کا ایک دل سوز سامان لائی ۔

نرگس نے گردن جھکالی ۔

کلی کا ننھا سا دل گھائل ہوا ۔

لالہ زار کی رنگت ماند پڑگئی ۔

نیلوفر پانی میں کملا گیا ۔

گیندے کی رخساریں پیلی پڑگئیں ۔

یاسمین کی نکہت ماند پڑگئی ۔

لالہ کا جگر داغدار ہوا ۔

گلاب کی مخملی پتّیاں مُرجھا گئیں ۔

سوسن نے خون کے آنسو بہائے

باغبان نے پیچ و تاب کھائے ۔

مالی نے شور مچایا ۔

ایک راہگیر نے دُعا دی تیرا یہ بوستان خزاں کے جھونکوں سے محفوظ اور سدا ہرا بھرا رہے ۔

تیری ملّت کا یہ بوستان سدا پھلا پھولا رہے ۔

یہ مہکتے ہوئے پھول اور مہکتی ہوئی کلیاں سدا بہار ہوں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۱ چھوٹی چھوٹی اور غیر ضروری باتوں پہ اتنی اتنی بحث ، اتنی کڑی نکتہ چینی ، اور اتنی تحقیق کی کہ بات کا بتنگڑ اور رائی کا پہاڑ بنا دیا ۔ اور اتحاد جو اسلام کی روح ہے ، کے پرخچے اُڑا دیے ۔

ہر بات پہ بحث ، ہر بات پہ تنقید ، ہر بات پہ نکتہ چینی ، ہر کسی کو حقارت آمیز نگاہوں سے

دیکھنا ہرگز اسلام کی تعلیم نہیں۔

جس طرح قیامت کے دن مقتول اللہ رب العالمین کے حضور استغاثہ کریں گے کہ قاتلین نے انہیں کیوں قتل کیا، اسی طرح اللہ کے دینِ اسلام کے مبلغ بھی اپنے اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کے حضور میں یہ مطالبہ کریں گے کہ انہیں تیرے بندوں نے تیرے گھروں سے تیرے ذکر سے کیوں روکا۔

مسجد اللہ کا گھر ہے، کسی کی ذاتی ملکیت نہیں۔ اللہ کے گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہو، تو کس کا ہو؟ اللہ کے بندو! اللہ کے بندوں کو اللہ کے گھروں میں اللہ کے ذکر سے نہ روکا کرو بلکہ ذکر کی تلقین کیا کرو۔

اوّل تو ایک مدت سے یہ میخانہ ہے ہی بند، اگر کہیں کسی نے اسے کھولنے کی کوشش کی تو اس کے گرد ہو گئے اور بُری طرح روکا۔

یا اللہ

تیرے ذکر کا یہ معاملہ تیری رحمت کا محتاج ہے:

نوجوان نونہال ہر میدان میں پیش پیش رہے، یہاں تک کہ تبلیغ کے میدان میں بھی بازی لے گئے۔ حضرت صاحب نے مسجد میں ذکرِ الٰہی سے روکا تو مشتعل نہیں ہوئے، حلم کی حد کر گئے بے غیر متوقع اخلاق کا نمونہ دیا۔ بات بات پہ درگزر کیا۔ لیکن وہ صاحب اپنی ہٹ پہ بضد رہے کہ:

میری مسجد میں کسی کو بھی ذکر کی اجازت نہیں دی جا سکتی، خاموش واپس لوٹ جاؤ ورنہ جھگڑا ہو جائے گا۔

نوجوان بولے:

"محترم! جس جھگڑے کی دھمکی دیتے ہو، ہم تو اسے مٹانے اور محبت پھیلانے نکلے ہیں، نہ کہ منافرت!۔ ہمارا آپ سے کس بات پہ جھگڑا ہونا ہے، ہم آپ کو اللہ کا ایک

مقبول بندہ سمجھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں، ہماری طرف سے کبھی بھی اور کسی بھی قسم کی کوئی گستاخی کبھی نہ پاؤ گے۔"

نوجوان کا یہ فقرہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہے، جب انہوں نے عرض کی کہ:

" آپ ہماری اصلاح فرمائیں اور ہماری کمی سے آگاہ فرمائیں تاکہ ہم اسے دور کریں۔ آپ اللہ کے دینِ اسلام کے عالم ہیں، ہماری اصلاح فرما کر ہماری دلجوئی فرمائیں، اور ہمیں مزید شوق سے سرفراز فرمائیں"

اس پہ وہ بولے:

" جب تک تم فلاں فلاں کو کافر نہیں کہتے، ہم کسی بھی طرح تم سے ملنے کو تیار نہیں۔ یہاں تک کہ سلام بھی کہنے اور سننے کو تیار نہیں"

اِس پر بھی انہوں نے نہایت حلیمانہ انداز میں عرض کی کہ:

" محترم! ہمارے حضورِ اقدس و اکمل، اطیب و اطہر، روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مسلمان کو کافر کہنے سے منع فرمایا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ابھی یہ بات یہیں تک پہنچی تھی کہ انہوں نے بہت کچھ کہا اور وہ بے چارے اللہ اللہ کرتے اللہ کے گھر سے نہایت ہی بے قدری سے نکال دیے گئے۔ آخر میں اُن سب نے الوداعی سلام کہا اور کہا کہ:

" حضرت صاحب! ہم نے زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ آپ کی خدمت میں رہنا تھا۔ آپ کے اس اخلاق سے ہمیں تو کوئی خاص فرق نہیں پڑا، البتہ اللہ کا دینِ اسلام ضرور اُس سے نالاں ہے۔

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۲۷۲ متوکّل کی اپنی کوئی مرضی نہیں ہوتی۔ اللہ کی مرضی ہی اس کی مرضی ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنی

مرضی سے کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھا کرتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۳ دنیا میں ایک مسافر کی طرح رہ ۔ اور مسافر کا کوئی وطن نہیں ہوتا ۔ نہ ہی وہ کسی کا دوست یا دشمن ہوتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۴ مسافر راہگیر ہے ۔

ذرا سی دیر کے لیے آیا ۔ تھوڑی دیر سستایا اور چلا گیا ۔ اُسے کسی کے معاملہ سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی اور نہ ہی وہ معاملات میں اُلجھا کرتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۵ کبھی راہگیر بھی راہوں میں دل لگاتے اور مکان بنایا کرتے ہیں؟

راہ گیروں کے مکان درخت ہوتے ہیں ۔ وہی ان کے محل اور وہی ان کی تفریح گاہیں ہیں ۔

ہ

تاں پردیسی نیوں نہ لائیے بھاویں لکھ سونے دا ہووے
اِک گلوں پردیسی چنگا، جد یاد کرے تد رووے

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۶ تیرا وطن گور ہے ۔

تُو اپنے اس وطن میں، جہاں کہ تُو نے سدا رہنا ہے، اپنے رہنے کے لیے ایک عالیشان محل تیار کر اور اپنی زندگی کی کمائی اس پہ لگا ۔

یہاں کے لیے ایک کُٹیا کافی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۷۷ مسافرت، ترک کی اصل ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۷۸ مسافر تارک ہے۔

تارکِ وطن، تارکِ ارض، اور تارکِ مکان۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۷۹ مسافر کوئی مال اپنے پاس نہیں رکھ سکتا، مگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات کی ایک گٹھڑی، جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے۔ گویا مسافر کی ساری دنیا ایک گٹھڑی میں ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۸۰ مسافر متوکّل علی اللہ ہوتا ہے۔ صبح کی تو شام کا اور شام کی تو صبح کا نہ ذخیرہ کرتا ہے، نہ فکر اور نہ ہی زندگی کی اُمید۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۸۱ جس طرح بچے کو ماں پہ تکیہ ہوتا ہے، متوکّل کو رحمٰن پہ ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۸۲ تیری نظروں میں سونا اور مٹی یکساں ہو۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۸۳ تجھے کھانے کو روٹی، پینے کو پانی، پہننے کو کپڑا، اور رہنے کو ایک کُٹیا درکار ہے۔
اس کے سوا نہ کسی اور چیز پہ تیرا کوئی حق ہے اور نہ ہی تجھے کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۸۴ اگر تو اپنا مال اپنی ضرورت کے مطابق رکھے،
ضرورت سے زیادہ کوئی مال اپنے پاس جمع نہ کرے تو تیرا سارا وقت کام پر

صرف ہوگا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸۵ ہر شئے جو ضرورت سے زائد ہے، فضول ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸۶ فضول مال کی حفاظت میں جو وقت لگا، فضول گیا۔ اپنا وقت یوں مت کھو۔ تیرے پاس وقت سے زیادہ قیمتی اور کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸۷ دنیا میں مال کی کوئی کمی نہیں، ہر قسم کے مال کے ڈھیر لگے پڑے ہیں لیکن پھر بھی غریب پیٹ سے بھوکے اور تن سے ننگے مارے مارے پھرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸۸ اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام نے اپنے بعض بندوں کو مالوں کے انبار بخشے ہیں تاکہ وہ فراغت سے رہیں اور اپنے محتاج بھائیوں کو اس مال میں سے خیرات کرکے ثواب حاصل کریں

لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ کوئی مالدار کسی حاجت مند کو اپنے مال میں سے کچھ دینے کو تیار نہیں۔

پس یہ مال اس کے لیے عذاب کا موجب ہے۔

اللہ جل شانہٗ نے فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ یَبۡخَلُوۡنَ وَیَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ	اور جو لوگ بخل کریں اور لوگوں کو بھی بخل سکھائیں
بِالۡبُخۡلِ وَیَکۡتُمُوۡنَ مَاۤ اٰتٰىہُمُ اللّٰہُ مِنۡ	اور جو مال اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے،
فَضۡلِہٖ ؕ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا	اسے چھپا چھپا کر رکھیں۔ اور ہم نے (ایسے) ناشکروں

مُّهِيۡنًا ۚ (النساء: ٣٧) کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے"

الحمد للحی القیوم

٢٨٩ اگر مالدار اس معاملہ میں ذرا سی بھی نرمی برتیں، اور اس امانت کو حقدار تک پہنچا دیں تو دنیا میں کوئی محتاج نہ رہے، اور نہ ہی ان کے مالوں میں کمی واقع ہو۔

جو مال خرچ نہیں کیا جاتا، کسی نہ کسی وجہ سے ضائع ہو جاتا ہے۔

گویا بُخل مال کو بھی لے جاتا ہے اور ثواب کو بھی۔ واللہ باللہ!

اللہ جلّ جلالہٗ اور عمّ نوالہٗ نے فرمایا:

وَلَا يَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ بِمَاۤ اٰتٰٮهُمُ اللّٰهُ مِنۡ فَضۡلِهٖ هُوَ خَيۡرًا لَّهُمۡ‌ؕ بَلۡ هُوَ شَرٌّ لَّهُمۡ‌ؕ سَيُطَوَّقُوۡنَ مَا بَخِلُوۡا بِهٖ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ‌ؕ (آل عمران- ١٨٠)

"جو لوگ بُخل کرتے ہیں، اس مال سے جو اللہ نے انہیں دیا ہے اپنے فضل سے، وہ اس بخل کو اپنے حق میں اچھا نہ سمجھیں، بلکہ اُن کے لیے بُرا ہے، وہ جس مال میں بخل کرتے ہیں، قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا"

الحمد للحی القیوم

٢٩٠ اپنے بھائی کی حاجت کو اپنی حاجت پہ مقدّم رکھ، اور ہر شے، جو بھی تیرے پاس ہے، اپنے حاجت مند بھائی کو دے کر سرفراز ہو جا۔ کسی حاجت مند کو خالی مت لوٹا، کبھی مت لوٹا، یہی آدمیت ہے اور یہی اسلام۔

اللہ تبارک وتعالےٰ عزّوجلّ ذو الجلال و الاکرام نے فرمایا:

وَاَنۡفِقُوۡا مِنۡ مَّا رَزَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِىَ اَحَدَكُمُ الۡمَوۡتُ فَيَقُوۡلَ رَبِّ

(اے مومنو!) اور جو مال ہم نے تم کو دیا ہے، اس میں سے اس وقت سے پہلے خرچ

لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَّقَ وَأَكُن مِّنَ الصَّالِحِينَ ۝ (منافقون : ۱۰)

کر لو کہ تم میں سے کسی کی موت آ جائے، تو اس وقت کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی اور مہلت کیوں نہ دی تاکہ میں خیرات کر لیتا، اور نیک لوگوں میں داخل ہوتا۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۱ ہر مال جو بھی اس دنیا میں ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ عزّوجل ذو الجلال والاکرام کا مال ہے۔ تو اس میں بخل مت کر اور نہ ہی اس کا مالک بن۔ مال کو مال کے حقداروں تک پہنچا۔ بے شک محتاجوں کی دعائیں تیری قسمت پلٹ دیں گی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا أَنفَقْتُم مِّن شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ط

(السباء : ۳۹)

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۲ یہ مال آزمائش ہے، اس آزمائش میں پورا اتر۔

جیسے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ "تمہارا مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے۔"

(التغابن : ۱۵)

کسی مال کو اپنا مال مت جان، اور نہ ہی اسے اس کے حقداروں سے روک۔ اس مال کو محتاجوں تک پہنچا دے، بھوکوں کو کھلا دے، اور ننگوں کو پہنا دے۔

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ۔ (الذاریات : ۱۹)

"یعنی ان (مالداروں) کے مالوں میں سوال کرنے والے اور (سوال نہ کرنے والے) مفلس کا

حق ہے۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۳ یہ مال اللہ تبارک وتعالےٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کا مال ہے ۔ اور کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔

وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ "اور جو کچھ تم اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے

اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ○ اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا

(الانفال: ۶۰) ذرا نقصان نہیں کیا جائے گا۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۴ تیرے اس در پہ تیرا مال تیری مخلوق کو قیامت تک تقسیم ہوتا رہے ۔ یہی ہم سب کی دُعا ہے

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ سُبْحٰنَ رَبِّكَ

رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ط وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ج وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ : اٰمِيْن ثُمَّ اٰمِيْن

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۵ نہ معلوم سونے کی دنیا میں کیوں اتنی قدر ہے؟ حالانکہ یہ نمائش و زیبائش کے سوا اور کسی کام

نہیں آتا ۔ اس کے مقابلے میں ؛

لوہا بڑی کار آمد چیز ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۶ ہر وہ شے جس کے بغیر زندگی کا گذارہ چل سکے غیر ضروری ہے ۔

سونا اگر کسی کو بھی کبھی نہ ملے تو کسی کا بھی کوئی کام کبھی نہ رُکے لیکن لوہا زندگی کا اہم جزو ہے ۔

اس کی شاہ کو بھی ضرورت ہے اور گدا کو بھی ، شیخ کو بھی اور برہمن کو بھی ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۷ ملکی، قومی اور مذہبی ترقی کا انحصار تعلیم پہ، اور تعلیم کا نصاب اور نصاب کا شخصیت پہ موقوف ہوتا ہے۔ گویا تعلیم کے لیے نصاب اور نصاب کے لیے شخصیت کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔
قومی کامیابی کے لیے عوام کا تعاون ضروری ہے ورنہ کوئی ملک اور کوئی قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۸ بُرے کو ہر بات بُری معلوم ہوتی ہے۔ زمانہ بُرا نہیں، بُرے کو ہی بُرا معلوم ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۹ ولایت نبوّت کی، اور نبوت ربوبیّت کی مظہر ہے۔ جو شے نبوّت نے ناپسند کی، ولایت اسے کیسے پسند کر سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۰ شریعت کی پابندی، نفس کی عین مخالفت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۱ نفس کی سب سے مرغوب شے شُہرت ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۲ نفس کی مخالفت میں جو مقام ملامت کو حاصل ہے، کسی اور کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۳ نبوّت کا ظاہری کام، احکام پہنچانا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۴ اِتّقا کا فخر زوال کی ابتدائی علامت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۵ گنہگار کو اپنے گناہوں پہ ندامت، اور متقی کو اپنے تقویٰ پہ فخر ہوتا ہے۔ ندامت کا مقام

فخر سے اعلیٰ ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۶ سنّت کی اتباع قوی و مستقیم عمل ہے ، پہاڑ سے مضبوط ، سمندر سے گہرا ، ریگستان سے وسیع ، آندھی سے سخت اور طوفان سے بھی تیز ۔ ماشا اللہ ، جو اس سے ٹکراتا ہے ، پاش پاش ہوجاتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۷ بادشاہ جب عوام کے مفاد سے غافل و بے خبر ہو کر ذاتیات میں مصروف ہوجاتا ہے ، بدل دیا جاتا ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۸ مغل شہزادوں کی تباہی کا باعث آسائش و استراحت ہی تو تھا ورنہ جب تک وہ تیغ و سناں سے کھیلتے رہے ، ساری دنیا میں تمکنت رہی آسائش قوموں کی رسوائی اور تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۳۰۹ بابا آدمؑ کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور اماں حوّا کو آدمؑ کی پسلی سے پیدا کیا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۰ حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی خلافت کے لیے اور امّاں حوّا کو آدم کی دلجوئی کے لیے بنایا ۔ گویا عورت آدمی کے لیے اور آدمی اللہ کے لیے ہے ۔ عورت گھر کی مالکہ اور منتظمہ ہے ۔

گھر سے باہر اس کا کوئی کام نہیں ۔

عورت اندر کے لیے ہے اور مرد باہر کے لیے ۔

عورت جب بھی باہر نکلی ، خرابی ہوئی ۔

عورت کبھی حاکم نہیں ہو سکتی ، مگر گھر کی

اور کبھی سلامت نہیں رہ سکتی ، مگر گھر میں

اور کبھی ناظم نہیں ہو سکتی مگر بچوں کی

اور اسی لیے اس کو بنایا گیا ہے۔

عورت وزیر بنا کرتی ہے، بنا نہیں کرتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۱ عِلم اہم امانت ہے۔ اس میں کسی بھی قسم کی خیانت کبھی مت کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۲ قناعت کی اصل مال ہے۔ مال ختم، قناعت ختم۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۳ اس حال میں اُٹھ کہ آج مر جانا ہے اور اس حال میں سو کہ صبح نہیں اُٹھنا۔ موت کا یہ مراقبہ کایا پلٹ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۴ آدم کا انکار کُفر اور منکر شیطان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۵ جو بندہ جس کام کے لیے پیدا ہوا ہے، اُسے اسی قسم کا عِلم دیا جاتا ہے۔

لوہار کا یہ گلہ، کہ اسے جوتا بنانا نہیں آتا، عبث ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۶ لوہار تلوار بناتا ہے، موچی جوتا۔

ہر صاحبِ فن اپنے اپنے فن میں ماہر ہے، نہ کہ ہر فن میں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۱۷ جو چیز جس کے لیے ضروری ہوتی ہے، دی جاتی ہے۔ جو نہیں دی جاتی، سمجھے، اسے اس کی ضرورت نہیں

اس لیے کہ کوئی مالک کسی کاریگر کو اوزاروں کے بغیر کبھی کارخانہ میں نہیں بھیجا کرتا۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۱۸ فقر انبیاء علیہم السلام کی وہ سنّت مؤکّدہ ہے جس پہ کہ سیدالانبیاء حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۱۹ جس فقر پہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناز تھا، آہ! ہم اس سے بیزار ہیں۔ یہ نسبت کیسی ؟

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۰ آج فقر سے بڑھ کر ہمیں کسی اور شے سے نفرت نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۱ درویش تارک الدُّنیا ہوتا ہے نہ کہ تارک السنّت۔ تارک السنّت گمراہ ہے، اگرچہ کوئی ہو۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۲ خلافت عام ہے۔ کسب پہ موقوف ہے، نسب پہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۳ مشاہدہ یقین کو محکم کرتا ہے۔ یقین خواہ کتنا ہی بلند ہو، مشاہدے کا متمنّی ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۴ انسان کے پاس سب سے قیمتی چیز وقت ہے، اور کوئی عقل مند کسی قیمتی چیز کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۲۵ ہر دل ہر شے کا خزینہ ہے، اپنے دل سے پوچھ۔ بے شک دل کی تصدیق اللہ تعہ

کی تصدیق ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۲۶ باطن امرِ مخفی ہے، کبھی ظاہر نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۲۷ اللہ نے کوئی بھی شے بے فائدہ نہیں بنائی، ہر شے کار آمد و مفید ہے۔ تخلیق میں جو اہمیت لعل کو حاصل ہے، وہی سنگ کو، جو گُل کو ہے، وہی گِل کو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۲۸ جب تک کوئی کسی گناہ کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا، گناہ سے نفرت نہیں کرتا اور جب تک نفرت نہیں کرتا، باز نہیں رہتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۲۹ جب بھی کسی پہ گناہ کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے متنفّر ہو جاتا ہے اور جب متنفّر ہو جاتا ہے، تائب ہو جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۰ ایک سچّی توبہ ساری عمر کے گناہوں کو دھو دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۱ یہ توبہ کوئی توبہ نہیں، اگرچہ ثواب سے یہ بھی خالی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۳۲ ولایت کے بے شمار مدارج ہیں، تائب کی ولایت ابدی اور سب کی سردار ہے۔ توبہ کے دفتر میں تیری توبہ کا پہلا نمبر ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۳ دلوں کے علم دلوں ہی سے سیکھے جاتے ہیں۔ یہ علم وہبی ہے کسبی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۴ دِلوں کے اُستاد دل ہوتے ہیں۔ دل ہی دلوں کو پڑھایا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۵ یہ شاہی سکّے دل ہی کی ٹکسال میں ڈھالے جاتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۶ بے کار، آخر بیکار ہو جاتا ہے۔ پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۷ جس کار کا کاریگر حکم دے، کر۔ ان کی حمد و ثنا مطلوب ہو تو اجر و عطا سے بے نیاز ہو کر اور اس انداز میں کر کہ تجھ پہ اُن کو ترس آئے۔ تیرا عجز، تیرا نیاز، تیرا نالہ، تیری زاری، تیری خودی، تیرا سکوت، تیرا اشک، تیرا انتظار، تیرا عزم، تیرا استقلال، ان کی رحمت کو کھینچ لائے۔ یہی تیری بازی اور یہی تیرا کمال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۸ ولایت نہیں، ولایت کا معیار حاصل کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۳۹ خالق مخلوق کے ہر اس کلام کو جس پہ کہ متکلّم نے عملی نمونہ دیا ہوتا ہے، نگار خانۂ دہر میں مخلوق کی زبان پہ زندہ اور قائم رکھتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۴۰ اللہ مطلوب، زندگی منزل اور نفس مسافر ہے۔ مسافر جب تک سفر ختم نہیں کرتا، بے آرام رہتا ہے۔ گویا زندگی منزل ہے اور نفس مسافر۔ اور کوئی مسافر، بوڑھا ہو یا جوان، کبھی راہ

میں ڈیرہ نہیں جماتا۔ جب تک سفر ختم نہیں ہوتا، برابر چلتا رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۴۱ مر کر جینے والا کبھی نہیں مرتا، کسی نہ کسی صورت میں زندہ رہتا ہے۔ تُو یہاں رہنے نہیں، رہنا سکھلانے آیا ہے۔ الحمد للحیّ القیوم

۳۴۲ وہ ترکِ دنیا تھی، یہ ترکِ تمنا
وہ ترکِ رنگ و بُو، اور یہ ترکِ ہستی ہے
گویا وہ آغاز تھا یہ انجام، وہ خیال تھا یہ تکمیل۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۴۳ ہستی نے جب نیستی کا لبادہ اوڑھا ہر شے سے دست بردار ہوئی، مستغنی ہوئی، بے نیاز ہوئی، اور جب بے نیاز ہوئی، کشمکشِ دہر سے آزاد ہوئی۔ مستی آئی اور ابدی ہستی لائی۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۴۴ ترکِ دُنیا:

بچوں کا کھیل نہیں، مردوں کا اکھاڑا ہے۔ اس میدان میں بڑے بڑے جوانمرد گھٹنے ٹیک گئے۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۴۵ زیادہ بولنا یا بالکل ہی چُپ ہو جانا ایک ہی حال (مستی) کے دو مختلف انداز ہیں، البتہ چُپ ہو جانا بولنے سے بہتر ہے۔ اگر منصور چُپ رہتا کبھی سُولی پہ نہ چڑھتا۔ اور اگر سُولی پہ نہ چڑھتا، عشق کی کتاب بے ذوق رہتی۔

الحمد للحیّ القیوم

۳۴۶ تُو نے اے جانِ من! صرف سنا ہے، دیکھا نہیں۔ اگر تو محبّت کے جلال کو دیکھ لیتا، رونگٹے کھڑے ہو جاتے، اور جیتے جی کبھی نام تک نہ لیتا، نہ ہی کچھ کہتا۔ پھر اس نے کہا کہ ہم ایک مدّت اپنے محبُوب کے جلال کا تختۂ مشق بنتے رہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۴۷ اور یہ سب اس لیے ہوتا ہے، کہ ہر کوئی ان کی محبّت کا دعویدار نہ بن بیٹھے

الحمد للحیّ القیّوم

۳۴۸ ملّاح جب کسی بھی طرح نہ مانا، وہ دریا میں کود پڑا

مرحبا! اے ہمّتِ مردانہ مرحبا!

مرحبا! اے جوشِ رندانہ مرحبا!

موت وحیات سے بے پروا ہو کر دریا میں چھلانگ لگا دی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۴۹ "کسی کی اُمّید پہ رُکنا کوئی جوانمردی نہیں" یہ سوچ کر دریا میں کود پڑا۔

مرحبا! اے ہمّتِ مردانہ مرحبا!

تیری بلائیں دور اور تیری منزل نزدیک ہے۔

طوفان کی موجوں سے کھیلنے والے نوجوان کو ہاتف نے پکارا، اسے دلاسا دیا اور کہا:

اب کوئی طوفان تجھے ڈبو نہیں سکتا، نہ ہی تو کبھی ڈوب سکتا ہے۔ تیرے ڈوبنے کا وقت گزر چکا۔ اب کوئی موج تجھے ڈبو نہیں سکتی۔ یہ بے چارہ گرداب تیری ہمّت کی بھلا کیسے تاب لا سکتا ہے؟ یہ سب کچھ ہے لیکن تیرے سامنے کچھ بھی نہیں۔ یا حیُّ یا قیُّومُ

یہ موج تیرا کیا مقابلہ کر سکے؟ اور کیسے کر سکے؟ دریا کی دریائی تیری ہمت پہ نازاں اور تیرے عزم پہ قربان ہے۔ تیرا عزم دریا کی دریائی پہ غالب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۰ اگر اجتماع کمال ہوتا تو میرے مولا، میرے آقا، میرے مخدوم، میرے صابرؒ کی مجلس کبھی برخاست نہ ہوتی۔

حال یہ تھا کہ شمس الارض شمس الدین ترکؒ کے سوا کسی کو بھی باریابی نصیب نہ ہوئی، یہاں تک کہ بعدِ وصال بھی کسی کو حاضری کی جرأت نہ ہوسکی، جنگلی درندے ہی آپؒ کی دربانی پہ مامور رہے۔

اگر شہرت کمال ہوتی تو حضرت خواجہ اویس رضی اللہ عنہ (عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم) قرن کے ایک سنسان جنگل میں اپنے بھائی کے اونٹ چرا کر چھپ چھپ کر جھٹ نہ لنگھاتے[^1]۔

اگر عبادت کمال ہوتی، شیطان کبھی مردود نہ ہوتا۔

اگر تقویٰ کمال ہوتا، برصیصا کبھی راندا نہ جاتا۔

ندامت کا لبادہ اوڑھ کر محبوب کی ناز برداری کمال اور محبوب کے فراق میں گھلنا کمالِ کمال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۱ اہلِ طریقت، اہلِ وفا، اہلِ محبت اور اہلِ جستجو رات کو نہیں سوتے، ساری رات کبھی نہیں سوتے، نہ ہی انہیں رات بھر سونا زیب دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۲ نفع دینے والے علم سے مراد وہ علم ہے
جو دنیا اور آخرت دونوں میں نفع دے۔

---

[^1]: گزارتے۔

دنیا میں عزّت و ایمان کا موجب ہو اور آخرت میں نجات کا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۳ کفر اسلام کی ضد ہے۔ نہ کبھی ایک فیصلے پہ متفق ہو سکتے ہیں، نہ ایک مرکز پہ متحد۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۴ طلب و تمنّا سے دستبردار ہو کر، بے نیاز کی ناز برداری محبّت کا ایک کمال۔ بے پرواہ کی بے پروائی سے بے پرواہ ہو کر ان کی محبّت کے فراق میں گُھلنا کمالِ کمال ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۵ ہر شے کی تکمیل کے لیے، مادّی ہو یا رُوحانی، مقدار کی مناسبت لازمی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۶ خدائی کاموں سے خدائی طاقت پیدا ہوتی ہے اور خدائی طاقت ہی سے بندہ خدا تک پہنچا کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۷ ہر بندہ کو ہر کام میں کامیاب ہونے کے لیے خدائی طاقت درکار ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۸ کوئی بندہ جب کسی خدائی عادت کو اپنا لیتا ہے خدا اسے اس کے مثل خدائی طاقت عطا فرما دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۵۹ خدا ہی کی توفیق سے بندہ خدائی کام کر سکتا ہے۔
خدا سے توفیق مانگ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۰ ہر کسی کی قسمت میں کام نہیں ہوتا۔ کام کسی قسمت والے ہی کو ملا کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۱ جسے کام مِلا اُسے ہر شے مِلی، اور سب کچھ مِلا۔ الحمد للہ

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۲ اِنعام و اکرام سے بے نیاز ہو کر کام میں محو ہو۔ کام بذاتِ خود ایک اِنعام ہے۔ کاریگر اپنے کام میں محو ہو کر کام کے سوا کسی اور فکر میں کبھی متفکّر نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۳ اہلِ فن کبھی متفکّر نہیں ہوتے۔ کوئی حادثہ کسی اہلِ فن کو کبھی متفکّر نہیں کر سکتا۔ فن کار کا اِستغراق ہر فکر پہ حاوی ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۴ جب تک کوئی فن کار کُلیّتاً اپنے فن کی دُھن میں ہمہ تن محو و مُستغرق نہیں ہوتا، بامُراد نہیں ہوتا۔ یہ تمام اِیجادات، روحانی ہوں یا مادّی، فکر ہی کی بدولت اور فکر ہی کا حاصل ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۵ تو اپنے کسی کام پہ نازاں مت ہو، کام لیا جاتا ہے، کیا نہیں جاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۶ کوئی زمانہ کسی صفت سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔
ہر زمانہ ہر صفت سے مُتّصف ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۷ حال ماضی کا شاہد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۸ جو صفت ماضی میں تھی، حال میں بھی ہے۔ اگر حال میں نہیں، ماضی میں بھی نہ تھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۶۹ جس طرح عشرہ مبشّرین کے سوا کسی بندہ کی بابت کوئی قطعی جنّتی ہونے کا فتویٰ نہیں دے سکتا، اُسی طرح صحابہ کرامؓ کے بعد کسی بندہ کی بابت بھی کوئی بندہ یہ فتویٰ نہیں دے سکتا کہ بے شک اللہ اس پہ راضی ہوا۔ اگرچہ کوئی بھی زمانہ اللہ کے اُن بندوں سے کہ جن پہ اللہ راضی ہوا، کبھی خالی نہیں ہوا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۰ کیا اتنی بڑی مخلوق میں سے اللہ اپنے کسی بھی بندہ پہ راضی نہ ہوا؟ یا کوئی بھی بندہ اپنے اللہ کو راضی نہ کر سکا؟

بے شک اللہ اپنی مخلوق میں سے بہت سے بندوں پہ راضی ہوتا ہے اگرچہ ہر بندہ پر نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۱ ماحول بدل:

ہر انسان ماحول ہی کے ماتحت پرورش پاتا ہے۔ انسانی تربیت میں جو اہمیت ماحول کو حاصل ہے کسی اور تعلیم کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۲ جب تک کوئی اپنا ماحول نہیں بدلتا، یا جب تک اللہ کسی کا ماحول نہیں بدلتا، کوئی اپنی مراد کو نہیں پہنچتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۳ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ

یہ جلیل القدر کلمہ معرفت کی ابتداء بھی ہے اور انتہا بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۴ احوال و مقامات اسی کے تصور کی پختگی کے مختلف مدارج ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۵ گویا تیرا یہ تسلیم کرنا کہ تو کسی بھی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا اور نہ ہی اپنی مرضی کے مطابق کچھ کرنے پہ قدرت رکھتا ہے، تیری نیستی کی دلیل ہے۔ اور یہ نیستی اگر دل سے ہو، عین بندگی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۶ جس نے بھی اللہ کی پرواکی، ماسوا سے بے پروا ہوا۔ اللہ کی پروا ہر پروا سے بے پروا کر دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۷ زہد کا ناز، زاہد کو عاجز بننے نہیں دیتا۔

عجز عبودیت کا وہ فخر ہے جس پہ کہ معبود کو ناز ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۸ جس قدر گنہگار اپنے رب سے ڈرا کرتا ہے، زاہد نہیں ڈرتا اس لیے کہ گنہگار کو اللہ کے سوا کسی کا کوئی آسرا نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا کوئی لاگو ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۷۹ گناہ اگرچہ بُری چیز ہے، بڑی چیز ہے۔ ایک گناہ سارے مان توڑ دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۸۰ کعبہ سجدہ گاہ ہے ———— ربّ معبود

کعبہ دور ہے ———— ربّ حضور

کعبے کا کا اتنا ادب ———— اور ربّ کی پرواہی نہیں

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۱ جس کی بنیاد نفاق پہ رکھی گئی ہو، اُس میں محبت کا پھول کبھی کھل نہیں سکتا۔ اور محبت قوموں کی زندگی کی رُوحِ رَواں ہوتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۲ اگر کوئی کسی سے ایک نیکی کرے اور پھر عمر بھر بدی کرتا رہے
مَرد وہ ہے جو اس کی ایک نیکی کو ہمیشہ یاد رکھے، کبھی فراموش نہ کرے، اور اس کی تمام بدیاں فراموش کر دے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۳ محبت کبھی نفرت میں تبدیل نہیں ہوتی۔ جو محبت نفرت میں تبدیل ہو، سمجھو صفاتی تھی۔ اگر ذاتی ہوتی، اٹل ہوتی، کبھی نہ بدلتی۔
اس لیے کہ محبوب کی بے رُخی محبّ کی محبت پہ بے اثر ہوتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۴ جسے بقا حاصل ہو جاتی ہے، قیامت تک زندہ اور باقی رہتا ہے۔
اس کا حکم ربیّ حکم ہوتا ہے۔
اور ہر مخلوق، ارضی ہو یا سماوی، برّی ہو یا بحری، نوری ہو یا ناری، اُس کے حکم کی تعمیل کرتی ہے

ماشاءاللہ

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۵ قدر نقلی اور بے قدری اصلی مقام ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۶ جس کا جتنا بلند مقام ہوتا ہے اتنی ہی اس کی اس دنیا میں بے قدری ہوتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۷ یوسف علیہ السلام جب تک مصر کے بازار میں نہ بکے، مصر کے بادشاہ نہ بنے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۸ ہر بے قدری میں اعلیٰ درجے کی قدر پوشیدہ ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۸۹ جو راحت بیقدری میں حاصل ہو، ابدی ہوتی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۹۰ یہ بے قدری تیری نہیں نفس کی ہے اور ہر نفس جب تک وہ مزکّی نہیں ہوتا بے قدر اور بے قدری ہی کا مستحق ہوتا ہے۔ ہر نفس مکّار، عیّار اور سرکش ہے۔ کوئی تہذیب کسی نفس کو مہذّب نہیں بنا سکتی مگر بے قدری۔

اور بے قدری

تزکیۂ نفس کے لیے بہترین تہذیب ہے۔ بے قدری ملامت ہی کا دوسرا نام ہے

اور ہر نفس،

کرامت کا طالب ہے، ملامت کا نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۹۱ علم قال میں اور عشق حال میں مصروف ہے۔ قال دردِ سر اور حال دردِ جگر ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۳۹۲ جس طرح ہر انسان اپنے رہنے کے لیے گھر، کھانے کے لیے خوراک اور پہننے کے لیے لباس کا آپ ذمہ دار ہے، اسی طرح ہر انسان اور ہر قوم اپنی اصلاح کی بھی آپ ہی ذمّہ دار ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۳ جب کوئی آدمی یا قوم اپنی اِصلاح کا تہیہ کر لیتی ہے، اللہ اسے اُسی وقت ضروری اسباب عنایت فرما دیتے ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۴ جس آدمی یا قوم نے دنیا میں ترقی کی، اسی اصول کے ماتحت کی کسی دوسرے کو کسی کے لیے کوئی عمارت کے بنانے کی کیا ضرورت ؟

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۵ جب تک کوئی آدمی یا قوم اپنی اِصلاح کا عزم بالجزم نہیں کرتی، کوئی دوسرا کبھی کچھ نہیں کر سکتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۶ انسان خود ہی اپنی پسند کی عمارت تعمیر کیا کرتا ہے، کوئی دوسرا اس کے لیے اس سے بہتر عمارت نہیں بنا سکتا۔ اسی طرح اپنی ہی پسند کا کھانا اور لباس پسند کرتا ہے۔ کسی دوسرے کی پسند کبھی پسند نہیں کرتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۷ اصلاح کا جذبہ ہر جِدّ و جُہد کا، اِنفرادی ہو یا اِجتماعی، راہنما ہوتا ہے اور ہر معاملہ میں دینی ہو یا دنیوی، پوری راہنمائی کرتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۳۹۸ اصلاح میں جو اہمیّت جذبے کو حاصل ہے، کسی اور عمل کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۹۹ قابلیّت قوم کا بہترین سرمایہ، اور یہی قوم کی معمار ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۰ انتخاب و عنایت کسب کی قابلیّت پہ ہو نہ کہ نسب پہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۱ قومی تعمیر میں نسب کوئی چیز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۲ قومی فخر کا معیار و مدار کسب پہ ہوتا ہے نسب پہ نہیں۔ بالکل نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۳ قابلیّت انسان کی وہ سفارش ہے جسے کوئی رد نہیں کر سکتا۔ یہ کسی اور سفارش کی محتاج نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۴ قابلیّت کی تحسین فنکار کی وہ دل جوئی ہے جس کی برابری کوئی اُجرت نہیں کر سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۵ اور بے قدری فنکار کو سُست اور لاپروا بنا دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۶ گویا تحسین بہترین اُجرت اور تحقیر بدترین بے قدری ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۰۷ صاحبِ فن تحسین و تحقیر سے بے نیاز ہو کر اپنے فن ہی کی تکمیل کے لیے اپنے فن میں مشغول

ہوا کرتے ہیں۔

اور یہ مقام ہر فنکار کا نہیں، اہلِ فن کا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۰۸ جس فنکار کا فن بین الاقوامی اہمیت کا امین ہوتا ہے اُسے اللہ اُجرت کی ندامت سے مُبرّا رکھتا ہے۔ کسی فن کار کے فن کی عالمگیر مقبولیت بہترین اُجرت ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۰۹ حضرت شیخ صنعانؒ یکتائے زمانہ تھے۔

ساری دنیا میں چالیس ابدال ہوتے ہیں، اس زمانہ کے چالیسوں ابدال آپؒ ہی کے سرپرست تھے۔ جب مکہّ کی راہ میں چلے، ان پر ایک حال طاری ہوا، اور سفر ترک کر کے وہیں راہ میں بیٹھ گئے۔ آپؒ کے ہمراہ انتالیس ابدال تھے۔ انہوں نے ہر چند سب نے کوشش کی کہ وہ ایسا نہ کریں، کعبے کو چلیں۔ آپؒ پہ حال کا غلبہ تھا۔ فرمانے لگے کہ:

"کعبہ اب وہاں نہیں رہا، یہاں آگیا ہے۔"

آخر مایوس ہو کر وہ کعبے کو چل دیے۔ جب کعبے میں پہنچے، اور اپنے اس چالیسویں ساتھی سے جو اُن سب کا سردار تھا، اور کسی وجہ سے اُن کے ساتھ نہ جا سکا تھا، ملے اور شیخ صاحب کا سارا ماجرا بیان کیا تو انہوں نے ایک وہ بات کہی جو قیامت تک اہلِ طریقت کے لیے مشعلِ راہ ہے، آپؒ نے فرمایا:

"دوست کو اکیلے چھوڑ کر کیوں یہاں آئے؟ دوست کے ساتھ کیوں نہ رہے؟ دوست کے ساتھ کافر ہو جانا، دوست کو جنگل میں اکیلے چھوڑ کر کعبے میں آنے سے بہتر تھا، تم نے دوستی کے نام کو لاج لگا دی، دوست بھی کبھی دوست

کو تنہا چھوڑ کر کہیں جایا کرتے ہیں؟ اور پھر اس حال میں ؟

(طریقت کے ایک اہم سوال کے جواب میں)

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۰ کیا اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق کسی مخلوق پہ کسی قسم کے تصرّف و تسلط کی کوئی قدرت رکھتی ہے ؟ ہرگز نہیں۔ مخلوق مخلوق پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی، نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا آبی، مگر اللہ کے حکم سے ! ورنہ ہر طاقت ور کمزور کو کھا جاتا ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۱ جب تک حکم نہیں ملتا، کوئی ذرہ کسی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۲ تیرے حضور میں دنیا ذلیل ہوا کرتی تھی لیکن آج تو اُس کے حضور میں ذلیل ہے ۔ آہ !

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۳ تو اِسے ایسا منہ کے بل گرا کہ دوبارہ اُٹھنے کی طاقت ہی نہ رہے ۔

یہ مردانگی ہے

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۴ جسے تو حلال سمجھتا ہے، مُردار ہے ۔ اور کسی کی کوئی دلیل مُردار کو پاک نہیں کر سکتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۱۵ تُو قوم کا راہنما تھا۔

اگر، جیسے تو کہتا ہے، کرتا۔ قوم تیرے قدم چُومتی۔

قوم اب بھی تیری قدردان ہے ۔

تو جو کہتا ہے، حق ہے لیکن جو کہتا ہے، کرتا نہیں ۔ تیرا فعل تیرے قول کے خلاف ہے

یہی وجہ ہے کہ تیری خطابت دین کے شیرازے بکھیرے جارہی ہے۔ کاش! تو چپ ہوتا، ملّت پرور ہوتا نہ کہ مِلّت شکن۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۱۶ اُس نے کہا:

میں تیرے کرم کا محتاج اور تیری رحمت کا امیدوار ہوں! تو اپنی اس مملکت پہ اپنی رحمت کی بارش برسا، اور کرم کے دریا بہا۔ بے شک تیرا کرم مکمل اور تُو کریم بے مثل ہے۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۴۱۷ اے قوم:

تجھے کائنات کی تربیت کا معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ تو کائنات کا معلم ہے، نہ کہ کائنات تیری۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۱۸ تیرے ملک میں نہ کوئی غیر مدرسہ ہو، نہ مطب۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۱۹ زحمت جب اُٹھالی جاتی ہے تو کوئی نحوست باقی نہیں رہتی۔

یہ مدرسہ فرنگی زحمت کی نحوست ہے جسے کہ وہ یہاں چھوڑ گیا۔ گویا زحمت اگرچہ اُٹھ گئی، نحوست اب بھی باقی ہے۔

اے قوم:

تو اس نحوست کو اپنے ملک سے مٹا، اور ضرور مٹا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۲۰ فرنگی کے اس مدرسے کو بند کرنا تیرے بس میں ہے۔ تو اپنے بچے کو مت بھیج۔ بس بند ہے

کسی کو بھی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اور بالکل نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۲۱ جو خوبی ان میں ہے تُو اپنے میں پیدا کر۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ تاکہ وہ تیرے مدرسے میں
آئیں جیسے کبھی آیا کرتے تھے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۲۲ روزی روز ملتی ہے ، ہر ذی روح کو ملتی ہے ، ضرورت کے مطابق ملتی ہے اور روزی
کا رازقِ مُطلق اللہ ہے ۔

روزی کھانے کے لیے کسی کی بھی کم نہیں ہوتی ، جمع کرنے کے لیے کم ہوتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۲۳ جُہدِ لِلبقا

یعنی حیاتِ جاودانی کی جِدّ و جُہد آخری دم تک جاری رہتی ہے ۔ کبھی کم نہیں ہوتی۔ کبھی
ختم نہیں ہوتی ۔

عُمر جذبے پہ کوئی اثر نہیں رکھتی ۔

جذبہ عمر پہ پورا اثر رکھا کرتا ہے ۔

ماضی کے اس قول کی حال نے ہر حال میں تائید کی ، تصدیق کی کہ مومن کا جذبہ ہمیشہ قائم اور
زندہ رہتا ہے ۔

ہر کسی نے ہر میدان میں یہی کہا کہ ؛

عُمر ۔ اگرچہ گزر چکی ہے ، پھر بھی باقی ہے

جوانی ۔ اگرچہ ڈھل چکی ہے ، پھر بھی باقی ہے

قوّت ۔ اگرچہ گھٹ چکی ہے ، پھر بھی باقی ہے

حوصلہ۔ اگرچہ پست ہو چکا ہے، پھر بھی باقی ہے

جوش۔ اگرچہ سرد ہو چکا ہے، پھر بھی باقی ہے

تمنّا۔ اگرچہ مٹ چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

اُمّید۔ اگرچہ ٹوٹ چکی ہے، پھر بھی باقی ہے

اور

یہ باقی سدا باقی رہے۔ یا باقی! آمین۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۲۴ تو نے اپنی مخلوق کی اصلاح و فلاح کے لیے کیا کیا جتن کیے، کیسے کیسے رنگ بدلے، کس کس روپ میں پرگٹ ہوا!

کبھی نبوّت، کبھی رسالت، کبھی امامت اور کبھی ولایت

تیری ہر طرز نرالی اور عقل سے بعید تھی۔

کہیں سالک، کہیں مجذوب، کہیں غازی، کہیں شہید۔

تیرے سارے سودے میں یہ رنگ اور وہ رنگ نہایت دلکش اور دلآویز ہے۔ تیرا کربلائی رنگ کتنا کڑا اور رقّت آمیز تھا۔

تیری مخلوق تیرے ہی وسائل سے ہر میدان میں تیرے ہی مدِ مقابل رہی اور تو خاموش رہا۔ قدرت کے باوجود کسی کی قوّت سلب نہ کی، نہ ہی کسی پہ اپنی ہیبت طاری کی۔

مخلوق کے ہر معرکے میں تیری رحمت تیرے غصّے پر حاوی رہی، تیرے جلال کے آگے تیرے جمال نے پردے تان دیے اور حلم نے درگزر فرمایا۔

واہ سبحان اللہ تیری شان! ذوالجلال والاکرام! تُو کتنا بڑا رب، اور ہم کتنی ناشکری مخلوق ہیں! کسی نے بھی اور کسی نعمت پہ تیرا شکر نہ کیا۔ تیری عنایت کو اپنی کوشش

سے منسوب کیا۔

اگر کسی کو کوئی مصیبت پہنچی تو تیرے ذمّہ کی، خود بری الذمہ رہا۔

بے شک تیری شان وریٰ الوریٰ اور تیری حکمت بعید از عقل ہے۔

یہ مقالات کتاب سے نہیں، اُم الکتاب سے نقل کیے جاتے ہیں۔

اور ان کا راوی "راقم الحروف" نہیں، راقم الحروف کا ہادی ہے۔

الحمد للحی القیوم

۴۲۵ غلام اگر وفادار ہو، مالک کا قائم مقام ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۲۶ **سعدؓ**

مولائے علی کرم اللہ وجہہ کا جانثار غلام تھا۔ شہزادۂ کونین سیدنا امام حُسین رضی اللہ عنہ کی حمایت میں شہید ہوا۔

مرحبًا مکرّمًا مشرّفًا

سعدؓ شہادت کی سعادت سے مسعود ہو کر اہلِ بیت میں شمار ہوا اور اس سے بڑھ کر کوئی اور درجہ نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۲۷ اسی طرح:

فیروز۔ شہزادۂ کونین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا وفادار تھا۔ حضور کے ہمراہ شہید ہوا۔

مرحبًا مکرّمًا مشرّفًا

فیروز کا شمار اہلِ بیت میں ہوا اور یہ عطا کی حد ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۴۲۸ ہماری پیاس دریا بھی نہ بجھا سکا۔ اگرچہ ہم سالہا سال اُس کے کنارے کھڑے رہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۲۹ دریا میں پانی کی کوئی کمی نہیں تھی لیکن ہر کوئی دریا سے پانی پینے کی جرأت نہیں رکھتا۔ پھسلنے، گرتے اور ڈوب مرنے کا اندیشہ لاحق رہتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۰ ہم مذہب کے لیے جھگڑتے ہیں، مذہب کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ اگر عمل کرتے، کسی بھی قسم کی کوئی بے لذّتی کبھی پیدا نہ ہوتی۔
محبت کا دَور دَورہ ہوتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۱ عورت کی عقل خام اور حکم ناقص ہوتا ہے، کبھی حاکم نہیں ہو سکتی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۲ جس نیک بخت کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی زیارت نصیب ہوئی، بمنزلہ صحابی ہے

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۳ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کا ہر اِرشاد ہر زمانے میں بمنزلہ حدیث ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۴ آدمی ذکر نہیں کرتا اور شکر نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ کسی بھی حال میں خوش نہیں رہتا۔ نہ شاہی میں خوش رہتا ہے، نہ گدائی میں ہر آدمی جس بھی حال میں ہے، بے قرار ہے۔
اور یہ بے قراری ترکِ ذکر ہی کے باعث ہے۔
یہی ناشکری کی سزا بھی ہے، جو ہم سب کو مل رہی ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۳۵ کسی کا کوئی حیلہ کسی کے حال کو کبھی بدل نہیں سکتا۔
کسی کا بھی کوئی حیلہ کسی کے حال کو کبھی بدل نہیں سکتا۔
پیر ہو یا فقیر، مُلا ہو یا صوفی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۶ ہر حال میں شکر کر، نہ کہ شکوہ۔ اس لیے کہ کوئی بھی حال حکمت سے خالی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۷ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی مخلوق کسی مخلوق پہ کوئی قدرت نہیں رکھتی۔ اللہ کے حضور میں ہر مخلوق مجبور و محکوم ہے۔
کوئی کسی پہ کسی کو نہ مسلط کر سکتا ہے، نہ مسترد مگر اللہ کے حکم سے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۸ قرآن کی حقیقت سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سنّتِ نبویؐ کی حقیقت، فقرِ حیدریؓ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۳۹ بھنگ پی کر بھنگڑا مارنا فقرِ حیدریؓ نہیں، فقرِ حیدریؓ کی توہین ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۴۰ سنّتِ نبویؐ کی کامل اِتباع فقرِ حیدریؓ ہے
اللہ کی قسم! اے جانِ من! سنّتِ نبویؐ کی کامل اِتباع ہی فقرِ حیدریؓ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۴۱ یہ محل، یہ ذخیرے، یہ تفریحیں، یہ تقریبیں سنّتِ نبویؐ کی اِتباع نہیں، صریح خلاف ورزی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۴۲ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم نے ساری عمر کھجور کی چٹائی پہ گزاری۔ اور کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا۔
نہ ہی کبھی کوئی فاخرہ لباس پہنا۔ اور یہ ترک، سنّتِ مؤکدہ ہے۔
جس پہ کہ ہم میں سے کسی کو بھی گزر نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۴۳ کسی نے تیرے کسی پیراہن کو کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا۔ حالانکہ یہ سنّتِ مؤکدہ ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۴۴ اگر سالن ختم ہو جائے تو مہمان، اگر روٹی نہ ہو تو میزبان ذمّہ دار۔
طریقت الاسلام کی معروف درس گاہوں میں، ایک سُوڑے سے دو روٹی کھانے کا عام دستور ہوتا ہے۔
ہم اپنی زبان میں یوں کہا کرتے ہیں کہ:

دال مُک جائے تے کھان والے دا قصور
روٹی مُک جائے تے کِھلان والے دا قصور

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۴۵ **اے مُسلمان:**

تُو اپنے مقام سے بے خبر ہے۔ تُو اللہ کی وہ مخلوق ہے کہ دنیا میں جب تو جیتا ہے تو تیری کامیابی کے لیے کائنات کی ہر شئے دعا کرتی ہے اور تجھ پہ رحمت بھیجا کرتی ہے۔
یہاں تک کہ کیڑی بھی تیرے مقام سے بے خبر نہیں۔ اور جب تو مرتا ہے تو کائنات کی ہر شئے تجھ پہ روتی ہے۔ زمین روتی ہے، آسمان روتا ہے۔
افسوس! آج تو غفلت کی گہری نیند سو رہا ہے اور کسی بھی آواز سے نہیں جاگ رہا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۴۴۶ اے مسلمان! کیا تجھے یہ نہیں پتہ کہ:
تجھے مٹانے کے لیے اللہ کے دشمن صدیوں سے تیرے درپے ہیں، کیا تو نے کبھی اس بات پہ غور نہیں کیا کہ ساری دنیا کی ساری طاقتیں تجھے مٹانے کے لیے ایک مرکز پہ متحد ہیں، لیکن تو کسی بھی طرح مٹ نہ سکا!
تو توحید و رسالت کا علمبردار ہے، تو مٹ سکتا ہی نہیں اور نہ ہی کوئی کبھی تجھے مٹا سکتا ہے۔ اللہ کے دینِ اسلام کی دشمن طاقتیں تیری تاک میں ہیں اور گھات میں ہیں۔ وہ تجھے کبھی مٹا نہیں سکیں۔
اس لیے کہ:
تو مٹنے کے لیے نہیں، مٹانے کے لیے آیا ہے۔

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۴۴۷ ایک صاحب، ایک صاحب کی لکھی ہوئی ایک کتاب لے کر ایک صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تبصرے کی فرمائش کی۔ انہوں نے کہا کہ:

دین اللہ اور اللہ کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف سے ہے اگر اُس میں کوئی کمی ہو تو بتا۔ آپ کی اس کتاب کا مصنّف آپ ہی کی مانند ایک عالم ہے، رسول نہیں۔ ہر عمل کا دار و مدار نیّت پہ موقوف ہوتا ہے۔ یقیناً اُن کی نیّت میں قطعاً گستاخی نہ تھی، اگر کسی عبارت میں کوئی کمی ہو، اللہ اسے معاف کرے۔ اللہ ہر کمی کو پورا کرنے پہ قادر ہے۔ اتنے ضخیم مسودے میں اگر سہواً کوئی کمی ہو تو اسے گستاخی نہیں کہا جاسکتا۔ یہ ابتلاء کا دور ہے۔ اس دور میں اگر اس راگ کو بند کر دیا جائے، رحمت کی اُمید ہے۔

دین اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے اور ساری خدائی کے لیے ایک اور قیامت تک کے لیے ہے اور دین میں کوئی کمی نہیں،

ہر لحاظ و اعتبار سے کامل و اکمل ہے ۔ کیا یہ دین کافی نہیں ؟

مذہب بندوں کی طرف سے ہے ، ایک دوسرے سے مختلف ہے ۔

چار مذاہب معروف ہیں

چاروں کے مقلدین سیدھی راہ پہ ہیں ۔ اس سے زیادہ ہم نے کسی بھی بحث میں نہیں الجھنا ، اور یہ ختم الکلام ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۴۸ اللہ کا بندہ اللہ کے ذکر و طاعت میں مصروف و مشغول ہو کر اللہ کی مخلوق کا خیر خواہ ، دعا گو اور خادم ہوتا ہے ، لیکن خالق و مخلوق کے مابین مخل نہیں ہوتا ۔ قدرت کو حکمت اور حکمت کو اللہ کی طرف سے بھلائی سمجھ کر خندہ پیشانی سے تسلیم کرنے والا ہوتا ہے ، معترض نہیں ہوتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۴۹ کسی ملک کی بین الاقوامی شہرت میں صنعت ایک اہم کردار رکھتی ہے ۔

چاند مارکہ لالٹین کی قیمت تین روپے ہے اور شاید ہی کہیں تین دن سے زیادہ جلی ہو ۔ دوسرے نہیں تو تیسرے دن تو ضرور ہی بھک بھک کر کے بجھ جاتی ہے ۔

اور یہ ہماری پچیس سالہ صنعتی جدّوجہد کا حاصل ہے ۔ اگر اس کی پائیداری بین الاقوامی معیار کی ہوتی پھر اگر اس کی قیمت تیس روپے بھی ہوتی تو لینے والے کو اتنا قلق نہ ہوتا ۔ ایک بار لیکر ایک مدّت اطمینان سے جلاتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۰ بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اللہ رب العالمین کی آخری کتاب قرآنِ کریم کا جوہر ہے ۔

جب کسی کے دل میں اتر جاتی ہے ، گھر کر لیتی ہے ۔

پھر اس میں کسی اور شے کی نہ گنجائش رہتی ہے، نہ ضرورت۔

جو رفعت، راحت، برکت اور عظمت اسے عطا ہے کسی دوسرے عمل کو نہیں۔

اسی میں جلال ہے، اسی میں جمال۔

اس میں ہیبت بھی ہے اور قدرت بھی۔

عزّت بھی ہے، منزلت بھی۔

قوّت بھی ہے، جبروت بھی۔

بسم اللہ کی "ب" کے نقطے کی برکت سے فیض کے چشمے اُبلا کرتے ہیں اور اللہ کی ہر مخلوق خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، فیض یاب ہوتی ہے۔

جب یہ نازل ہوئی

شیطان نے اپنے سر پہ خاک ڈالی اور اس پہ پتھر برسائے گئے۔

اللہ رب العالمین نے اپنی عزّت اور جلالت کی قسم کھائی کہ:

جس کام میں بھی میرا یہ برکت والا نام لیا جائے گا، اس میں برکت ہوگی۔

جس بیمار پہ پڑھا جائے گا، شفا ہوگی۔

جو اسے پڑھے گا، جنت نصیب ہوگی۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

ہم سے پہلے کسی بھی اُمّت پہ یہ پوری اور ہمیشہ کے لیے نازل نہ ہوئی۔ یہ شرف اس اُمّت ہی کو حاصل ہے۔

الحمدللّٰہ الحیّ القیّوم

(باقی کسی دوسری مجلس میں)

انوار مجلسِ ثانیہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ○

۴۵۱ جب تُو نے ہر کام اور کلام سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ کہا تو گویا اقرار کیا کہ تو اس کام اور کلام کو شروع کرتا ہے اپنے اُس ربّ کے نام سے جس نے کہ تجھے اور کائنات کی ہر شے کو پیدا کیا اور وہ رحمٰن ورحیم ہے۔ پس بے شک تیرا ربّ تجھ پہ خوش ہوا، اس لیے کہ تو نے یاد کیا اپنے ربّ کو، اس کی بہترین صفت سے، کہ وہ رحمٰن ورحیم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۲ پس کھول دیے تیرے ربّ نے وہ دروازے جو بند تھے، اور ڈال دی اس کام اور کلام میں جسے کہ تو کرنے لگا ہے، ہر قسم کی برکت۔ اور دور فرما دی ہر بُرائی جو کہ اس کام اور اس کلام میں تھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۳ چونکہ کائنات کی ہر خیر وشر کا واحد ربّ اللہ ہے، پس کیوں کر کوئی شے حائل ہو تیری راہ میں جب کہ شروع کیا تو نے وہ کام، یا کوئی کلام ساتھ نام ربّ سب کے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۴ بے شک اسمِ اعظم ہے یہ اسم اور جوہر ہے سارے قرآنِ کریم کا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۵ ہر صفت اللہ ہی کی صفت ہے۔ رحمٰن ورحیم ہر صفت سے بہتر صفت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۶ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے لائق و سزاوار ہیں، وہ اللہ جو ربّ ہے ہر شے کا، رحمٰن و رحیم ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۷ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم کی مفتاح سورۃ الفاتحہ سے کی اور قرآن کی مفتاح کی مفتاح بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ کو بنایا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۸ چوں کہ تو ان باتوں کو بلا سوچے سمجھے یونہی پڑھے چلا جا رہا ہے، اس لیے تو اس کی عظمت سے بے خبر ہے ورنہ اگر اس راز میں ذرا سا بھی غور کرے تو تجھ پہ اس کی اہمیّت منکشف ہو! اور پھر اگر تو اس ایک ہی اسم پہ اکتفا کرے، یہی تیرے لیے کافی ہو جائے اور دنیا و آخرت میں تجھے اور جستجو کی حاجت ہی نہ رہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۵۹ اگرچہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہر اسم اِسمِ اَعظم ہے، لیکن جو رُتبہ اسے حاصل ہے، کسی دوسرے کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۰ کائنات گُوناگوں ہے۔ اس میں کافر بھی ہیں، مومن بھی۔ اور ایسے بھی ہیں، جو اپنے ربّ کو ربّ ہی تسلیم نہیں کرتے، لیکن وہ رحمٰن و رحیم پھر بھی ان سب کو اپنی مخلوق جان کر کسی پہ بھی ظلم و تشدّد نہیں کرتا، نہ ہی کسی سے اپنی کوئی نعمت روکتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۱ اگر وہ رحمٰن و رحیم نہ ہوتا تو ربّ کیسے کہلاتا؟

۱۔ دوستی ۲۔ دشمنی

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۲ تیرا یہ اقرار کہ تیرا جینا، تیرا مرنا، تیری وفاؔ، تیری جفاؔ اللہ ہی کے لیے ہے جو تیرا ربّ ہے

اور رحمٰن و رحیم ہے، کافی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۳ یہ اسمِ اعظم نور ہے اور اپنے قاری کو منوّر کر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۴ اس کا قاری بے شک پاک ہوا ہر گناہ سے اور بے شک واجب کی اس کے لیے جنت اس کے ربّ نے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۵ جب میں "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" پڑھ کر قبر (کی منزل) میں داخل ہوں گا اور میرے گناہوں کی بدولت قبر کے فرشتے مجھ کو عذاب دینا چاہیں گے تو میرے پاس کوئی ڈھال نہیں ہو گی مگر، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۶ اے میرے رب! میں تو تجھے رحمٰن و رحیم تسلیم کر کے یہاں آیا ہوں اور گمانوں کا ایک لشکر اپنے ساتھ لایا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۷ اے میرے رب!

بے شک میں گنہگار و بدکار ہوں لیکن میں تجھے رحمٰن و رحیم مان کر آیا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۸ میں تیری رحمت کا سہارا لے کر تیری پناہ میں آیا ہوں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۶۹ اللہ کی قسم! میرا ربّ رحمٰن و رحیم ہے۔ مجھ کو معاف فرمانا اس کے لیے کوئی بات نہیں۔

(اسی معانی کے لیے ہم سب عبادت کرتے ہیں اور اسی معانی کے لیے یہ ساری جدّ و جُہد ہے۔)

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۰ گویا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ساری عبادت کا جوہر ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۱ جس مریض پہ یہ اسمِ اعظم پڑھا، شفا ہوئی اُسے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۲ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ شفا ہے ہر مرض کی۔ جس مریض پہ بھی یہ اسمِ اعظم پڑھا جاوے، ماشاء اللہ شفا ہو۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۳ جب تونے اپنے ربّ کو یاد کیا۔ اے میرے ربّ! تو رحمٰن و رحیم ہے، شفا دے اپنے اس بندے کو! پس فوراً شفا ہوئی (ہر مرض سے)۔ اس سے بڑھ کر کوئی دوا نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۴ یہ اسمِ اعظم حِصار ہے ہر شیطان سے اور شرمندہ کرنے والا ہے ہر بلا کو، جو نازل ہوئی، اور جو ابھی (آسمان میں ہے، اور) نہیں نازل ہوئی، اور بے بس کرتا ہے ہر دشمن کو، اور ٹھنڈا کرتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کو۔

لَا رَيۡبَ فِيۡهِ

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۵ بند ہوتے ہیں اس سے دوزخ کے دروازے اور کھلتے ہیں جنّت کے دروازے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۷۶ پُشت پناہ ہے یہ اسمِ اعظم ہر طالبِ صادق کا، اور نوُر ہے یہ ایسا کہ نہیں بجھا سکتی کوئی شے اس نوُر کو ہرگز اور منوّر ہوتے ہیں نفس و قلب اس سے، اور بُلند کرتا ہے یہ نور رُوح کو اتنا کہ معراج ہو اس کو۔ ماشاءاللہُ!

الحمد للحیّ القیّوم

۴۷۷ بے نیاز کرتا ہے یہ اپنے قاری کو ہر شے سے، اور دفع کرتا ہے ہر قسم کی تنگی، اور کھینچ لاتا ہے برکت، کبھی محتاج ہونے نہیں دیتا یہ اپنے قاری کو کسی کا، اور نہ ہی کبھی گھرنے دیتا ہے ہمّ و غم میں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۷۸ عزت دی گئی اس کے قاری کو، ہر عزّت، اور دور کی گئی اُس سے ذِلّت۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۷۹ نہیں کوئی بدل اس کا اور بے شک یہ نعم البدل ہے کُل کا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۰ اس کی قرأت ہر قرأت کی کفایت اور کوئی قرأت اس کی کفایت نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۱ گویا جس کا کوئی قائم مقام نہ ہو سکے، یہ وہ اسمِ اعظم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۲ یہ تسخیر ہے کُل کی، نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا آبی۔ مسخّر کرتی ہے ہر شے (موجود) کو اپنے قاری کے لیے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۳ ایسا منتر ہے یہ کہ جب بھی پڑھا جاوے اور جس پہ بھی پڑھا جاوے دُور ہو وحشت اُس کی

اور زائل ہووے خفگی، بے شک مطیع و فرمان بردار ہو وہ فوراً۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۴ تندرستی پکڑیں بیمار قلوب اور بیمار رُوحیں ذکر اس کے سے۔ معاف کر دی جائیں تمام رعبتیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۵ آزاد ہوں غلام اور خلاص ہوں جسم، اور ملے ہر مانگنے والے کو ہر مُراد، برکت اس کی سے اور وسیلے اس کے سے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۶ بے شک تدبیر کرتا ہے شیطان: بیچ تیرے قلب کے کہ نہ پڑھے تو یہ اسمِ اعظم۔
اور پیش کرتا ہے طرح طرح کی اور باتیں کہ تو لگ جاوے خیال ان کے میں۔
اور نہ رِشتہ جوڑے اس اسمِ اعظم سے۔
اس لیے کہ جس نے بھی جب جوڑا رشتہ اِس سے، گویا توڑا رشتہ اُس سے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۷ نہیں چلتی کوئی تدبیر شیطان کی، نہ ہی اس کے کسی لشکری کی، آگے اس ہتھیار کے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۸ بے شک یہ قلعہ ہے مضبوط، اور کبھی داخل نہیں ہو سکتا اس میں کوئی شیطان، اور نہ ہی کر سکتا ہے شگاف بیچ فصیل اس کی کے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۸۹ شیطان کامیاب رہا بہکانے میں ہر طالب کے۔ پر کبھی کامیاب نہ ہوا اُس پر جس نے کہ بنایا اسے اپنا وظیفہ، اس لیے کہ برسائے جاتے ہیں پتھر اوپر شیطان کے اور نہیں زور چلتا

اُس کا اُس پر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۰ یہ پردہ ہے بیچ طالب اور شیطان کے۔
اور یہ دیوار ہے درمیان دونوں کے، مضبوط دیوار۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۱ یہ راہ ہے پہنچانے والی اللہ تک، سیدھی راہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۲ یہ کُنجی ہے ہر مشکل کی
اور راحت ہے واسطے ہر طالب کے، راحتِ ابدی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۳ یہ تعریف ہے رب کی، تعریف بڑی

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۴ **یقین:**
اگر تو کھالے زہر، پڑھ کر یہ اسمِ اعظم، تو ہرگز ہلاک نہ کرے تجھے وہ زہر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۴۹۵ پھر اس نے کہا کہ:
میرا اپنا یقین اتنا بلند تھا اور اتنا بلند تھا کہ اگر میں اس اسمِ اعظم کو پڑھ کر پانی پہ چلنا چاہتا تو پانی کی سطح سڑک کی مانند ہو جاتی لیکن تیری ہم نشینی نے میرے اس یقین کی بنیادیں ہلا دیں۔

اے ہم نشین! جب تک تو دُور نہیں ہوتا،

میرا یقین پھر سے محکم نہیں ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۹۶ جس نے دوست رکھا اسے، دوست رکھا اللہ نے اس کو۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۹۷ تو اسے اپنا دوست بنا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۹۸ جب کہ تو نے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اُسے اپنا دوست بنایا ہے، کبھی مت آزما، کسی بات میں بھی مت آزما، اور نہ ہی کبھی کوئی فرمائش کر۔

الحمدللحیّ القیّوم

۴۹۹ تو اپنا اور اپنے ہر سائل کا ہر معاملہ اللہ کے سپرد کر، اور کسی معاملے میں، اپنا ہو یا پرایا، کوئی دل چسپی نہ لے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۰ دوست کی آزمائش دوستی کی ضد ہے۔ دوست کو کسی معاملہ میں مت آزما۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۱ دوست کبھی دوست کو نہیں آزماتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۲ دوست دوست کی خاطر جان دے دیتا ہے۔ دوستی پہ دھبّا نہیں آنے دیتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۳ دوست کے حکم سے دوزخ میں جانا، جنّت سے کم نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۴ دوزخ اور جنّت، دونوں دوست ہی کی مِلک ہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۵ پاک کرتا ہے یہ اسمِ اعظم اپنے قاری کو بغیر وضو کے۔ اور نہیں پاک ہوتا وضو کرنے والا، بغیر اس کے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۶ یارب! میں دوست رکھتا ہوں تجھ کو اور تیرے اس اسمِ اعظم کو ——— خالص، بے لوث دوست۔ محض اس لیے کہ تو میرا رب ہے، رحمٰن و رحیم اور یہ ہے تیرا اسمِ اعظم۔ پس قبول فرما میری اس محبت کو، اگرچہ نہیں ہے یہ تیرے لائق اور ناقص ہے ہر پہلو سے، پھر بھی تو اسے، جیسی بھی یہ ہے، قبول ہی فرمالے یارب! آمین ثم آمین۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۷ عالمگیر اتحاد بین المسلمین کا اصطلاحی نام مِلّت ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۸ قطار تمیز اور محیط اتّحاد ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۰۹ ہم سب قطار میں نہیں محیط میں ہوں، ایک دوسرے کے بازوؤں میں بازو ڈالے، ایک دوسرے کو مضبوطی سے تھامے ہوئے، نہ کوئی آگے ہو نہ پیچھے، نہ کوئی اعلیٰ ہو نہ ادنیٰ، اور یہی وہ مضبوط رسّی ہے جسے کہ مضبوطی سے تھامنے کا اللہ رب العالمین نے ہمیں حکم دیا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۱۰ اُس سے سنسان اور ویران تیری دنیا میں کوئی اور جگہ نہیں۔ خاندانِ مغلیہ کے نامور شہزادہ سلیم

کا یہ محل آج بالکل غیر آباد ہے

چند سو سال پہلے:

یہ فرش، یہ در و دیوار اِترایا کرتے تھے اور آج آدم زاد کے نام کو ترستے ہیں۔ صدیاں گزریں، کسی نے بھی اس طرف منہ تک نہ کیا۔ ایک آدمی کے چند دن رہنے کے لیے ہزاروں معمار شب و روز بر سرِ کار رہے، جیسے کہ اس نے ہمیشہ یہاں رہنا تھا۔ جو رونق اس بیچارے کی قسمت میں تھی، اس دور ہی میں تھی۔ اُس کے بعد کسی نے بھی اُس میں قدم نہیں رکھا۔ اور آج چمگادڑوں کا مسکن ہے۔

اس مقام کی یہ ذلّت فخر کی بدولت ہے۔

یہ مقام بڑا اِترایا کرتا تھا کہ مجھ سا خوش نصیب کوئی اور مقام نہیں۔ میں شہزادے کا شیش محل ہوں۔

اور آج یہ ندامت کا لبادہ اوڑھے فریاد کرتا ہے کہ کاش! میں کسی گمنام فقیر کا ایک حقیر مسکن ہوتا اور لوگ مجھ سے فیض حاصل کرتے۔

یہ قلعہ جو کبھی شہزادوں کی آرام گاہ تھا، آج اہلِ بصیرت کی خاموش درس گاہ ہے۔

جب وہ قلعے کے در و دیوار سے مخاطب ہوا کہ بنا تو سہی، تو اتنی شان سے کس کر کیوں اُجڑا؟

اس پہ اُس نے خون کے آنسو بہائے اور کہا کہ:

مجھ میں ہر شے تھی، ایک اللہ رب العالمین کا ذکر نہ تھا۔ شب و روز شاہی ارباب کا جمگھٹ رہتا۔ یہاں کیسے کیسے دیوان لگے، لیکن ذکرِ الٰہی کی محفل ایک بھی نہ لگی۔ یہ قلعہ ذکرِ الٰہی کی محفل کو ترستا ہی رہا۔

لیکن کسی بھی وقت رقص و سرود کی محفل سے خالی نہ رہا۔

پھر اس نے حق کی بھرپور تائید کی کہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ مقامات اللہ رب العالمین کے ذکر ہی سے آباد اور قائم رہا کرتے ہیں۔ جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے، اللہ کی رحمت برسا کرتی ہے اور وہ کبھی نہیں اجڑتا۔ یا یوں کہ جو مقام اللہ کو پسند ہوتا ہے، اللہ وہاں اپنے ذکر کی توفیق بخش دیتا ہے۔ کاش یہاں اللہ کا ذکر ہوتا اور یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے!

پھر اُس نے کہا:

شہزادے جب شکار سے واپس لوٹتے تو یہ سمجھتے کہ وہ دنیا و دین کا کوئی اہم معرکہ سر کر کے آئے ہیں، اب اُن کے ذمے کوئی اور کام نہیں رہا جسے کہ وہ کریں۔ پھر محل سرائے میں داخل ہو جاتے، اور دوسرے دن تک باہر نہ آتے۔

الحمد للحی القیوم

۵۱۱ میرا ایک دوست یورپ سے پڑھ کر آیا ہے۔ اس نے مجھے ایک وہ بات بتائی جس کا ذکر اس رسالہ میں ضروری سمجھتا ہوں۔ اس نے بتایا کہ ایک دوست نے ہماری دعوت کی۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم مسلمان ہیں، سؤر کا گوشت ہم نہیں کھاتے، اس لیے ہمارے دسترخوان پہ یہ گوشت پیش نہ کرنا۔ اس کے جواب میں میزبان نے ایک عجیب لہجے میں کہا کہ شراب تو آپ پیتے ہیں لیکن سؤر نہیں کھاتے۔ حالانکہ مسلمان کے لیے شراب اور سؤر ایک ہی حکم رکھتے ہیں!

الحمد للحیّ القیّوم

۵۱۲ پودا جب پھل پہ آتا ہے، پھول جھڑ جاتے ہیں۔ پھول کی آغوش میں پھل ہوتا ہے۔ بعض پھل تُرش، بعض شیریں ہوتے ہیں۔ اپنی اپنی جگہ دونوں ضروری ہیں۔ لیکن بازار میں جو مقبولیت شیریں کو حاصل ہوتی ہے، ترش کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۱۳ ضرورت کے لحاظ سے ترشی کی بھی اتنی ہی ضرورت ہوتی ہے جتنی کہ شیریں کی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۱۴ ہر بیماری کا علاج — ہر پریشانی کا ازالہ
ہر غم کا چارا — ہر درد کی دوا
ہر اعتراض کا جواب — ہر لڑائی کا ہتھیار
ہر وار کی ڈھال — ہر محصور کے لیے قلعہ
ہر کمی کی تکمیل — ہر جدوجہد کا مقصود
ہر شیطان سے حصار اور ہر ایجاد کی ابتداء
اللہ کا ذکر اور اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۱۵ ذکر و محبت کی اہلیت عنایت کی جاتی ہے۔ اپنے آپ نہ کوئی اہلِ ذکر ہوا، نہ اہلِ محبت۔ مگر جسے بھی چاہا، نواز دیا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۱۶ **بندہ جب:** ان کے کرم سے مکرّم ہو کر ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے، دونوں عالم سے بے خبر و بیگانہ ہوتا ہے، بے خود ہوتا ہے، مدہوش ہوتا ہے، بے پروا نہیں، بے پروا کا نیازمند ہو کر لاپروا ہوتا ہے۔

اور محبت کے انداز کا یہ ایک مقام ہے۔

اور جب: وہ بندہ نا چیز کی طرف اپنے کریمانہ انداز میں متوجہ ہوتے ہیں، ایک ننھے سے دل میں کُل کائنات کا ظہور ہوتا ہے، دل کی دنیا کا ہر ذرّہ مخمور ہوتا ہے، مسرور ہوتا ہے اور ایک چھوٹے سے دل میں علم و حکمت کے چشمے اُبلنے لگتے ہیں ماشاءَ اللہُ

اور ھر طالب : ہر وقت ان دو مقامات میں سے کسی ایک مقام میں ہوتا ہے۔ دونوں مقامات حال ہیں اور حال ہی پہ عنایت ہوتے ہیں اور اُن سے ہوتے ہیں۔ ان کی قسم! ان کے سوا کوئی اور کسی کو بھی، نہ حال عنایت فرما سکتا ہے نہ سلب کر سکتا ہے مگر اُن کے امر سے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للہ الحیّ القیّوم

پھر جب : وہ بندہ کسی بندے کی طرف متوجّہ ہوتا ہے، اُسی وقت اس کی فرمائش کے مطابق اللہ اس کی کیفیت بدل دیتے ہیں۔

ایک آدمی ایک بندے کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک دن اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوا، کہنے لگا۔ "یہ نماز نہیں پڑھتا، میرا کہنا نہیں مانتا اور بھی برائیوں سے باز نہیں رہتا"

یہ سن کر انھوں نے لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور کہا۔

"نماز پڑھا کر، ان کا کہا مانا کر، نیکی کیا کر اور بدی سے باز رہا کر"

اور بس اس دن سے لے کر پھر اس کی کوئی نماز کبھی قضا نہ ہوئی، والدین کا مطیع و فرمانبردار ہوا گویا اس کی کایا ہی پلٹ گئی۔

ایک دن اس کے باپ نے اس سے کہا کہ میں نے ایک عرصہ سے ان کی خدمت میں حاضری دی ہے اور تو صرف ایک دن گیا۔ جو مقام تجھے ایک حاضری میں حاصل ہوا مجھے سالوں میں بھی نہ ہو سکا۔ اس پہ اس لڑکے نے وہ بات کہی جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل اور طریقت کا نچوڑ ہے۔

لڑکے نے ابّا سے کہا :

تو ان کی طرف متوجّہ ہے، وہ اللہ کی طرف۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ

اس دن وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور اُسی وقت اللہ نے میری کیفیت بدل دی ؛ الحمد للہ ۔ آپ کا مقام کسی بھی طرح مجھ سے کم نہیں ۔ طالب جب تک اپنے شیخ کی محبّت میں محو نہیں ہوتا، طریقت کا کوئی راز اس پہ نہیں کُھل سکتا ۔ طریقت الاسلام میں جتنے بھی مقامات ہیں ان سب کا دار و مدار شیخ ہی کی اِتّباع و محبّت پہ موقوف ہے"۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۱۷ ضرورت اور زینت میں زمین و آسمان کا فرق ہے ۔

ضرورت محدود اور زینت لامحدود ہے

ضرورت رُکتی نہیں اور زینت مُکتی نہیں ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۱۸ درویش نہیں ، درویش کا طالب بن ۔

مخدوم نہیں ، مخلوق کا خادم بن ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۱۹ جو کام اللہ کو منظور نہیں ہوتا، کبھی نہیں ہوتا، اگرچہ کوئی لاکھ جتن کرے ۔ ہر کام کا ہونا نہ ہونا، میرے اللہ ہی کے بس میں ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۰ جس لکڑی کو جلانا مقصود ہوتا ہے ، اسے درخت سے کاٹ کر دھوپ میں سُکھایا جاتا ہے تاکہ رطُوبت خشک ہو اور جلانے میں آسانی ہو ورنہ گیلی لکڑی کا جلانا دھواں ہی دھواں ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۱ ہر وصل کی شرط خلوت ہے، حقیقی ہو یا مجازی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۲ رُوح کی خلوت خیر اور نفس کی خلوت شرّ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۳ ایک آدمی کی موجودگی خلوت کو باطل کرتی ہے۔ جب تک وہ دور نہیں ہوتا، راز و نیاز نہیں ہوتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۴ ہر خیر و شرّ کی جزا و سزا ہر دو عالم میں ملا کرتی ہے۔ دنیا میں بھی ملتی ہے، اور آخرت میں بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۵ ناقص تعلیم، ناقص حال کی حامل ہوتی ہے۔ یہ تعلیم ان کی ہے کامل و اکمل۔ اس میں نقص کا کوئی امکان ہی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۶ اس کا عامل کامل ہے اور یہ شرف کسی اور علم کے عامل کو ہرگز حاصل نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۷ اگر کسی نے کسی اور علم کو اس علم پہ ترجیح دی، عمر بھر بھٹکتا رہا، فیض سے محروم رہا، کہیں اماں نہ ملی اور نہ ہی اس علم نے اُسے کوئی فیض دیا۔

یہ علم ہر علم کی ماں، اور ہر علم اس علم ہی سے زندہ اور جاری ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۲۸ اس علم کے بے ادب کو کسی علم نے کوئی فیض نہ دیا۔ جو مراد اس سے نہ ملی، کہیں سے نہ

ملی ۔ یہ سمندر ہے جس کی پیاس یہاں نہ بجھی، کہیں نہ بجھی ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۲۹ جو علم تجھ کو آتا ہے، اُس پہ عمل کر! تاکہ جس علم کا تو متلاشی ہے، عنایت ہو! جب تک کوئی اپنے موجودہ علم پہ عمل نہیں کرتا، مطلوبہ علم عنایت نہیں ہوتا ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۳۰ ہر غیر اختیاری امر غیر ضروری ہوتا ہے اور طاعت و ذکر کے سوا ہر امر غیر اختیاری ہے ۔ غیر اختیاری اُمور کا طالب حقیقتاً اللہ کا طالب نہیں ہوتا ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۳۱ کشف و کرامت لامحدود اور لامطلوب ہیں ۔ ان کا طالب ہمیشہ بے چین و بے قرار رہتا ہے اُسے وہ سکون، جو اللہ والوں کو حاصل ہوتا ہے، کبھی نصیب نہیں ہو سکتا ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۳۲ کسی ولایت میں نہ کشف ضروری ہے نہ کرامت، لیکن ہر ولایت میں ذکر ضروری ہے اور اطاعت ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۳۳ ذکر و طاعت کے بغیر کوئی طالب کسی مراد کو نہیں پہنچ سکتا ۔ ذکر کے بدلے ذکر کا وعدہ ہے نہ کشف کا وعدہ ہے، نہ کرامت کا ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۵۳۴ جب تم فرش پہ اللہ کا ذکر کرتے ہو، سمجھو کہ اللہ عرش پہ تمہارا ذکر کر رہا ہے ۔ تم بندوں میں اس کا ذکر کرتے ہو، وہ فرشتوں میں تمہارا ذکر کرتا ہے ۔ اب تم ہی بتاؤ اس سے بہتر انعام اور کیا ہو سکتا ہے؟ کہ ایک ناچیز بندے کا ذکر اللہ رب العالمین کرے اور فرشتوں

میں کرے۔

الحمد للحیّ القیوم

۵۳۵ ذکرِ کثیر کی تعداد

فتویٰ میں تین سو اور تقویٰ میں لامحدود ہے، ستر ہزار ہے، سوا لاکھ ہے اور اس سے بھی زیادہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۳۶ ذکر کے لیے پانچ چیزیں ضروری ہیں

مرکز ___ وقت ___ قوّت ___ قلب ___ اور ___ نصاب

الحمد للحیّ القیّوم

۵۳۷ بلاضرورت اور زائد از ضرورت مرکز سے جُدا مت ہو۔

مرکز عبادت گاہ ہو نہ کہ تفریح گاہ، اور عبادت گاہ میں معصیت حرام ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۳۸ وقت بڑا ہی قیمتی ہے۔ تیرا کوئی وقت کبھی ضائع نہ ہو اور تیرا قلب مشغول ہو کر بھی فارغ ہو، نہ کہ فارغ ہو کر مشغول جیسے کہ اب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۳۹ پیٹ کا روزہ روز ممکن نہیں اس کی بجائے زبان کا روزہ رکھ۔

اگر زبان آزاد ہے تو پیٹ کا روزہ کوئی معنی نہیں رکھتا۔

اور زبان کا روزہ اگرچہ پیٹ بھرا ہو بڑی تاثیر رکھتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۰ تو ہر کسی کو دوست کہہ کر دوستی کے نام کو شرمندہ مت کر۔ دوست ذاتی ہوتا ہے نہ کہ

صفاتی۔ اور ذاتی دوست کا ملنا بہت مشکل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۱ سب سے مشکل انتخاب دوست کا انتخاب ہے، دینی ہو یا دنیوی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۲ تیرا کسی خلافِ شرع عورت سے ملنا زوال کی علامت ہے۔
کیا تجھے برصیصا کا قصہ یاد نہیں؟
یہ جس بھی بیڑے میں بیٹھی، ڈوب گیا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۳ خاوند کی خدمت میں عورت کی ولایت ہے نہ کہ تیری۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۴ تیری اپنی لڑکی کے سوا تیری کوئی لڑکی نہیں۔
اگرچہ ہر لڑکی، تیری لڑکی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۵ بدی چھپ کر کرتے ہو، نیکی بھی چھپ کر کرو۔ یہی اخلاص ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۶ جب عمرؓ و علیؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کا جُبّۂ اطہر لے کر حضرت اویسؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہیں نماز میں پایا۔ حضرت اویسؓ سلام پھیر کر فرمانے لگے: آج سے پہلے کبھی کسی نے مجھے نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ اللہ اللہ!!

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۷ ہر سیرت بلا صورت مقبول اور ہر صورت بلا سیرت نامقبول ہے۔ تو سیرت پہ مر،

نہ کہ صورت پہ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۸ جو اللہ کا طالب نہیں، اُس کا کوئی طالب نہیں۔ اور اللہ کے طالب کی ہر شے طالب ہے
یہاں تک کہ نباتات بھی ہے اور معدنیات بھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۴۹ مداری اپنے کھیل کی طرف متوجہ ہوتا ہے، نہ اپنی طرف متوجہ ہوتا ہے نہ تیری طرف۔
مداری کا کرتب دیکھ، لباس مت دیکھ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۰ تیرا یہ سمجھنا کہ تیرا ہر قول و فعل، جلی ہو یا خفی، ان کے روبرُو ہے، ہر مراقبہ کی اصل ہے۔
اس مراقبہ سے بڑھ کر تیرے لیے کوئی اور مراقبہ مفید نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۱ ہر گناہ میں شامت ہے۔
ہر گناہ عمل کو باطل کرتا ہے۔
اور ابطالِ عمل سے بڑھ کر اور کوئی شامت نہیں۔
جب تک عمل قائم رہتا ہے، کوئی شامت نہیں آتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۲ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرا سب سے بہتر دوست تیرا اپنا
عمل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۳ جس کلمے کے پڑھنے سے کافر مسلمان ہوتا ہے، جب تک وہ اس کلمے کا منکر نہ ہو کافر

نہیں ہوسکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۴ جس چیز کی ممانعت نہیں، جائز ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۵ تو مسلمان بن، نہ دیوبندی بن، نہ بریلوی۔

دیوبند اور بریلی ایک ہی دین کی دو درس گاہیں ہیں۔

یہ دونوں درس گاہیں سو سالہ ہیں۔

ان سے پہلے ہم کون کہلاتے تھے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۶ جب ہم تعصب سے بالاتر ہو کر فراخ دلی سے دورِ حاضرہ کی اس سب سے بڑی کشمکش کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ،

دیوبندی اور بریلوی

دونوں ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی ہیں۔

دونوں ہی کا مقصود رضائے الٰہی ہے۔

دونوں ہی ایک امام کے مقلّد اور آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۵۷ ## مولانا جامیؒ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے شیدائی تھے۔ جس انداز سے آپ کا نام و کلام زندہ ہے کسی اور کا نہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت میں سرشار ہو کر جو کلام لکھا جاتا ہے، اثر رکھتا ہے، باقی رہتا ہے، مقبولِ عام ہوتا ہے اور مقبول

الاسلام ۔ ماشاءاللہ

الحمدللحیّ القیّوم

۵۵۸ مصنّف چلا جاتا ہے ، تصنیف چھوڑ جاتا ہے ۔

بہترین تصنیف وہ ہے جو قرآن وسنّت کی تائید کرے اور قرآن وسنّت اس کی تصدیق کرے ۔ تیرا کوئی کلام اور تیری کوئی تحریر ، دین کے کسی کلام اور کسی تحریر کے کبھی خلاف نہ ہو۔ تیرا کلام محبّت کا ایک پیغام لائے اور جو دل ایک دوسرے سے متنفّر و بیزار ہو کر منہ موڑ بیٹھے ہیں انہیں پھر سے ملائے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۵۹ اختلاف میں نفاق اور اتفاق میں محبّت ہے ۔ اگر کر سکے تو محبّت پیدا کر ۔

نفاق قوموں کی تباہی اور محبّت زندگی ہے ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۶۰ جن میں اتفاق ہوتا ہے ، جیت جاتے ہیں ۔ جس میدان میں بھی جاتے ہیں ، بازی لیجاتے ہیں ۔

دیکھا ، اُن میں اتفاق ہے ، جیت گئے ، اُن میں بھی ہے ، وہ بھی جیت گئے ۔ اور ہم ایک دوسرے کے دشمن بنے ہوئے ہیں ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۶۱ کیا کبھی آپ نے اس بات پہ غور بھی کیا کہ آخر کس بات پہ ہم اب بھی باہم دست وگریبان ہیں ؟ ایک ہی امام کے مقلّد ایک دوسرے کو سلام تک کہنا پسند نہیں کرتے ۔ یہاں تک نفرت پھیل چکی ہے کہ :

ایک ہی پیر کے مرید آپس میں متّفق نہیں ۔ ایک دوسرے کو گرانے اور مٹانے کے درپے ہیں

ہمارا یہ حال مُستحسن نہیں، مذموم ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۵۶۲ جب تک اللہ کی رحمت سے ہمارا یہ حال نہیں بدلتا، ہماری کوئی بھی کمی دُور نہیں ہوسکتی اور یہ کمی فروعی نہیں، بنیادی ہے۔

اللہ کرے ہماری یہ کمی دور ہو اور یہ مصنوعی دیواریں، جو ہم نے کھڑی کی ہیں، منہدم ہوں۔

آمین

الحمد للحیّ القیوم

۵۶۳ طاقت :

بذات خود کوئی چیز نہیں۔ اتفاق ہی کا اصطلاحی نام ہے۔ جب بہت سے اجزاء ایک مرکز پہ متحد ہو جاتے ہیں، طاقت بن جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۵۶۴ اگر تجھے اپنی قوم سے کوئی ہمدردی ہے تو محبّت کی بنیاد ڈال۔

ہم اِسلام کے لیے نہیں، نام کے لیے لڑ رہے ہیں۔

اگر اسلام کے لیے لڑتے ہوتے محبّت ان تمام اختلافات کو مٹا دیتی۔

الحمد للحیّ القیوم

۵۶۵ اپنے مُسلمان بھائی کو

بُرا مت کہہ، بُرا مت جان، دل مت دُکھا، دل مت ستا، عیب نہ ٹٹول، پردے نہ کھول، عار مت دلا، حقیر مت جان، ذلیل مت کر، ظلم مت کر، لعن مت کر، طعن مت کر، اللہ سے ڈر اور کسی حد سے تجاوز کبھی مت کر، اپنے کسی مسلمان بھائی کو کافر مت کہہ، کبھی مت کہہ۔

ہم گنہ گار ہیں، کافر نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۶۶ انسان، انسان پہ حکومت کرنا چاہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ اسے قبول نہیں فرماتا۔
تُو اپنے نفس پہ حاکم ہو، اور اپنے ہم جنس کا خادم۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۶۷ کیا تیرے لیے اللہ اور اللہ کا رسولؐ کافی نہیں؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۶۸ فرنگی کوہ پیماؤں نے ہمالیہ کی چوٹی تک پہنچنے کے لیے اپنی جانیں وقف کر دیں۔ کیا تو اللہ تک پہنچنے کے لیے ایک جان وقف نہیں کر سکتا؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۶۹ اے مخاطب، اے میری جان!
یہ زندگی اگرچہ سو سالہ ہو۔ یہ گئی، یہ گئی اور یہ گئی۔
نہ معلوم! یہ باتیں کیوں تیرے دل میں نہیں اترتیں؟
کسی دن قبور کی سیر کو جا، اور دیکھ!
ایک ملکہ کی قبر پہ گگڑوں ہی کا ڈیرا لگا رہتا ہے۔ گگڑوں کے ساتھ گدھے اور کتّے ضرور ہوتے ہیں۔ کیا عبرت کے لیے یہ منظر کافی نہیں؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۰ وہ کہنے لگے:

اگر ہمیں اپنی اس بے قدری کا دنیا میں پتہ ہوتا، دم بھر کے لیے بھی دنیا میں جی نہ لگاتے، اور کسی بھی شان سے بسنا پسند نہ کرتے۔ اگر ہمیں دنیا کی ناپائیداری

اور بے وفائی کا دنیا میں علم ہوتا، گلے میں الفیاں ڈال کر بنوں کو چل دیتے اور مُردوں کی طرح جیتے اور کبھی دنیا میں جی نہ لگاتے۔ اللہ ہی کی رضا کو راضی کرنے کے لیے ذکر و طاعت میں مصروف رہتے۔

ٹاٹ کو اطلس اور پہننے کے والوں کو اُس پلاؤ پہ جس سے کہ انسانیت کا وقار مجروح ہو، ترجیح دیتے۔ صرف ایک ہی افسوس ہے کہ ہم دنیا میں اپنے رب کو راضی نہ کر سکے، اس کے حکم کی تعمیل نہ کر سکے۔ ہمیں بڑا وقت دیا گیا اور ہم نے اس سے کوئی فائدہ نہ اُٹھایا۔ اپنا قیمتی وقت فضول کاموں میں ضائع کیا۔ ہمیں مال دیا گیا لیکن اس میں سے آخرت کی کوئی تجارت نہ کر سکے۔ دنیا میں مال آخرت کی تجارت کے لیے دیا جاتا ہے، افسوس! ہم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔

عمل کے لیے علم دیا گیا

وہ بھی ہم نے دنیا ہی پہ صرف کیا۔ جو علم اللہ نے ہمیں دیا تھا، ہم نے اس پہ کبھی عمل نہ کیا بلکہ اسے دنیا ہی کا ذریعہ قرار دیا۔ ہمارے پاس بہت سے بتلانے والے آئے لیکن کسی کی بھی بات کو مطلق نہ سنا۔ ہمیں سمجھانے کے لیے زبانیں چلیں، قلم چلے، لیکن کسی بھی بات کو کبھی دل میں جگہ نہ دی۔ آج ہم سا ہنستا کوئی بھی نہیں۔

کہنے لگے کہ:

ہماری نگاہیں دنیا والوں کی طرف لگی رہتی ہیں، لیکن ہمارے کسی عزیز نے بھی ہمیں یاد نہ کیا، نہ ہی کبھی کوئی تحفہ بھیجا، ہمارے اعمال ختم ہوئے۔

دُنیا دارُ العمل ہے

یہاں کوئی عمل نہیں کیا جاتا، جو عمل دنیا میں کسی نے کیا ہوتا ہے، اُسی کا بدلہ یہاں ملتا ہے یہاں شاہ و گدا ایک ہی حال میں پچھتا رہے ہیں کہ دنیا میں رہ کر آخرت کیوں نہ کمائی،

یہاں کسی کا کوئی کچھ نہیں لگتا، ہر کوئی اپنے حال میں مبتلا ہے۔ باپ اپنے حال میں، اور بیٹا اپنے میں، اسی طرح ماں کو بچے کی اور بھائی کو بہن کی کوئی خبر نہیں۔

کاش!

ان باتوں کا ہمیں دنیا میں پتہ ہوتا کہ دنیا کی ہر شے ناپائیدار، فانی اور فریب و سراب ہے، کبھی اُس کے دھوکے میں نہ آتے۔ اللہ ہی کے لیے جیتے اور اللہ ہی کے لیے مرتے۔ اللہ کی راہ میں دنیا کی ہر شے لٹا کر آتے۔ اللہ نے جو بھی شے دنیا میں دی تھی، اللہ ہی کو دے کر آتے۔ ہمیں یہ پتہ ہی نہ تھا کہ ہماری یہ چند روزہ زندگی برزخ کی ابدی زندگی کے لیے ہے، دنیا کے لیے نہیں، لیکن ہمیں آخرت کی کوئی پروا نہ تھی۔ اگر آخرت کی کوئی خبر سُناتا ہم اس کا مذاق اُڑاتے۔ ہم نے دنیا میں زندگی کی بازی ہار دی، اور یکسر ہار دی۔ آج ہم ساتھی دست کوئی نہیں۔

اے دُنیا میں بسنے والے خوش نصیب بندو:

ہماری زندگی سے عبرت حاصل کرو۔ آخرت کے لیے عمل اختیار کرو۔ یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں چھوڑ کر خالی ہاتھ آنا ہے۔ کسی بھی سامان کو ساتھ نہیں لانا اور نہ ہی کسی نے پیچھے پہنچانا ہے۔ اس دنیا کی یاد ایک خواب کی طرح ہے جیسے کہ کوئی راہگیر دم بھر کے لیے کہیں سستایا ہو۔ جو بھی یہاں آتا ہے، روتا ہوا آتا ہے، روتا ہی رہتا ہے۔ صرف ایک حسرت لے کر آتا ہے کہ اللہ اسے ایک بار پھر سے دنیا میں بھیجے اور وہ دنیا میں جا کر اللہ کی عبادت کرے، دم بھر کے لیے بھی کبھی غافل نہ ہو لیکن اس کی یہ مراد کبھی پوری نہیں ہوتی۔

کیا آپ نے کبھی اس پر غور نہیں کیا کہ:

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا علیہم السلام میں سے چند ایک کے نام باقی ہیں، دوسروں کا نام تک کسی کو یاد نہیں۔

جس دنیا میں انبیاء علیہم السلام کے نام یاد نہیں رہے اور کس کے رہ سکتے ہیں؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۱ آپ کا موجودہ علم، عمل کے لیے کافی ووافی ہے۔
علم میں نہیں عمل میں اضافہ کر!

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۲ اس ملاقات کے بعد اس "دارالاحسان" میں ذکرِ الٰہی کی ایک مجلس لِمَغْفِرَةِ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی:

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی مغفرت کے لیے قائم کی گئی۔ اللہ کرے ذکرِ الٰہی کی مجلس قیامت تک قائم وجاری رہے ——— آمین

ذکرِ الٰہی کی مجلس کے اختتام پر یہ دعا کی۔ اور اسی طرح اللہ کے لطف وکرم سے ہمیشہ کرتے رہا کریں گے۔

اِنْشَاءَ اللهُ تَعَالٰى الْعَزِيْز ——— وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ

حِزبُ الواهِبُ الحَسَنات

لِمَغفِرَةِ اُمَّةِ سَیِّدِنا وَمَولانا مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

یہ دعا اس 'دارُالاِحسان' میں ہر روز ہر مجلس کے اختتام پہ کی جاتی ہے، مجالسِ ذکرِ الٰہی کے اختتام پہ کی جائے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ	اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں،
اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ	کیوں کہ تو ہی ہے اللہ! تیرے سوا کوئی معبود نہیں،
الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ	تو ایک ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ جنا گیا،
یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ یَا حَیُّ	اور نہ اس کا کوئی ہمسر ہے۔ یا حیُّ یا قیّوم!
یَا قَیُّوْمُ ط اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ	میں خدائے عظیم، ربِ عرش کریم سے
رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ اَنْ یَّغْفِرَ	سوال کرتا ہوں کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اُمَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	کی امت کو بخش دے۔ اے تمام جہانوں کے
وَسَلَّمَ۔ یَآ اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ یَا رَحْمٰنُ	معبود، اے رحمٰن، اے رحیم! اے ربِ
یَا رَحِیْمُ یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ	عرشِ کریم! اے ربِ عرشِ مجید! اے
یَا رَبَّ الْعَرْشِ الْمَجِیْدِ یَا رَبَّ	ربِ عرشِ عظیم! اے صاحبِ جلال
الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ	وعظمت! میں اس ذکر کا ثواب تیرے رسول

اَجْعَلْ ثَوَابَ هٰذَا الذِّكْرِ اِلٰى رَسُوْلِكَ
وَحَبِيْبِكَ مُحَمَّدِ ِالْمُصْطَفٰى وَاَحْمَدِ
الْمُجْتَبٰى لِمَغْفِرَةِ اُمَّتِهٖ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ
مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ يَا حَيُّ
يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ
اٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْنَ ؕ

اور تیرے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ، احمد
مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کی مغفرت
کے لیے پیش کرتا ہوں۔ اے ہمارے رب
تو ہماری طرف سے قبول فرما! بیشک تو
سننے والا، جاننے والا ہے۔ یاحیّ یاقیوم! یاحیّ
یاقیوم، یاحیّ یاقیوم۔ آمین ثم آمین۔

رَبَّنَا اَعْطِ ثَوَابَ هٰذَا الذِّكْرِ الْجَمِيْلِ
اِلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِكَ وَبِحَبِيْبِكَ
مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ الرَّحْمٰنُ
الرَّحِيْمُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ سَيِّدُهُمْ وَمَوْلَاهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ
لَمْ يُرْضُوْكَ وَلَمْ يَتَمَسَّكُوْا بِسُنَّةِ
حَبِيْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لِقُصُوْرِهِمْ وَعِجْزِهِمْ
وَلَمْ يَزَالُوْا فِى الدُّنْيَا يَعْمَلُوْنَ
السَّيِّئَاتِ وَلَمْ يَتَزَوَّدُوْا لِقُبُوْرِهِمْ
اِلَّا الْحَسْرَةَ وَالنَّدَامَةَ وَيُعَذَّبُوْنَ
فِىْ قُبُوْرِهِمْ بِالْاَعْمَالِ السَّيِّئَةِ الَّتِىْ
اِرْتَكَبُوْهَا يَا رَبِّ نَا اغْفِرْ لِكُلِّ اَحَدٍ

اے ہمارے رب! اس ذکرِ جمیل کا ثواب ان لوگوں کو پہنچا
جو تجھ پر اور تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان
لائے اور جنہوں نے تجھے رحمٰن اور رحیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنا آقا اور مولا تسلیم کیا مگر نہ تو وہ تجھے
راضی کر سکے اور نہ ہی تیرے حبیب حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی پابندی کر سکے
بوجہ اپنی کوتاہیوں اور عجز کے، اور دنیا میں
ہمیشہ بُرائیاں ہی کرتے رہے اور سوائے
حسرت اور ندامت کے اپنی برزخ کی
زندگی کے لیے کوئی بھی زادِ راہ تیار نہ کر
سکے اور اپنے بُرے اعمال کی وجہ سے
جو اُن سے سرزد ہوئے، اپنی قبروں میں
عذاب پا رہے ہیں۔

یا ربّ العزت! ہمارے آقا و

مِنْ اُمَّةِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ يَا حَيُّ
يَا قَيُّوْمُ فَاِنَّ كَرَمَكَ الْجَمُّ وَلُطْفَكَ
الَّذِيْ عَمَّ لَا يُدْرِكُهٗ اَحَدٌ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ
يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔ اٰمِيْنَ ثُمَّ اٰمِيْنَ۔

مولیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت
کے ہر فرد کو بخش دے اور عذاب میں مبتلا
نہ رکھ۔ یاحیّ یا قیّوم! یاحیّ یا قیّوم! یاحیّ یا قیّوم!
کیوں کہ تیرا کرم مکمل اور لطفِ عام کسی کے بھی
احاطۂ علم میں نہیں آسکتا۔ اے سب رحم کرنے والوں
سے زیادہ رحم کرنے والے۔ اے سب رحم کرنے
والوں سے زیادہ رحم کرنیوالے۔ اے سب رحم
رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔
آمین ثُمّ آمین!

وَهٰذَا هَيِّنٌ لَكَ وَمَا عَلَيْكَ
بِعَزِيْزٍ ط فَاِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
وَبِالْاِجَابَةِ جَدِيْرٌ ط لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ! يَا ذَا الْجَلَالِ وَ
الْاِكْرَامِ ط

اے میرے مولیٰ! یہ تجھ پہ آسان ہے
اور تجھے کوئی مشکل نہیں کیوں کہ تو ہر چیز پر قادر
ہے اور ہر التجا قبول کرنے کے لائق ہے۔
تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ اے زندہ، اے ہمیشہ
قائم رہنے والے۔ اے صاحبِ جلال وعظمت

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ مَوْلَائِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ
ضَعِيْفٌ وَّمِسْكِيْنٌ اَنْتَ الْمَالِكُ
الْاَحَدُ وَاَنَا مَمْلُوْكٌ اَنْتَ الْقَادِرُ الصَّمَدُ
وَاَنَا مُحْتَاجٌ اَنْتَ الْقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
وَاَنَا لَسْتُ بِشَيْءٍ يَا سَمِيْعُ فَاسْمَعْ
اِسْتِغَاثَتِيْ وَتَقَبَّلْ دُعَائِيْ فَاغْفِرْ اُمَّةَ

اے اللہ! تو مولیٰ ہے اور میں تیرا ضعیف
وناتواں بندہ ہوں، تو مالک ہے احد اور میں مملوک۔
تو قادر ہے اور بے نیاز اور میں محتاج، تُو
قادر ہے ہر چیز پہ اور میں کوئی چیز بھی نہیں۔
اے سُننے والے! پس تو میری فریاد کو سُن
اور میری دعا کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم

سَیِّدِ الْمُرْسِلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی امت کی مغفرت کے لیے قبول فرما!

یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ - یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اے زندہ! اے ہمیشہ قائم رہنے والے

اے صاحب عظمت وجلال۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَ

اَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّاتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ط اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمِیْن!

✱

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۃ

"اے لوگو! تم اس وقت تک ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک اللہ کی راہ

میں اپنی پیاری محبوب چیزیں خرچ نہ کرو"!

آلِ عمران: ۹۲

ف: بے شک نیکیاں انسان کا محبوب ترین مال اور باقیات الصّالحات ہیں!

✱

وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ وَلَوْکَانَ بِہِمْ خَصَاصَۃٌ

یعنی "دوسروں کی حاجت براری کے لیے بخشش کرتے ہیں یعنی اپنے نفسوں پر دوسروں کو بخشش کے طور پر مقدّم رکھتے ہیں اگرچہ انہیں اس کی خود بھی ضرورت ہو اور ایثار کرتے ہیں اگرچہ خود اس کے حاجت مند ہوں"

(سورۃ حشر: ۹)

✱

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط (سورہ نوح: ۲۵)

یعنی اے میرے رب! مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور جو مومن ہونے کی حالت میں میرے گھر میں داخل ہیں، ان کو (یعنی اہل وعیال کو) اور تمام مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو بخش دیجیے۔

❋

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورہ حشر: ۱۰)

"اے ہمارے رب! ہمیں مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی (مغفرت فرما) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں۔ اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجیے! اے رب! آپ بڑے شفیق اور رحیم ہیں"۔

❋

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِيْ قَبْرِهٖ اِلَّا شِبْهُ الْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهٗ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ وَلَدٍ اَوْ صَدِيْقٍ ثِقَةٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ

بحوالہ بیہقیؒ شعب الایمان حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں کہ میت قبر میں غرق ہونے والے فریادی کی مانند ہوتی ہے اور وہ اپنے ماں باپ، بیٹا، دوست مخلص کی دعا کی منتظر ہوتی ہے جو اس کے لیے ساری دنیا و ما فیہا سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ سبحانہٗ اس دعا کے اجر کو پہاڑ کی مانند قبر میں داخل فرماتے ہیں اور زندوں کا ہدیہ مُردوں کے لیے ان کی بخشش و مغفرت طلب

أَمْثَالَ الْجِبَالِ وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ کرنا ہے۔
إِلَى الْأَمْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔

(شرح الصدور صفحہ ۳۰۶)

مالک بن دینار سے ابن نجار نے روایت کی ہے کہ میں جمعہ کی رات کو قبرستان میں گیا۔ دیکھا کہ وہاں نور چمک رہا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قبرستان والوں کو بخش دیا ہے۔ غیب سے آواز آئی کہ اے مالکؒ بن دینار! یہ مسلمانوں کا تحفہ ہے، جس کو قبر والے بھائیوں کے پاس بھیجا ہے۔ میں نے کہا۔ بخدا تم مجھے بتاؤ یہ کیا تحفہ ہے؟ کہا۔ ایک مومن نے وضو کیا اور دو رکعت نماز نفل پڑھی۔ پہلی رکعت میں بعد فاتحہ کے سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ سورۂ اخلاص پڑھی اور کہا، اے اللہ! اس کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان بھائیوں کو میں نے بخش دیا۔ اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ہم پر روشنی اور نور بھیجا اور ہماری قبروں کو کشادہ کیا۔

مالکؒ بن دینار کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں ہمیشہ جمعہ کی رات کو اسی طرح سے دو رکعت نماز پڑھ کر مُردوں کو بخشتا رہا۔ پس میں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے مالک بن دینار! جس قدر تو نے میری اُمّت کے لیے نور کا تحفہ بھیجا ہے اس کی گنتی کے موافق اللہ تعالیٰ نے تمہاری مغفرت کی اور اسی قدر تم کو ثواب دیا اور تمہارے واسطے جنت میں ایک مکان تیار کیا ہے جس کا نام منیف ہے۔

(شرح الصدور: ۳۰۵)

ف: اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایصالِ ثواب کے لیے یہ نماز اور یہ سورتیں ہی مخصوص ہیں،

بلکہ یہ مطلب ہے کہ یہ ایک اللہ کے بندے کا ایک عمل ہے جو اس نے اپنے بھائیوں کی مغفرت کے لیے اللہ تعالےٰ کے حضور میں پیش کیا۔ اسی طرح ہر کوئی ہر وقت ہر قسم کی ہر شے پڑھ کر بخش سکتا ہے۔ نماز ہو یا قرآن۔ تسبیحات ہوں یا دعوات "

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ کے کسی مرید کا رنگ یکایک متغیر ہو گیا۔ آپؒ نے سبب پوچھا تو بروئے مکاشفہ اس نے کہا کہ اپنی ماں کو دوزخ میں دیکھتا ہوں۔ حضرت جنید بغدادیؒ نے ایک لاکھ پچیس ہزار بار کبھی کلمہ طیبہ پڑھا تھا۔ یوں سمجھ کر کہ بعض روایتوں میں اس قدر کلمۂ طیبہ کے ثواب پر وعدۂ مغفرت ہے، اپنے جی ہی جی میں اس مرید کی ماں کو بخش دیا اور اس کو اطلاع نہ کی۔ مگر بخشتے ہی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان ہشاش بشاش ہے۔ آپؒ نے پھر سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا کہ اب اپنی والدہ کو جنت میں دیکھتا ہوں۔ سو آپؒ نے فرمایا اس پر کہ اس نوجوان کے مکاشفہ کی صحت تو مجھ کو حدیث سے معلوم ہوئی اور حدیث کی تصدیق اس کے مکاشفہ سے ہو گئی۔

تحذیر النّاس صفحہ ۳۴ از مولانا محمد قاسم نانوتویؒ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ	وسلم نے، جو شخص ہر روز مومن مردوں
لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ كُلَّ يَوْمٍ	اور مومن عورتوں کے لیے ستائیس یا
سَبْعًا وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَوْ خَمْسًا	پچیس بار مغفرت کی دعا کرے گا یعنی
وَّعِشْرِيْنَ مَرَّةً اَحَدَ الْعَدَدَيْنِ	اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ
كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ	تو وہ ان مستجاب الدعوات لوگوں میں

وَيُرْزَقُ بِهِمْ اَهْلُ الْاَرْضِ۔ ہو جائے گا جن کی وجہ سے زمین والوں کو رزق دیا جاتا ہے۔

(ابی الدرداءؓ / حصن حصین صفحہ ۱۲۷)

دوسری روایت میں ہے، جو مومن مرد اور مومن عورتوں کے لیے استغفار کرتا ہے، اللہ سبحانہٗ اس کے نامۂ اعمال میں ہر مومن مرد، عورت کے بدلہ میں ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

اِنَّ لِلْاِنْسَانِ اَنْ يَّجْعَلَ ثَوَابَ عَمَلِهٖ لِغَيْرِهٖ صَلٰوةً كَانَ صَوْمًا اَوْ حَجًّا اَوْ صَدَقَةً اَوْ قِرَاْءَةَ قُرْاٰنٍ اَوْغَيْرَ ذٰلِكَ مِنْ جَمِيْعِ اَنْوَاعِ الْبِرِّ وَيَصِلُ ذٰلِكَ اِلَى الْمَيِّتِ وَيَنْفَعُهٗ عِنْدَ اَهْلِ سُنَّةٍ۔

انسان کو اپنے اعمال کا ثواب دُوسرے کو پہنچانا درست ہے، نماز ہو یا روزہ، حج ہو یا صدقہ یا قرآن کریم کی تلاوت یا اس کے سوا ہر قسم کے نیک اعمال ہوں۔ اور اہل سنّت والجماعت کے نزدیک یہ ثواب میت کو پہنچتا ہے اور اسے نفع دیتا ہے۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۸ و شرح کنز وغیرہٗ)

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۳ ہر آدمی کو ہر وقت اپنی ضرورت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اللہ کی طرف سے دُعا مانگنے کی اجازت ہے۔ اسی اجازت کے تحت بندہ اور بندے کے تمام دوست اپنے ان مسلمان بھائیوں کی مغفرت کے لیے، جو قبروں میں ہیں، دعا کرتے ہیں کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی رحیمی کریمی کے صدقے ان سب کو بخش دے۔

یاحیُّ یا قیّومُ۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۴ قوم کی بنیاد پتھروں پہ نہیں، شُہداء کی ہڈیوں اور خون پہ رکھی جایا کرتی ہے۔
ہر قوم کو اپنے شُہداء پہ ناز ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۵ ہر مہمان واجب التّعظیم ہے ——— مومن ہو یا کافر۔
اور مہمان کی تعظیم شرعی حدود تک محدود رکھ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۶ حکیم: ———
اگرچہ بقراط و سقراط ہو، نہ ہر مرض کی تشخیص کر سکتا ہے، نہ علاج۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۷ سب سے بڑا غم ہجر ہے۔ لیکن جو لطف ہجر میں ہے، وصل میں نہیں۔ جو دُوری میں ہے، حضوری میں نہیں۔ اسی طرح جو لُطف گناہ کے بعد توبہ میں ہے، معصومیت میں نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۸ سرما کی ساری رات سو کر گزار دی۔
اگر تُو جاگنے کی لذّت سے آشنا ہوتا تو کبھی سونے کے لیے بستر نہ بچھاتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۷۹ میں حلیم ہوں۔ میرے سوا کوئی بادشاہ کسی غلام کی کسی نافرمانی پہ کبھی درگزر نہیں کرتا۔
اور تو:
ایک مُدّت سے میرے رُوبرُو میری نافرمانی کر رہا ہے، مَیں نے کبھی تجھ سے پُوچھا ہی نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۸۰ یہ کہہ: کہ میری کوئی بھی طلب و تمنّا نہیں مگر یہ اور صرف یہ کہ مجھ کو تیری طاعت اور تیرے ذکر کی پوری توفیق عنایت ہو اور میرے گلے میں تیری غلامی کا طوق پہنا دیا جائے تاکہ بازارِ دنیا کا کوئی گاہک کسی قیمت پر بھی مجھے خریدنے کی کبھی کوشش نہ کرے، میرے گلے میں تیری غلامی کا پٹہ پہنے دیکھ کر ہر کوئی کہے کہ یہ غلام سلطان کے ہاں بک چکا ہے، اب اسے کوئی کبھی خرید نہیں سکتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۱ جس کی نظر میں اثر نہیں، اس کی خبر میں بھی نہیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۲ جو مخلوق پہ راضی ہوا، خالق اس پہ راضی ہوا۔ اور یہ رضا کا ادنیٰ مقام ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۳ جو قضا پہ راضی ہوا، اس پہ قاضی راضی ہوا۔ یہ رضا کا میٹھا پہلو ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۴ جو رضا پہ راضی ہوا، اس پہ اللہ راضی ہوا۔ صاحبِ مقامِ رضا ہوا۔ یہ رضا کا اعلیٰ مقام ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۵ جب اللہ کسی بندہ پہ راضی ہو جاتا ہے، بندہ اللہ پہ راضی ہو جاتا ہے۔
ورنہ بندہ کسی بھی حال میں کبھی اللہ پہ راضی نہیں ہوتا۔

الحمدللہ علیٰ کلِّ حال

الحمدللحیّ القیّوم

۵۸۶ یوں کہہ :-

تو میرا رب ہے ، مجھ پہ راضی ہو جا یا ربّ !

الحمد للحیّ القیّوم

۵۸۷ صالحیّت ، دین کی شان ، فقر کی آبرُو اور عظمت کی بڑ ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۸۸ دین تیرا ، دنیا تیری ، مُلک تیرا ، ہم تیرے ، اور تُو ہمارا ہے

ربِّ ذوالجلال والاکرام !

الحمد للحیّ القیّوم

۵۸۹ یہی تسلیم ہمارا ایمان اور اسی ایمان کے ایماء پر ہم دُعا کی جسارت کرتے ہیں۔ اپنی طاقت و تدبیر تو ہم دیکھ ہی چکے ، اب ہم تیری قدرت کو دیکھنے کے مُتمنّی ہیں۔ تیرے لطف و کرم سے تیرے اس ملک کا اقبال بلند ہو۔

تیرا یہ ملک ایک بار نہیں ، کئی بار آزمایا جا چکا ہے۔ اب یہ تیری دل جوئی کا مستحق ہے تو اس پہ اپنی رحمت نازل فرما۔

یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ! اٰمِیْن

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

اٰمِیْن ! اٰمِیْن ! اٰمِیْن !

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۰ ماں نے جب بھی اپنے کسی بچے کو پیٹا ، پھر اس کی دل جوئی کی ۔ بچّے کی شرارت سے جھنجھلا کر ماں نے اسے خُوب پیٹا ۔ بچہ رونے لگا ، ماں کی مامتا کو یہ ناگوار گزرا ۔ فوراً ہی بچے کو گود میں لے کر اس کی دل جوئی کرنے لگی ، کھانے کو مٹھائی دی حتیٰ کہ وہ خوش ہو کر پھر سے

کھیلنے میں مصروف ہوا۔
اور تو اے میرے ربّ! ماں سے سوگنا زیادہ مہربان ہے۔ پٹائی تو ہماری ہو ہی چکی ہے، اب دلجوئی باقی ہے۔
تو اپنے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلّم کی ہمیشہ قائم و دائم رہنے والی نبوّت و رسالت کی عزّت و عظمت کے صدقے ہماری کھوئی ہوئی عظمت و وقار کو پھر سے بحال کر کے دلجوئی فرما۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۱ جیسے جس کے اعمال تھے ویسے ہی اس کی قبر کا منظر تھا۔
(جیسا وہ دنیا میں کیا کرتا تھا، اسی طرح اس کی قبر پہ دیکھا۔)
بادشاہ کی قبر پہ حسرت ———— اور ———— فقیر کی قبر پہ رحمت برس رہی تھی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۲ مساواتِ انسانیت کے احترام اور عدل کی حد ہے۔ عمرؓ فاروق کے سوا کوئی اور اس حد تک نہ پہنچ سکا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۳ عرب کے ایک بدّو کو یہ جرأت حاصل تھی کہ بھرے مجمع میں یہ کہہ دے کہ ایک چادر میں عمرؓ کا کرتہ نہیں بن سکتا تھا، دوسری چادر کہاں سے آئی؟
عمرؓ نے اس جسارت کی تحسین کی، ان کی جبیں پہ شکن تک نہ آئی، سائل کے سوال کا پورا جواب دے کر مطمئن کیا کہ دوسری چادر ان کے بیٹے کی تھی جو اس نے ان کو دے دی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۴ یہ حکم بھی صرف عمرؓ نے ہی دیا کہ کوئی گورنر اپنے گھر کے آگے ڈیوڑھی نہ بنائے۔ جو بھی آئے، بلا جھجک داد پائے۔

گھر کے در ہمیشہ کھلے رہیں اور در پہ دربان نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۵ صدیقؓ کو محبت ، عمرؓ کو عدل ، عثمانؓ کو حیا ، اور علیؓ کو حکمت عطا ہوئی۔

(حد درجے کی عطا ہوئی) اور بدرجہ اُتم عنایت ہوئی۔

پھر ان کے بعد کسی کو بھی اور کسی بھی زمانے میں یہاں تک رسائی نہ ہوئی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۶ جس تحریر سے لکھنے والے کی تسلّی نہیں ہوتی، پڑھنے والے کی کیسے ہو سکتی ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۷ بلّی کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں، بھدّے ہوتے ہیں۔ بلّی انہیں چاٹ چاٹ کر خوبصورت بنایا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۸ اللہ تجھے کسی بھی معاملہ میں کسی غیر کا محتاج نہ کرے اور کفایت کے درجہ تک روزی عنایت فرمائے۔ آمین!

بے شک رزق کی بہتات اور قلّت دونوں بُرائی ہی کی طرف لے جایا کرتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۵۹۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی بیبیاں تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا کوئی بھی کنواری نہ تھی، ایک ایک، دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے۔

چنانچہ "کتاب الاستیعاب" جلد دوم صفحہ ۷۶۵ پر ہے:

قَالَ اَبُوْعُمَرَ لَمْ يَنْكِحْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكْرًا غَيْرَهَا (اَيْ غَيْرَ عَائِشَةَ)

حضرت ابو عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کنواری عورت سے سوائے عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح نہیں کیا۔

تو یہ سنّت سے ثابت طریقہ ٹھیرا۔

اور حدیث میں ہے کہ:

"جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقہ کو پھر پھیلائے اور جاری کرے، اسے سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔" (مشکوٰۃ شریف)

اس لیے

بیوہ عورتوں سے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا، اور اس کا رواج پھیلائے گا، اُسے سو شہیدوں کا ثواب عطا ہوگا، اور جو بیوہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے لیے اور، رواج پڑنے کے لیے نکاح کرے، وہ بھی سو شہیدوں کا ثواب پائے گی۔

صحابی عورتوں میں بھی بیوہ عورتیں نکاحِ ثانی کر لیا کرتی تھیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے نکاحِ ثانی کا ذکر صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۰ اور اصابہ جلد ۸ صفحہ ۵۱ پر مذکور ہے۔

"حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح خنیسؓ ابن حذیفہ سے ہوا تھا۔ غزوۂ بدر میں حضرت خنیسؓ زخمی ہو گئے اور اسی سبب سے واپس آکر شہادت پائی۔ عدت گزرنے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پہلے نکاح کے سلسلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا۔ آخر کار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی صورت پیدا ہوگئی، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نکاح ہوگیا۔"

الحمد للحیّ القیوم

۶۰۰ کسی بیوہ کا یہ اصرار کہ وہ اللہ اللہ کرتی اپنی زندگی گزار دے گی، نفس کی فطرت کے خلاف، اور سُنّتِ راشدہ کے منافی ہے۔

بے شک ایک نکاح ہزار برائیوں کی روک ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰۱ ایک زمیندار، ایک پٹواری کو چنے کے ہولے کھلا رہا تھا کہ اتنے میں تحصیل کا چپڑاسی ایک فرمان لے کر حاضر ہوا۔

زمیندار نے پوچھا، کیا حکم لایا ہے؟ پٹواری نے جواب دیا کہ میری تبدیلی فلاں جگہ ہو گئی ہے۔

زمیندار نے چنوں کے وہ دانے جو پٹواری کی ہتھیلی پہ ڈالے تھے، واپس لے لیے اور رکھا گیا۔

پٹواری نے حیرانی سے پوچھا، یہ کیا؟ جواب دیا: "یہ آپ کے جانشین کو دوں گا۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰۲ لارڈ کرزن ہندوستان کا وائسرائے تھا۔

جب اپنے عہدے سے فارغ ہو کر انگلستان جانے کے لیے جہاز پہ سوار ہونے لگا تو اس نے ایک الوداعی تقریر کی اور کہا کہ:

"اگرچہ میں ہندوستان میں ایک ممتاز عہدے پہ فائز تھا لیکن پھر بھی ایک حسرت لے کر اپنے وطن واپس جا رہا ہوں کہ کسی گاؤں کا پٹواری نہ بنا۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰۳ جو جانتا نہیں ـــــــ اور جانتا نہیں، کہ وہ جانتا نہیں ـــــــ

جاہل ہے

مثلاً ایک نے کہا:

کہ وہ جس سے بھی ملا، اور جس بھی کام کے لیے ملا، وہ جانتا نہیں تھا ـــــــ اور جانتا نہیں تھا

کہ وہ جانتا نہیں۔

الحمد للحی القیوم

۶.۴ جو جانتا ہے، اور جانتا ہے ——— کہ وہ جانتا ہے ———

——— دانشور ہے

مثلاً اس کی تشریح اُس نے یوں کی:

کہ وہ یہ جانتا ہے، اور خوب جانتا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

الحمد للحی القیوم

۶.۵ **یہ بھی نہیں جانتا:**

کہ یہاں آنے سے پہلے کہاں تھا؟ اب کہاں جائے گا؟ اور کب جائے گا؟

شرعی احکام کا اجراء ظاہر پہ ہے اور ظاہر ہی میں باطن پوشیدہ ہے!

جہاں کوئی شے ظاہر میں نہیں، ——— باطن میں بھی نہیں۔

انسان کا جسم الوجود گویا ایک جہان ہے۔

انسان دھوکے میں ہے۔

عارف کہلاتا ہے، عارف بالکل نہیں۔

آنکھوں کی بصارت، کانوں کی سماعت، زبان کی گویائی کی حقیقت سے کوئی آگاہ نہیں، کہ کس کی آواز کون سنتا ہے اور کیسے سُنتا ہے؟

اسی طرح

یادداشت دماغ میں کیسے محفوظ رہتی ہے۔؟

یہ اپنی جان کی بابت کچھ نہیں جانتا، کل کیا کرے گا؟ اور کیا ہوگا؟

جب کسی کمال کا دعویٰ کرتا ہے، سننے والا شرماتا ہے۔

اس کے بس میں کوئی شے نہیں، اور اسے کسی بھی شے پہ کوئی قدرت نہیں۔

اس کی ہر شے اس کے خالق کی طرف سے ہے۔

کیا ہی اچھا ہو، جو خالق ہی کے لیے ہو۔

الحمد للحی القیوم

۶۰۶ شہزادۂ کونین سَیِّدَنا اِمام حُسَیْن عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں جو عبارات لکھی گئی ہیں، ترمذی شریف جلد دوم اور غنیۃ الطالبین سے نقل کی گئی ہیں۔

ایک صاحب نے لکھا کہ یہ عبارات غلط ہیں اور وہ انہیں غلط ثابت کریں گے۔ انہوں نے مناظرے کی فرمائش کی۔

بندہ نے جواب دیا کہ بندہ اور بندے کے تمام دوست شہزادۂ کونین سَیِّدَنا اِمام حُسَیْن عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے اہلِ بیت کے وفادار و جاں نثار، ازلی غلام ہیں۔ اُن کی شان میں کسی سے بھی اور کوئی بھی کلام کبھی گوارا نہیں کر سکتے۔ یہ مناظرہ کسی اور ہی سے کریں، کبھی محبت کے شیدائی بھی اپنے محبوب میں کوئی نقص نکالا کرتے ہیں اور پھر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بیٹے شہزادۂ کونینؑ ہیں۔

حُسَیْنؑ میرے مولیٰ ہیں اور میں بغیر کسی دلیل کے آپؑ کا غلام ہوں، اور یہ کافی ہے۔

آپ کی شان میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ

حسینؓ مجھ سے ہے اور میں حسینؓ سے ہوں

اور یہ ابلاغ کی حد ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحی القیوم

۶۰۷ شہر میں : علم ہوتا ہے اور ظلم ہوتا ہے۔
جنگل میں : جہل ہوتا ہے اور برکت ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰۸ **جہل :**
تخلیق کا ہیولیٰ، تہذیب کا محرّک اور دانش کا خادم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۰۹ **جہل :**
عرفان کے چشمے کا منبع، حقیقت کا متلاشی اور اپنی حیات کا ارتقائی عروج علم کے صیغے میں حاصل کرنے کا آرزومند ہوتا ہے۔
گویا انسانی زندگی کی جدّوجہد کا آغاز جہل ہی سے ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۱۰ **جہل :**
فتوے سے پاک اور مرفوع القلم ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۱۱ **جہل :**
جسے کہ ہم حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتے ہیں، بہت سی انسانی صفات سے متصف ہوتا ہے سادہ لوح، خاموش طبع اور کم گفتار ہوتا ہے، غریب ہوتا ہے، بھولا ہوتا ہے۔ ہر کسی کو اپنے سے افضل سمجھا کرتا ہے، متواضع ہوتا ہے، عاجز ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ کسی کے بھی برابر بیٹھنے کی جرات نہیں کرتا۔ محبّت کا طالب و متمنّی ہوتا ہے لیکن کوئی بھی اس سے محبّت نہیں کرتا، کسی کے معمولی سے احسان کو کبھی نہیں بھولتا، ہمیشہ یاد رکھتا ہے۔ ذرا سی عزّت پہ خوش ہو جاتا ہے،

اپنے محسن کو سر پہ بٹھا لیتا ہے۔ اس کے لیے جان تک دینے سے گریز نہیں کرتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۲ محبّت کے میدان میں وفا کا عَلَم غریب ہی کے ہاتھ رہا اور امیر کی دوستی مطلب تک محدُود ہوتی ہے۔

مطلب ختم ۔۔۔ دوستی ختم

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۳ جو دنیا کی بے ثباتی اور دین کی عظمت سے واقف ہوا، دانش ور ہے۔ اور دانش ور کبھی دنیا میں جی نہیں لگایا کرتے۔

دنیا کو مسافر خانہ سمجھ کر مسافروں کی طرح جیا کرتے ہیں اور کوئی بھی دَم اللہ کی طاعت اور ذکر سے غافل نہیں رہا کرتے۔ چلتے ہوں یا کھڑے، بیٹھے ہوں یا لیٹے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۴ دانشور دنیا میں کبھی خوش نہیں ہوتا، اور نہ ہی کبھی اپنے نفس پہ راضی ہوتا ہے۔ نفس اگرچہ کتنا ہی عبادت گزار ہو، کسی نہ کسی رنگ میں سرکش ہوتا ہے، متکبّر ہوتا ہے، کبھی عاجز نہیں ہوتا اور نہ ہی اپنے کسی داؤ سے باز رہتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۵ دانشور اپنے نفس کو ذلیل اور قابو میں رکھا کرتے ہیں۔ کسی بھی رنگ میں کبھی اُبھرنے نہیں دیتے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۶ ہنرمندی، دانش کا ایک جزو ہے اور دانشِ انسانی، خرد کی تخلیق ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۷ ہر دانش ور ہنر مند ہوتا ہے لیکن ہر ہنر مند دانش ور نہیں ہوتا

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۸ جو دانشور سرمایہ دار ہو، دانش ور نہیں۔
دانش ور کا سرمایہ علم ہوتا ہے، نہ کہ زر
اگر دانش ور ہوتا ٗ دنیا کی طرف کبھی راغب نہ ہوتا۔
یہ جان کر کہ دنیا کی ہر شے فانی، ناپائیدار اور چند روزہ کی مہمان ہے، اللہ ہی اللہ میں محو و منہمک رہتا۔
نہ شہرت کا طالب ہوتا، نہ راحت کا۔ اور اپنے لیے کسی بھی زینت و لذّت کو کبھی پسند نہ کرتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۱۹ جہل خادم ہے، دانش مخدوم۔
جہل دانش کا قدر دان ہے، شکر گزار ہے، لیکن دانش جہل کی نہیں۔
حق یہ تھا کہ دانشور جہل کا قدر دان ہوتا اور اپنے خادم کی خدمت پہ شکر گزار ہوتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۲۰ جو کام کسی نے دنیا میں کرنا ہوتا ہے، کر کے ہی رہتا ہے اگرچہ تلقین کا حکم دیا گیا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ جو کام بندے کی قسمت میں لکھے ہوتے ہیں بندہ ضرور کرتا ہے اور کرنے پہ مجبور ہوتا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۲۱ جہاں قال ہوتا ہے، حال نہیں ہوتا۔
اور جہاں حال ہوتا ہے، قال نہیں ہوتا۔

قال قال میں اور حال حال میں مصروف رہتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۲ میرے بیٹے :

قال کے ساتھ حال کا ہونا لازم و ملزوم ہے

تو نے قال دیکھا ہے، حال نہیں دیکھا۔

نمائندہ دیکھا ہے، نمونہ نہیں دیکھا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۳ انسانی کردار کی ہر خصلت کا، ہر دور نے عملی نمونہ پیش کیا۔

جو نمونہ اِسلام نے پیش کیا، نادر المثال، وراء الوریٰ اور سب کو مات کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۴ صدر ، سربراہ ، وزیرِ اعظم ، خلیفہ

بادشاہی کے مختلف نام ہیں۔

وہ بھی کیا دور تھا کہ مسلمانوں کی عظیم مملکت کے امیر مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، اپنے اور اپنے اہل و عیال کے کھانے کے لیے ایک یہودی کے باغ میں نلائی کیا کرتے تھے۔ شام کو جب روزی کما کر لاتے، اگر کوئی سائل دروازے پہ دستک دیتا اُسے دے دیتے۔ خود پانی پی کر لیٹ جاتے اور یہ روز ہوتا۔ آپؓ کسی بھی سائل کو کبھی خالی نہ لوٹاتے۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ اُسے ایک لڑکا دیں۔

آپؓ نے دو نوں دے دیے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان میں کوئی بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی بادشاہ

نے اپنے کھانے کے لیے کسی کے باغ میں نلائی کی ہو،

اور یہ بھی کبھی نہیں سنا کہ اللہ کے نام پہ کسی نے کسی کو بیٹے دیے ہوں، اور پھر وہ بھی

حسنؓ و حسینؓ جیسے

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۵ آج سب قوتِ حیدریؓ کی رٹ لگاتے پھرتے ہیں۔ قوتِ حیدریؓ کا دارومدار اکلِ حلال پہ موقوف ہے۔ جب تک کسی کا کھانا طیب نہیں ہوتا، اور کمائی کر کے نہیں کھایا جاتا، کسی میں کوئی قوت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی جدّوجہد کسی بھی منزل پہ پہنچ سکتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۶ جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا، قال ہے۔

اس قال پہ عمل کا اصطلاحی نام، حال ہے۔

اسی طرح جو کچھ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری اصلاح و فلاح کے لیے فرمایا، قال ہے

اور اس پہ عمل کا نام، حال ہے۔

آپ جو بھی کہتے ہیں، قال ہے۔

جو کرتے ہیں، حال ہے۔

اور یہ ازبر کر لیں کہ قال پہ عمل ہی سے حال پیدا ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۷ نکتہ چینی اتفاق کی ضد ہے۔

اور نکتہ چین کسی نکتہ پہ کبھی متفق نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۸ چودہ سو سال گزر چکے، قیامت قریب آچلی، لیکن ابھی تک ہم اپنے آقا و مولیٰ روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پہ متفق نہیں، اور کس پہ ہو سکتے ہیں ؟

الحمد للحیّ القیّوم

۶۲۹ حضرت بابا صاحب فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے درویشی کے ستّر ہزار مقامات بیان فرمائے اور عرشِ عظیم پہ حاضری کو پہلا مقام فرمایا یقیناً ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہرگز نہیں کر سکتے۔ پھر بھی درویشی میں پہلا نمبر رکھتے ہیں !

حاصل یہ کہ ہم درویشی کے مقامات سے بے خبر ہیں۔ نبوّت کے مقامات و مدارج کو کیوں کر اِدراک میں لا سکتے ہیں ؟

مدارجِ نبوّت ہماری سمجھ سے کہیں بالاتر ہیں اور ہم اس عقل سے ان درجات و مقامات کو کبھی سمجھ نہیں سکتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۰ حضرت عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کیا :

"میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہ فدا ہوں ! مجھ کو خبر دیجیے کہ سب اشیاء سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کونسی چیز پیدا کی ؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

کہ اے جابرؓ ! اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نُور اپنے نُور سے پیدا کیا پھر وہ نور قدرتِ الٰہیہ سے جہاں اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، سیر کرتا رہا اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ بہشت تھی نہ دوزخ تھا۔ نہ فرشتہ تھا، نہ آسمان تھا، نہ زمین تھی، نہ سورج تھا، نہ چاند تھا، نہ جن تھے اور نہ انسان۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے۔

ایک حصّے سے قلم پیدا کیا۔
دوسرے حصّے سے لوح ، اور
تیسرے سے عرش۔
پھر چوتھے حصّے کو چار جزوں میں تقسیم کیا۔
پہلے حصّے سے عرش اٹھانے والے فرشتوں کو پیدا کیا۔
دوسرے سے کرسی کو۔
تیسرے سے باقی تمام ملائکہ کو
پھر چوتھے جُز کو چار حصّوں میں تقسیم کیا ، پس
پہلے حصّے سے آسمانوں کو پیدا کیا۔
دوسرے سے زمینوں کو۔
تیسرے سے جنّت کو۔ اور
چوتھے سے دوزخ کو۔
پھر چوتھے کو چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پس
پہلے حصّے سے مومنوں کی آنکھوں کے نور کو پیدا کیا۔
دوسرے سے ان کے دل کے نور کو ، جس سے مراد اللہ تعالیٰ کی معرفت ہے۔ اور
تیسرے حصّے سے ان کا نور ، انس پیدا کیا ، اور وہ توحید ہے۔
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
صلّی اللہ علیہ وسلم

(الانوار المحمدیہ من مواہب لدنیہ مصری صفحہ ۹ از امام قسطلانیؒ) مَرحَبًا مُبارَکًا مُکرَّمًا

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۱ حدیثِ قدسی ہے:

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَرَدْتُ اَنْ اُظْهَرَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ ۔ یعنی: "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا۔ جب میں نے ظاہر ہونے کا ارادہ کیا تو خلقت کو پیدا کیا۔"

مخلوق سے فردِ کامل مراد ہے اور وہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے کیونکہ، سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا گیا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے مولائے کریم نے کسے پیدا فرمایا؟

تو فرمایا:

يَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ قَبْلَ كُلِّ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ وَ لَمْ يَكُنْ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَا قَلَمٌ وَّ لَا جَنَّةٌ وَّلَا نَارٌ وَّ لَا مَلَكٌ وَّلَا سَمَآءٌ وَّلَا اَرْضٌ وَّلَا شَمْسٌ وَّلَا قَمَرٌ وَّلَا جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ ۔

اے جابرؓ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر شے سے پہلے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا اپنے نور سے اور اس وقت نہ لوح تھی، نہ قلم، نہ جنت، نہ دوزخ، نہ آسمان، نہ فرشتہ، نہ زمین، نہ سورج، نہ چاند، نہ جنّ، نہ انسان۔

حجۃ اللہ علی العالمین صفحہ ۳۸

الحمد للہ الحیّ القیّوم

۶۳۲ ويروى انه لما خلق الله تعالے ادم عليه السلام الهمه ان قال يارب لم كنيتى ابا محمد؟ قال الله يا ادم ارفع راسك فرفع

حضرت امام قسطلانی علیہ الرحمۃ مواہب لدنّیہ میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کے دل میں ڈالا کہ اے ربّ! تو نے میری کُنیت

ما اسمه فرائی نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ	ابو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیوں رکھی ہے؟
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سرادق العرش فقال	تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدمؑ! اپنا سر
یَا رَبِّ مَا ھٰذَا النُّوْرُ؟ قَالَ ھٰذَا	اُٹھا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنا سر اُٹھایا
نُوْرُ نَبِیٍّ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ اِسْمُہٗ فِی السَّمَاءِ	تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔
اَحْمَدُ وَفِی الْاَرْضِ مُحَمَّدٌ لَوْ لَاہُ	عرض کیا، اے ربّ! یہ نور کیسا ہے؟ فرمایا
مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ سَمَآءً وَّلَا	یہ نور ایک نبی کا ہے جو تیری اولاد میں سے
اَرْضًا	ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد (صلی اللہ
	علیہ وسلم) اور زمین میں محمد (صلی اللہ
	علیہ وسلم) ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ
	تمہیں پیدا کرتا نہ آسمان کو اور نہ زمین کو۔

(مواہب لدنیہ، صفحہ ۸ جلد اوّل)

الحمد للحیّ القیوم

۲۳۳ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا کہ:
اے جبریلؑ! تمہاری عمر کتنی ہے؟ جبریل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور مجھے کچھ خبر نہیں۔ میں اتنا جانتا ہوں:

ان فی الحجاب الربع نجما	چوتھے حجاب میں ایک ستارہ ستّر
یطلع فی کل سبعین الف سنة	ہزار برس کے بعد چمکا کرتا تھا۔ میں نے اُسے
مرة رأیته اثنین وسبعین الف	بہتّر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا ہے۔
مرة	

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سُن کر فرمایا:

وَعِزَّةِ رَبِّي أَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ

"مجھے اپنے رب کی عزّت کی قسم! میں ہی وہ تارا ہوں"

(تفسیر روح البیان جلد اوّل)

ف: ستر ہزار ضرب بہتر ہزار۔ برابر ہے پانچ ارب اور چار کروڑ سال کے۔ اور واضح ہو کہ حضرت آدم علیہ السلام کو دنیا میں تشریف لائے کوئی نوّے پچانوے صدیاں گزری ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۴ اللہ ربّ العالمین نے ارادتِ ازلی کے تحت کُل عالم کو پیدا کیا۔

عالم میں انبیاء علیہم السلام، صدّیقین، شہداء، صالحین، مومنین و مسلمین، مشرکین و منافقین و کفّار، سبھی شامل ہیں۔

پھر اپنی مخلوق کی طرف متوجّہ ہوا اور فرمایا

أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ

کیا میں تمھارا ربّ نہیں ہوں؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارواح کی رہبری فرمائی اور بَلٰی کہنے کی تعلیم دی۔ سب نے یک زبان ہو کر اپنے ربّ کی ربوبیّت کا اقرار کیا اور کہا بَلٰی! یعنی یا اللہ! بے شک تو ہی ہمارا رب ہے۔ پھر دنیا اور جو کچھ بھی دنیا میں ہے پیدا فرما کر مخلوق کے سامنے پیش کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد ایک فقر اپنے قول پہ ثابت قدم رہا۔ باقی جس نے بھی دنیا کی جس بھی چیز کو دیکھا اس پہ فریفتہ ہو گیا۔ اپنا وعدہ بھُول گیا، کوئی اقرار یاد نہ رہا۔

فقر کو عشق کی رہبری حاصل تھی، اپنی جگہ ڈٹا رہا۔ بالکل نہ ڈگمگایا۔ بے شک فقر اللہ کی ایک ہی مایۂ ناز مخلوق تھی جو اپنے قول پہ کاربند رہی، جو دنیا کے کسی بھی منظر کی طرف راغب

نہ ہوئی، نہ ہی کسی چیز کی طرف آنکھ تک اٹھائی

فقر اللہ کی واحد مخلوق تھی جو اللہ ہی کی طرف متوجہ رہی، جسے دنیا کا کوئی منظر اپنی طرف راغب نہ کر سکا اور کوئی بھی چیز اسے للچا نہ سکی۔ فقر اپنے کسی بھی قول و قرار سے بال بھر پیچھے نہ پھرا۔

مرحبا مکرما مشرفا

خلق نے مخلوق کو دیکھا ———— فقر نے خالق کو دیکھا۔

خلق نے کاریگری دیکھی ———— فقر نے کاریگر

فقر

اپنے مالک و معبود کو دیکھ کر مطمئن ہوا، سجدہ ریز ہوا، جمال کے جلوے میں محو ہوا، ایسا ہوا اور اتنا ہوا کہ کسی اور طرف کا خیال تک نہ رہا، قال و مقال سے گزرا، حال و مقام سے گزرا، جب دیکھا کہ کائنات کی ہر شے میں خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، ایک ہی نور جلوہ گر ہے، یہاں تک کہ جو نور گلاب کے اس ٹہکتے ہوئے پھول کی پتی میں جلوہ گر ہے وہی گھاس کے اس سوکھے ہوئے تنکے میں بھی ہے اور ازل و ابد، اوّل و آخر، ظاہر و باطن میں کوئی فرق نہیں، کوئی بھی نہیں۔

شرح صدر ہو گئی

فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو

اللہ کے سوا اور طرف کبھی متوجہ نہ ہوئی، ہرگز نہ ہوئی، اور اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلی جس کا اللہ کے سوا کوئی اور مدعا و مطلب نہ تھا، جس نے دنیا کی کسی بھی چیز اور منصب کو کبھی قبول نہ کیا، جس کے حضور میں دنیا ذلیل اور ہمیشہ بے قدر رہی، جس نے دین کے میدان میں وفا کے علم کو بلند کیا، کبھی گرنے نہ دیا، جس نے کبھی کوئی مطالبہ نہ کیا، جو اللہ ہی کے لیے جیا اور اللہ ہی کے لیے مرا، جس نے کبھی کچھ نہ کھایا مگر جینے کے لیے اور کبھی کچھ نہ پہنا مگر ستر

ڈھانپنے کے لیے کسی سے کبھی کچھ نہ مانگا، مگر اللہ ہی کے لیے۔ اللہ کی محتاج و نادار مخلوق کی خدمت کے لیے۔ اور کبھی کچھ نہ کیا مگر اللہ ہی کے لیے۔ ہمیشہ اپنی بے قدری پہ خوش ہوا۔ جب اسے حقارت کی نگاہوں سے دیکھا گیا، تو خوشی سے پھولے نہ سمایا۔ جب اس پہ جہل کے آوازے کسے گئے، تو خاموش رہا۔ کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ اگر اسے زندیق کہا گیا، تو مسکرایا۔ کسی کے بھی بُرا کہنے کو بُرا نہ منایا، اسے دُعا دی۔ اگر کسی نے کوئی مذاق کیا، درگزر کیا۔ اگر کبھی کسی نے کسی منصب کی پیشکش کی، تو اپنے جہل کا اعتراف کیا اور دانشمندی کی حد کر دی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۳۵ عشق نے فقر کو ربّ کا تعارف کرایا یہ تیرا رب ہے۔ یہی تیرا مالک اور یہی تیرا معبود ہے۔ کون و مکاں کی ہر شے اسی کے قبضۂ قدرت میں محکوم و مقدور ہے۔

تو اپنا رشتہ اپنے رب سے جوڑ، اس کے سوا ہر کسی سے توڑ۔ اور یہ اس راہ کا وہ موڑ ہے جہاں پہنچ کر بندے کا گمراہ ہو جانا ایک معمولی بات ہے اور امکانی بات ہے۔ بڑے بڑے مسافر اس موڑ پہ اپنی منزلیں کھو بیٹھے۔

اللہ تجھے سیدھی راہ پہ رکھے۔ سیدھی راہ سنّت کی راہ ہے۔

یہ سن کر فقر ہمہ تن و من اپنے معبود کی طرف متوجہ ہوا، دل و جان سے متوجّہ ہوا، کسی اور طرف کبھی رُخ نہ کیا۔ نہ ہی کسی سے کوئی دلچسپی لی۔ یہاں تک کہ دیکھا تک بھی نہیں۔

فقر کا یہ حال ازلی ہے، ابدی ہے اور وہ اپنے مقام پر مہر و ماہ کی طرح ثابت قدم ہے۔

الحمدُ للہ

ایک مدت استغراق میں رہا۔ حتیٰ کہ اسے کائنات کی ہر شے میں اپنے معبود ہی کا جلوہ نظر آنے لگا پھر عشق نے، عروسِ مملکت، عین النعیم، دائم النّعیم، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرایا کہ یہ ہیں تیرے محسنِ اعظم، کل کائنات کے رسول اور تیرے رب کے حبیب، حبیب اقدس و اکمل

اطیبؐ واطہر (صلّی اللہُ علیہِ وسلّم)

یہ سن کر فقر نے اپنے ربّ کے حضور میں دعا کی: اے میرے ربّ! اے میرے مالک! اے میرے معبُود! مجھ کو تیرے حبیبؐ کی محبّت عنایت ہو۔ یا حیُّ یا قیُّوم! آمین طیّب ومبارک

محبّت

آمین

میرا یہ کاسہ تیرے حبیبؐ کی محبّت سے سدا لبریز رہے۔ آمین

عشق ہی نے فقر کو اللہ کی مخلوق سے متعارف کرایا، کہا: یہ تیرے ربّ کی مخلوق ہے۔ اس میں سبھی شامل ہیں، مومن بھی، کافر بھی، مشرک بھی، منافق بھی۔ نیک بھی اور بد بھی۔ اور یہی تیرے ربّ کا کنبہ ہے۔ اس کے ساتھ ہر معاملے میں، اور ہر حال میں احسان کر!

فقر نے پھر دعا کی!

اے میرے ربّ! ربِّ ذوالجلال والاکرام! تیرے اس فقیر کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔

آمین! یا حیُّ یا قیُّوم

اور کہا کہ:

میں تیری ہر مخلوق کا، خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، درند ہو یا چرند، پرند ہو یا خزند، بے لوث وفادار خادم ہوں، کبھی کسی کے خلاف کچھ نہ کہوں گا، کبھی کچھ نہ کروں گا، اگرچہ کوئی کچھ کہے، اور کچھ کرے! مگر تیرے لیے، اور تیرے حکم سے، اس کے بعد اور اس کے علاوہ فقر نے کبھی کچھ نہیں مانگا۔ اور نہ ہی کبھی کسی شے کی طلب کی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۶ شریعت ——— علم

طریقت ——— علم پہ عمل

حقیقت ——— علم پر عمل کا حال، اور

معرفت ——— پہچان ہے، اپنی پہچان

جب تک کوئی اپنے آپ کو نہیں پہچانتا، کسی اور چیز کو نہیں پہچان سکتا۔ یہاں تک کہ اللہ کو بھی نہیں۔
ہر شے کی پہچان کی ابتدا بندے کی اپنی جان سے شروع ہوتی ہے۔ اور یہ بندہ ہی مولا کریم کا شاہکار اور جہانِ اصغر ہے۔ یہی بندہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ خلیفہ بمنزلہ اصل ہوتا ہے۔
خلافت میں تین چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔ جب تک یہ تین چیزیں جمع نہیں ہوتیں، خلافت مکمل نہیں ہو سکتی:

عِلم ——— مقام اور ——— اختیار

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۷ شریعت ظاہر اور طریقت باطن ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۸ ظاہر، باطن کا تہ بند اور پردہ ہے! اور کوئی دانشور اپنا پردہ کبھی چاک نہیں کرتا۔
اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ ط اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ ط
اَللّٰھُمَّ اسْتُرْنَا بِسَتْرِكَ الْجَمِيْلِ:

آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۶۳۹ حضرت منصور حلّاج کی ہمشیرہ اللہ کی ولیہ تھیں۔ ہر روز رات کو چپکے سے بغداد کے صحرا میں جاتیں۔ اور اللہ کی یاد میں مصروف ہو جاتیں۔ جب فارغ ہوتیں تو اللہ کی طرف سے ایک جام نصیب ہوتا جسے وہ پی کر رات کی تاریکی میں گھر لوٹ آتیں۔ جب حضرت منصورؒ کو پتا چلا کہ اس کی بہن رات گھر

پہ نہیں ہوتی، نہ معلوم کہاں جاتی ہے؟ ایک رات وہ ان کی تاک میں رہا۔ جب وہ حسبِ معمول صحرا کی طرف چلیں، منصورؒ ان کے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ حتیٰ کہ وہ متعینہ مقام پہ پہنچ کر اپنے معمول کے مطابق یادِ الٰہی میں مصروف ہو گئیں۔ جب فارغ ہوئیں تو جنت سے شَرَاباً طَهُوراً کا ایک جام اسرارِ الٰہی سے لبریز پیش ہوا۔ آپ پینے لگیں۔ منصورؒ نے فریاد کی: مجھے بھی دیں۔ اس پہ انہیں بہت رنج ہوا اور اس بات کا رنج ہوا کہ آج اس کا راز کھل گیا۔

اس نے بچا ہوا پیالہ منصور کو دے دیا۔ جسے اس نے پیا اور پیتے ہی بول اٹھا

اَنَا الحَقُّ اَنَا الحَقُّ

منصور کو یہ نعمت مفت عطا ہوئی، وہ اس کی تاب نہ لا سکے۔

اسی جام کو ان کی بہن بیس سال پیتی رہیں، اور ڈکار تک نہ لی۔

منصورؒ نے ایک دن پیا۔ اور وہ بھی بچے ہوئے دو گھونٹ اور بول اُٹھے

اَنَا الحَقُّ

بغداد میں شور مچا، معاملہ قاضی کے سامنے پیش ہوا، شاہ جنیدؒ سے فتویٰ طلب کیا گیا۔ آپ نے خرقہ اتارا اور شرعی لباس پہن کر ظاہر پہ فتویٰ دیا، شاہ منصور پہ اسرارِ الٰہی کے افشاء کی تعزیر نافذ ہوئی اور بندی خانے میں بھیج دیے گئے۔

محبت کا غلبہ تیز ہوا،

بندی خانے کی حراست منصورؒ کو اس کے اعلان سے روک نہ سکی، شاہی حکم سے منصورؒ پہ پتھراؤ کیا گیا۔ شاہ شیخ شبلیؒ منصور کے حال کا محرم تھا، شریعت کے احکام کے احترام میں منصور کو پتھر کی بجائے پھول مارا۔ جس پر وہ دھاڑیں مار کر رویا۔

اس لیے کہ شبلی اس کے راز کا محرم تھا۔

منصورؒ کا کھانا پینا بند کیا گیا، تیسرے دن آپ کے لیے کھانا آیا۔ ایک سائل نے سوال کیا، اللہ کے

نام پہ کچھ دو۔ آپؒ نے وہی کھانا اسے دے دیا۔ اور یہ سخاوت کی حد تھی۔

جس دِن آپؒ کو سولی پہ لٹکایا گیا، ایک میلہ لگا۔

اللہ کے منصورؒ کے منظر کو دیکھنے کے لیے اللہ کی ساری خدائی حاضر ہوئی۔

عرشی عرش پہ صف آرا ہوئے اور فرشی فرش پہ۔ شاہ منصورؒ کے اس بے نظیر منظر کو دیکھنے کے لیے ہر کوئی بیتاب تھا۔ منصورؒ کے لیے جنّت کی حوریں آراستہ ہوئیں، پیراستہ ہوئیں، شادیانوں کے دف بجانے لگیں، منگل گانے لگیں۔

چلو سیّو رل ویکھن چلیے جتھے عاشق سولی چڑھدے

سولی چڑھدے کرن نداخاں موتوں مول نہیں ڈردے

جب انہیں سولی پہ لٹکانے کا وقت آیا، منصورؒ نے تازہ خون کا ایک پیالہ منگوایا، اور اسے منہ پہ مل لیا، پوچھا، یہ کیوں ہ کیا۔ قید و بند کی صعوبت سے میرا رنگ پیلا پڑ گیا۔ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ منصور کا رنگ سولی کے خوف سے اترا ہے۔ سولی کے تختے پہ کھڑے ہو کر جب یہ کہا کہ:

"کھینچ لو کھینچ لو، اب احمدِ مختار کی خاطر"

عرش لرزنے لگا۔ کائنات کی ہر شے تھرا اُٹھی، قلوب دھڑکنے لگے، آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے، اشکبار ہوئیں اور دریا بہا ڈالے۔ منصورؒ نے سولی پہ لٹک کر عشق کی داستان کو ایک الگ کھلے باب سے آشنا کرایا۔ شاہ منصورؒ کا یہ قصّہ اب بھی کسی سے سنا نہیں جاتا۔ جہاں شروع ہوتا ہے وہیں حال وارد ہوتا ہے۔

میرے مولا منصورؒ معرفت کے امام کے مقام پہ جاں بحق ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

؎ لیے پھرتی تھی بلبل چونچ میں گُل!

شہیدِ ناز کی تربت کہاں ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۰ ## امارت کی عمارت

شفقت کی بنیادوں پہ استوار ہوا کرتی ہے۔ جب تک بنیاد قائم رہتی ہے، عمارت نہیں گرتی۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۴۱ منافق کبھی کسی کا دوست نہیں ہوتا۔
منافق کے ساتھ احسان کر۔ احسان کی امید مت رکھ۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۴۲ لوگ یہ کہہ کر کہ لڑکے کی تنخواہ کافی ہے، لیکن کام کچھ بھی نہیں، آرام ہی آرام ہے، خوش ہوا کرتے ہیں چاہیے یہ تھا کہ لڑکے کی معروفیت پہ ناز کرتے اور تنخواہ کا نام تک نہ لیتے۔
اجرت نہیں، اسامی کی اہمیت قابلِ ذکر ہوتی ہے اور جب تک کسی کام میں جدت نہیں ہوتی، سمجھو کہ کام کرنے والے دلچسپی سے کام نہیں کرتے۔
اس لیے کہ جس کام میں بھی دلچسپی لی جاتی ہے۔ اور کام کرنے والے کی نیّت محض اجرت نہیں، کام کے معیار کی بلندی مقصود ہوتی ہے، جدت پیدا ہوتی ہے، خودبخود پیدا ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۶۴۳ آج سے سو سال پہلے سپاہی کا ہتھیار لاٹھی، تلوار اور نیزہ تھا۔ جب کسی کی کسی سے جنگ ہوتی، ایک میدان میں ہوتی۔ دونوں دشمن ایک ہی میدانِ جنگ میں ایک دوسرے کے مدِمقابل صف آرا ہوتے۔ جنگجو نامزد کیا جاتا۔ پھر رجز پڑھا جاتا، مجاہد کا دشمن سے تعارف کرایا جاتا، یہ فلاں بن فلاں ہے اور اس میں یہ جوہر ہے۔ اس کے بعد وہ میدان میں اترتا، اسی طرح دشمن بھی کرتا۔
دو جوانوں کے درمیان جب جنگ شروع ہوتی، دونوں جماعتیں خاموش کھڑی جنگ دیکھتیں۔ دو میں سے ایک رہ جاتا۔ دوسرا جوڑا میدان میں آتا۔ جب سے حضرتِ بارود نے جنگ کے میدان میں

قدم رکھا ہے، شجاعت رخصت ہوئی۔ ایک آدمی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آتا ہے اور رات کو
شہری آبادی پہ بم گرا کے چلا جاتا ہے۔
یہ کوئی جوانمردی نہیں، ہرگز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۴ دین کبھی پرانا نہیں ہوتا، کبھی نہیں بدلتا۔
نئی تہذیب کے ساتھ، نیا شعور اور پرانا دین لازم و ملزوم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۵ اللہ کے دینِ اسلام کی صداقت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ہر حکم فطرت کے مطابق، مقبولِ عام
اور ازلی و ابدی ہے۔ جس دن سے جاری ہوا، ساری ہوا، طاری ہوا، کسی کو بھی بدلنے کی نہ
ضرورت ہوئی، نہ جرأت اور جس نے بھی اس دنیا میں جو ترقی کی، مادی ہو یا روحانی، ان احکام پہ
ہی چل کر کی۔

شرقی ہو یا غربی، عربی ہو یا عجمی

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۶ اے ملّت کے پاسبانو! اے دنیا بھر کے مسلمانو! اے گزرے ہوئے دور کی داستانوں
سے دل بہلانے والے غافل نوجوانو!
عمل کے میدان میں اترو، ملّت کی داستانِ نو کا آغاز کرو جو کسی بھی طرح گزری ہوئی کسی داستان
سے کبھی کم نہ ہو۔
ہر داستان کی ابتداء جدوجہد سے ہوتی ہے۔ جدوجہد جب جوبن پہ آتی ہے، داستان بن جاتی ہے
ملّت کے نونہال نوجوانو! آج ملّت کو تمہاری ضرورت ہے۔
ملّت چند چیزوں کے نمونے کی طلب گار ہے۔ نمونہ پیش کرو:

صداقت کا

عدالت کا

شرافت کا ——— اور

شجاعت کا۔

انسانی صحت کی بقا کا دار و مدار بلغم، باد، صفرا اور سودا کے مساوی توازن پہ قائم ہے۔
اور ملّت کی صحت کا، صداقت، عدالت، شرافت و شجاعت پہ

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ

جب تک ہم ان کو نہیں اپناتے، یہ مصنوعی دیواریں جو ہم نے کھڑی کی ہوئی ہیں، کبھی نہیں گریں
اور جب تک یہ نہیں گرتیں، بوستانِ ملّت پہ ان گزری ہوئی بہاروں کا دور کیسے آسکتا ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۷

شیخ وہ ہے

جسے شریعت، طریقت، حقیقت و معرفت پہ سیر حاصل عبور میسّر ہو، ہر چہار سلسلۂ عالیہ
میں تعلیم دے سکے، تلقین کر سکے، دورِ حاضرہ کی ایجادات میں ضرورت کے مطابق اجتہاد کر سکے
جو مقبول الفطرت ہو اور مقبول الاسلام، جس کا کوئی حال کسی قال کی تردید نہ کرے، جس کے باطن
کا کوئی نور ظاہر کے کسی نور کو رد نہ کرے۔

اپنے مقام پہ مستقیم ہو اور حال پہ مستعد اور جس کے ایک ہاتھ میں قرآن اور دوسرے میں سنّت
ہو: سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۸ سمندر کی سطح پہ پانی کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ سمندر میں جو کچھ بھی ہوتا ہے، تہ میں ہوتا ہے۔

اور کسی کو بھی پتہ نہیں چل سکتا کہ کس جگہ کیا چیز پائی جاتی ہے۔

سمندر کی تہہ میں جوہڑ کی طرح گارا ہی نہیں ہوتا

گوھر ہوتے ہیں ———— جوھر ہوتے ہیں

ھیرے ہوتے ہیں ———— موتی ہوتے ہیں

بدرے ہوتے ہیں ———— اور ———— لعل ہوتے ہیں

اور اے جانِ من! ابرِ نیساں بھی سمندر ہی پہ برسا کرتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۶۴۹ یہی حال اللہ کے بعض بندوں کا ہوتا ہے جو دیکھنے میں دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے لیکن تحت الثریٰ سے عرشِ عظیم تک گزر رکھا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۵۰ ظاہر سے باطن کا جائزہ نہیں لیا جا سکتا اور کوئی نہیں لے سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۵۱ سلطان ابراھیم ادھم بلخی قدس سرہ العزیز

ایک کشتی میں سوار دریا عبور کر رہے تھے کہ ایک مسخرا آپ کے پیچھے پڑ گیا۔ آپ کا حال اور آپ کے بال دیکھنے میں ایک دیوانے کے سے تھے۔ اُس نے آپ کی نقلیں اتارنا شروع کر دیں اور یہاں تک بڑھا کہ اس نے انہیں یونہی سمجھ کر ان پر پیشاب کر دیا۔ آپ اس پر مسکرائے اور اس روز آپ نے مراد پائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۵۲ اللہ کی بعض مخلوق، اللہ کو ساری خدائی سے محبوب ہوتی ہے۔ اللہ اپنے بندوں کو، بندوں کی

نظروں سے اوجھل رکھا کرتے ہیں۔ اللہ کے سوا کوئی دوسرا اُن کے حال سے واقف نہیں ہوتا۔ آج تک کبھی ایسے نہیں ہوا کہ اللہ کے کسی دوست کی اللہ کے سوا کسی دوسرے کو خبر ہوئی ہو۔ ساری خدائی کے خدا کا دوست، کبھی ظاہر نہ ہوا۔ اللہ اسے ایسے حال میں رکھا کرتے ہیں کہ کوئی بھی نظر اس طرف نہیں اُٹھ سکتی۔ اُن کے چہروں کی رنگت پیلی، ہونٹ خشک، پچکے ہوئے گال، الجھے ہوئے بال، ہڈیوں کے پنجر میں صرف سانس ہوتی ہے، نہ رت ہوتی ہے نہ ماس جس بھی قسم کا کپڑا کہیں سے مل جاتا ہے، پہن لیتے ہیں۔

نہ جبّہ رکھتے ہیں، نہ عصا، نہ کلاہ، نہ خرقہ، نہ قلندرا۔ اللہ نے انہیں ان تمام آلائشوں سے پاک رکھا ہوتا ہے! فتویٰ سے بھی پاک رکھا ہوتا ہے، دیکھنے میں ہوشمند ہوتے ہیں، حقیقت میں مدہوش۔ کسی بھی ساز و سامان کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مال و اسباب کے مالک ہوتے ہیں۔ ساری خدائی کے خدا کے دوست خدا کے سوا کوئی بھی شے نہیں رکھا کرتے اور نہ ہی انہیں کسی بھی شے کی طلب و تمنّا ہوتی ہے۔ پھٹے ہوئے جامے اور پھڈّے چھتّر ان کی وردی ہوتی ہے جسے وہ کبھی نہیں بدلتے۔ محبت کے نشئے میں چُور ہو کر ماسوا سے دور رہتے ہیں، مخمور رہتے ہیں اور مسرور رہتے ہیں۔ خمرِ طہور کا نشہ، جب ایک بار چڑھ جاتا ہے، پھر کبھی نہیں اترتا یہاں تک کہ بعد از مرگ قبر میں بھی اسی سوز و گداز میں رہتے ہیں۔ فراقِ یار میں رہتے ہیں، نہ کچھ کہتے ہیں، نہ کچھ سنتے

بارگاہِ محبت کا یہ حال ازلی ہوتا ہے، ابدی ہوتا ہے اور ایک بار
عطا ہو جانے کے بعد پھر کبھی نہیں چھنتا

الحمد للحیّ القیّوم

۶۵۳ میں اپنے دوستوں سے فرمائش کرتا ہوں کہ وہ اپنے گھروں میں باقاعدگی سے روزانہ ذکرِ الٰہی کا اہتمام کیا کریں۔ مثلاً رات کو کھانا کھانے کے بعد ایک جگہ جمع ہوں اور اپنے رب کے انعامات کے شکر کے صلے میں ذکر کیا کریں، اور ضرور کیا کریں۔ گھر کے تمام افراد ضرور ایک جگہ بیٹھ کر چند

منٹ اور کچھ نہیں تو الحمد للہ الحمد للہ ضرور کہا کریں اور پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پہ درود بھیجا کریں۔ یہ مجلس ہر گھر کا ایک ضروری معمول ہو۔ ہر روز ہر مجلس میں، یہ کلمات اگرچہ چند بار ہوں، ضرور پڑھے جائیں، اور ہر گھر میں پڑھے جائیں جس طرح ہر گھر میں ہر روز شام کے وقت شام کا کھانا پکانا ضروری ہے، اسی طرح اللہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ آپ اس پہ غور فرمائیں کہ: ساری دنیا کے ہر گھر میں، امیر ہو یا غریب، شام کے وقت کھانے کا اہتمام ضرور کیا جاتا ہے اور بڑی کاوش سے کھانا تیار کیا جاتا ہے لیکن کسی بھی گھر میں ذکرِ الٰہی کا کبھی اہتمام نہیں کیا جاتا یعنی لوگوں نے یوں سمجھ رکھا ہے کہ وہ دنیا میں کھانا کھاتے اور کھا کر سونے ہی کے لیے آئے ہیں اور ساری رات سونے ہی کے لیے ہے ہرگز نہیں، اس میں ایک حصہ اللہ کی یاد کا ہونا ضروری ہے۔ سارا دن کام کیا، جو کمایا رات کو کھایا اور سو گئے۔ یہ کوئی زندگی نہیں، انسان کو اللہ نے اپنی ساری مخلوق پہ شرف بخشا ہے اور یہ شرف ذکر ہی کی بدولت ہے۔

لوگ لوگوں سے دعا کی فرمائش کیا کرتے ہیں کہ ان کے گھر سے بیماری نہیں جاتی، ناداری نہیں جاتی ہَم نہیں جاتا اور غم نہیں جاتا۔ اس قسم کے تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب یہ ہے کہ اپنے گھروں کو اللہ کے ذکر سے آباد کرو! بے شک اللہ کا ذکر رحمت و راحت کا موجب اور ہر قسم کے ہم و غم کو زائل کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے بار بار اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا کہ:

اللہ کا ذکر کثرت سے کرو

اور ہم کثرت تو درکنار، بالکل ہی نہیں کرتے۔ اور یہ جو کچھ بھی ہمارے ساتھ ہو رہا ہے، ترکِ ذکر ہی کے باعث ہے۔ اونچے طبقے کے لوگ ٹیلیویژن، ریڈیو، اور ناولوں میں مصروف رہتے ہیں۔ جو وقت ان پہ صرف ہوا، فضول ہوا۔ اس کی بجائے، فرش پہ بیٹھ کہ اپنے خالق و مالک و معبود کی تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر ضروری ہے۔ اور اس سے احتراز، میرے محترم! شیطان کی طرف سے ہے،

مَجلسِ ذِکر کا ایک مُختصر مگر

مقبُولِ عام اور مقبُولُ الاِسلام نصاب

گھر میں صاحبِ خانہ حکم دے کہ سب اہلِ خانہ وضو کر کے آئیں، اگر کسی نے عشا کی نماز نہ پڑھی ہو، پڑھیں، پھر فارغ ہو کر یہ ذکر کریں:

۱: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ

: اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَالْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ط

۲: سُوْرَۃُ الْفَاتِحَہ

۳: سُوْرَۃُ الْاِخْلَاص

۴: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

۵: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط

۶: یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ ط

۷: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَ ارْفَعْنِیْ ط

۸: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ط

۹: سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ ط

۱۰: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَعِتْرَتِہٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّکَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

۱۱: دعا مانگیں

مجلس برخاست

یہ مختصر سی مجلس ہر روز ہر گھر میں ہو اور میرے دوست مجھے ضرور مطلع کریں کہ انہوں نے اس کی پوری تعمیل کی۔

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا فِی الدَّارَیْنِ

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

اللہ کرے اللہ کے ذکر سے ہر گھر کا کونہ کونہ معمور ہو جائے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

پھر چند منٹ بیٹھ کر اللہ کے دینِ اسلام ہی کے بارے میں بات چیت کیا کریں۔ یہ روزانہ اور ہر محفل میں کہا کریں کہ:

ہم لوگ دنیا میں آخرت کمانے آئے ہیں اور یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا اور نہ ہی دوبارہ لوٹ کر آنا ہے۔ ہم ساری امتوں میں سے چُنی ہوئی اُمّت کے فرد ہیں۔ اللہ ہمیں نیکی کرنے اور نیکی کو پھیلانے کی توفیق بخشے۔ آمین! اسی طرح بُرائی سے بچنے اور بُرائی کو مٹانے کی بھی۔" آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اٰمِیْن اٰمِیْن اٰمِیْن

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

یا اللہ! تیرے ذکر کی جو محفل تیرے اس "دَارُ الْاِحْسَان" میں لگ رہی ہے، سدا لگی رہے

اور دم بھر کے لیے بھی کبھی برخاست نہ ہو۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

بے شک مقامات کی تقدیس مقامات کے معبود و مالک کے ذکر ہی کی بدولت ہوا کرتی ہے۔

الحمدُ لِلحیّ القیّوم

۶۵۴ پروانوں میں رقابت نہیں ہوتی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۵۵ پروانہ شمع کے جمال میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ اسے یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ اس کے سوا کوئی اور بھی شمع کا پروانہ ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۵۶ شمع روشن ہوئی۔ پروانے دیوانہ وار شمع کے گرد منڈلانے لگے۔ جب قریب ہوئے، محبوب کے جلال کی تاب نہ لا سکے۔ پَر جل گئے، زمین پہ گر کر بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ شمع بدستور جلتی ہوئی مسکراتی رہی۔ جب پوچھا، یہ کیوں ؟ کہنے لگی:

یہی تو محبت کا ازلی دستور ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۵۷ محبّت کو جب بھی موت کا سامنا ہوا، موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسکرائی، اور کبھی نہ گھبرائی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۵۸ محبّت صرف فراق میں روئی اور جی بھر کر روئی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۵۹ یہ حال پتنگوں کا ہے۔ مومن کی محبت کا حال اس سے کہیں بالاتر، بعید از عقل اور وریٰ الوریٰ ہے

الحمدللحیّ القیّوم

۶۶۰ عہدِ الست کے بعد

جب فقر کو رخصت کیا گیا، عشق ساتھ رخصت ہوا۔ عشق فقر کا امام ہے۔ ہر جگہ، ہر وقت، ہر معاملے میں پوری رہنمائی کرتا ہے۔ یومِ الست کے عہد کی یاد دلاتا رہتا ہے۔

یہ تیرا رب ہے، یہی تیرا مالک ہے اور یہی تیرا معبود۔ اپنے رب کے حضور سجدہ کر۔ ہر طرف سے منہ موڑ کر کلیتاً اپنے رب کی طرف متوجہ ہو۔ تیری ہر شئے تیرے رب ہی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ تیرے رب کے حکم کے بغیر نہ تجھے کوئی نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان۔ جو چیز اللہ نے تجھے بخشی ہوئی ہے، اسے اللہ کے سوا کوئی اور کبھی چھین نہیں سکتا۔ جو چیز نہیں دی گئی، اسے کوئی اور کبھی دے نہیں سکتا۔ اپنے رب کا ذکر کر، کثرت سے کر، بات بات پہ اور ہر بات پہ سُبحانَ اللہِ کہہ، اَلحمدُ لِلّٰہ کہہ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ، اور اَللّٰہُ اکبرُ کہہ، اپنے رب کی نعمتوں کا شکر کر، اور ضرور کر۔ تیرا رب تیرے پاس حاضر و ناظر اور تیرا رب ہی تیرا حافظ و ناصر ہے، تیرا رب تیرا سب کچھ ہے اور تیری کوئی بھی شئے تیرے رب سے اوجھل نہیں۔

اَللّٰہُ حَافِظِیْ، اَللّٰہُ نَاصِرِیْ، اَللّٰہُ حَاضِرِیْ، اَللّٰہُ نَاظِرِیْ، اَللّٰہُ مَعِیْ، فَاللّٰہُ خَیْرًا حَافِظًا

الحمدللحیّ القیّوم

۶۶۱ یہ تیرے رب کے حبیب ہیں صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ، حبیب اقدس و اکمل احسن و اجمل، اطیب و اطہر، خاتم النبیینؐ، شفیع المذنبین، رحمۃ للعٰلمین، نورٌ مّن نورِ اللہ،

عین النّعیم ۔

اگر یہ نہ ہوتے، کچھ بھی نہ ہوتا۔ نہ یہ آسمان ہوتے، نہ زمین، نہ چاند، نہ سورج اور نہ ہی کچھ اور۔

ان کے حضور میں صلوٰۃ وسلام پیش کر۔ کل کائنات ان کے لیے ہے اور ان ہی کے نور سے بنی۔

فقر نے اللہ سے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت طلب کی، اور یوں کی:

یا اللہ! مجھ کو تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت عنایت ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

طیّب و مبارک محبت: آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۲ حضرت خواجۂ خواجگان سیدنا سید حسن سنجری ثمّ اجمیری

رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے لیے دامن دراز کیا۔ انہیں محبت عنایت ہوئی اور پوری عنایت ہوئی۔

مُبَارَکًا، مُکَرَّمًا، مُشَرَّفًا

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کی برکت سے پورے کا پورا ہندوستان مشرف بہ اسلام ہوا۔ الحمد للہ!

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت کے جلال کے آگے کوئی بھی شیطان ٹھہر نہ سکا۔

محبّت ہی نے

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

کے حجاب کو اٹھایا۔ جب اللّٰہ مَعِی کے راز سے پوری طرح واقف ہوئے، ماسوا سے بے نیاز ہوئے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ

كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضٰى

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۳ یہ تیرے رب کے مقبول بندے ہیں۔ سب کے سب مقبول۔ ماشاء اللہ

یہ سب کے سب کسی نہ کسی انداز میں اللہ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کے مبلغ ہیں۔ ان سب کا اِحترام واکرام اپنے اوپر لازم قرار دے اور کسی کی بھی شان میں کسی بھی قسم کی کوئی گستاخی مت کر۔ یہ سب کے سب تجھ سے افضل اور تو اُن سب کا خیر خواہ، دعاگو اور خادم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۴ یہ تیرے رب کی مخلوق ہے اور یہی تیرے ربّ کا کنبہ ہے۔ مخلوق کے ساتھ احسان کر لیکن احسان کے بدلے احسان کی امید مت رکھ۔

یارب! مجھ کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔ آمین

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۵ اس سب کا لُبِّ لباب یہ ہے کہ عشق نے فقر کو خالق و مخلوق سے متعارف فرمایا کہ:

"یہ تیرا رب ہے۔ اپنے رب کو سجدہ کر"

یہ سنتے ہی وہ سجدے میں گر پڑا۔

یہ تیرے رب کے حبیب ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سنتے ہی وہ بولا:

"یارب مجھ کو تیرے حبیبؐ کی محبّت عنایت ہو"۔ آمین۔

یہ تیرے رب کے مقبول بندے ہیں۔ ان سب کا اِحترام واکرام کر۔

یہ سننے کے بعد پھر اس نے کسی کی بھی اور کوئی برائی کبھی نہ کی۔

یہ تیرے رب کی مخلوق ہے، اور یہی تیرے رب کا کنبہ ہے۔ اپنے رب کے کنبے کے ساتھ احسان کر۔

یہ سن کر وہ کھڑا ہوا، عرض کی:

یارب! مجھ کو تیری مخلوق کی خدمت عنایت ہو۔ آمین

الحمد للحیّ القیوم

وحدت الوجود والشّہود والعطوف ۶۶۶

انسانی فطرت کا خاصّہ ہے، کہ ہر کام میں جسے کہ وہ بالکل نہیں جانتا، یہ مشہور کرتا ہے، کہ جانتا ہے۔ اور پھر اسی پہ اکتفا نہیں کرتا، اپنے فہم و فراست کے مطابق اس پہ لکھنا بھی شروع کر دیتا ہے۔ چنانچہ بندہ کو "وحدت الوجود" کے مطالعہ کا موقع میسّر ہوا۔ بندہ کسی بھی صاحب کی کسی بھی تحریر پہ نکتہ چینی کا عادی نہیں۔ "وحدت الوجود والشّہود والعطوف" پہ چند سطور قلم بند کرنے کی جسارت کرتا ہے۔

وحدت الوجود، ایک منزل ہے جو اللہ کی طرف سے زمین پہ اتاری جاتی ہے۔

وحدت الوجود والشّہود والعطوف، ایک حال ہے جو اللہ کی طرف سے بندوں پہ وارد کیا جاتا ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری اُمّت میں یہ منزل اور یہ حال گنتی کے چند بندوں پہ نازل ہوا، جن کی تعداد پانچ یا سات سے زیادہ نہیں ہے۔

یہ منزل اللہ ہی کے لُطف و کرم سے طے کی جاسکتی ہے۔

سلوک میں اس سے کڑی، مشکل، سخت اور دشوار کوئی بھی منزل نہیں۔ صاحبِ منزل کا مقام، دم بہ دم بڑھتا اور بدلتا رہتا ہے اور صاحبِ منزل کے سوا کسی دوسرے کو اس کے حال و مقام کی مُطلق خبر نہیں ہوتی۔ یہاں تک کہ اس کی کسی بھی نقل و حرکت پہ کوئی قیاس آرائی تک نہیں کرسکتا۔

یہ منزل دو چار ماہ کی نہیں، سالوں کی ہوتی ہے۔ اس منزل کی اعلیٰ وارفع نعمت حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال ہے جو اسے ہر وقت حاصل ہوتا ہے۔ اس منزل کے کسی بھی حال کو اِکتسابی

علم کا عالم کبھی بیان نہیں کر سکتا۔

وَمَا عَلَیۡنَاۤ اِلَّا الۡبَلٰغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۷ حضرت شیخ محی الدین ابنِ عربی پہ یہ منزل پوری طرح وارد ہوئی اور جس وضاحت سے انہوں نے اس منزل کو بیان کیا ہے، اور کسی نے نہیں کیا۔ یہ منزل وجود پہ وارد ہوتی ہے، فہم میں آسکتی ہے بیان نہیں کی جاسکتی جیسے پھول کی خوشبو سونگھی جاسکتی ہے، دیکھی نہیں جاسکتی یا جیسے بعض لذتیں ایسی ہوتی ہیں، جو محسوس کی جاسکتی ہیں، بیان نہیں کی جاسکتیں! اس منزل کے کسی حال نے کبھی بھی اگر کسی دور میں بھی یہ نہیں کہا کہ ہر شے اللہ ہے؛ بلکہ یہ کہا کہ ہر شے میں اللہ ہے اور یہی اس منزل کا لُبّ لباب ہے۔

ہر رسول متحیّر رہے۔ جب اللہ کی رحمت ہوئی، صحیح و سلامت "حیرت" کی وادی کو عبور کیا۔ پھر جو کچھ "حیرت" کی وادی میں ان کے وجود پہ وارد ہوا تھا

راحت کی وادی میں اُن واردات کا مشاہدہ کیا جسے اصطلاح میں وحدۃ الشّہود کہتے ہیں۔

توحید کا حقیقی مفہوم ہی یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور موجود ہی نہیں، ہر موجود کا وجود اللہ ہی سے زندہ و قائم ہے، کسی کو کسی پہ کسی قسم کی کوئی قدرت و تصرّف نہیں، مگر اللہ کے حکم سے، ہر شے میں اللہ ہے

اور ہر شے ہر حال میں مجبور و محکوم اور معذور و مقدور ہے۔ ہر شے اللہ ہی کے نور سے قائم اور موجود ہے۔ کائنات کی ہر شے میں اللہ (کا نُور) ہے۔ اور کوئی بھی شے اللہ (کے نُور) سے خالی نہیں! موجودات کی ہر شے کا موجود ہونا اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ کا نور ہر شے میں ایسے پوشیدہ ہے جیسے کہ گنے میں گُڑ۔

جیسے پہلے بھی ہم بار بار دُھرایا کرتے ہیں کہ موجودات کی ہر شے میں اللہ کا نور جلوہ گر ہے۔ جو نور گلاب کے اس ٹہکتے ہوئے پھول میں پایا جاتا ہے، وہی اس گھاس کے سوکھے ہوئے تنکے میں بھی ہے۔ آپ یوں سمجھیں:

کل کائنات ارادتِ ازلی ہی کی ایک تفسیر ہے

کسی بھی شے کا اپنا کوئی وجود نہیں۔ جیسے اللہ نے بنائی، بن گئی، جیسے چاہا، کرنے لگی۔ زمانے کے نشیب و فراز، زیروبم، ردّوبدل سب اللہ ہی کی طرف سے ہیں۔ یہاں تک کہ ہر حکم میرے اللہ ہی کا حکم اور حکمت پہ مبنی ہوتا ہے۔ جو کچھ بھی، اور جیسے بھی آج اس دنیا میں ہو رہا ہے، اللہ ہی کے ارادے، مرضی اور حکم سے ہو رہا ہے۔ اور اسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے۔
اگر ہر کسی کی اپنی اپنی مرضی ہوتی، کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاتا۔ حال یہ ہے کہ ہر شے حیوانات ہو یا نباتات، معدنیات ہو یا جمادات، اللہ ہی کے قبضۂ قدرت میں محکوم ہے اور اس حد تک محکوم ہے کہ کوئی بھی ذرّہ بدوں ارادتِ الٰہی اپنی جگہ سے سرک کر دوسری جگہ نہیں جا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۶۸ اللہ نے دن کو کام کے لیے اور رات کو آرام کے لیے بنایا ہے تاکہ دن کے تھکے ماندے رات کو آرام کریں۔

اگر رات نہ ہوتی، تو لوگ کام ہی میں لگے رہتے، کبھی آرام نہ کرتے۔ رات کی تاریکی آدمی کو مجبور کر دیتی ہے کہ وہ کام چھوڑ کر آرام کرے۔ رات کا جاگنا ہر کسی کا کام نہیں۔ رات کو جو جاگا، مجبوری ہی کی بنا پہ جاگا۔

بیمار پہ بیماری کا غلبہ ہوتا ہے، سو نہیں سکتا۔

بیمار کا تیماردار بھی، جاگنے پہ مجبور ہوتا ہے۔

جتنی تکلیف بیمار کو ہوتی ہے اس سے زیادہ تیماردار کو ہوتی ہے۔ اگر بیمار اپنی بیماری کو اللہ

کی طرف سے تحفہ سمجھ کر اور یہ سمجھ کر کہ یہ بیماری اسے گناہوں سے ایسا پاک کرنے والی ہے جیسا کہ بھٹی لوہے کو، اللہ کا شکر کرے تو اللہ کی رحمت برسے مثلاً یوں کہے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ

اسی طرح تیمار دار اللہ کی بیمار مخلوق کی خدمت کو نعمت سمجھ کر جاگے تو یہ جاگنا اللہ کی اعلیٰ درجے کی عبادت میں شامل ہو گا۔

تاجر حلال روزی کمانے کے لیے جاگتا ہے۔

کاشتکار اپنے کھیتوں کی آبپاشی کے لیے جاگتا ہے یا اپنی فصل کو جنگلی جانوروں سے بچانے کے لیے۔

یہ سب قسم کے جاگنے والے روز نہیں جاگتے، مجبور ہو کر جاگتے ہیں۔

اب بندہ آپ کو جاگنے کی ایک مثال پیش کرے گا :

یہ واقعہ

طریقت کی کتاب میں ایک اہم مقام رکھتا ہے

سوہنی ایک کمہار کی لڑکی تھی۔ مہینوال کی ملاقات کے لیے رات کو جاگتی، گھڑے پہ تیرتی ہوئی (دریائے) چناب کو پار کر کے اپنے محبوب سے ملتی، اور رات ہی کی تاریکی میں واپس لوٹ آتی۔ یہ اس کا روز کا معمول تھا۔ ایک دن اس کی نند کو پتہ چلا کہ وہ رات کو گھر پہ نہیں ہوتی، اس کا تعاقب کیا، اور سارا ماجرا آنکھوں سے دیکھا۔ دوسرے دن وہ دریا کے بیلے میں گئی اور اس کے پکّے گھڑے کی بجائے مٹی کا کچا گھڑا رکھ آئی۔ سوہنی جب حسبِ معمول دریا عبور کرنے کے لیے آئی، تو دریا میں طغیانی آئی ہوئی تھی اور جب گھڑے کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ کچّا تھا۔

گھڑے نے کہا:

"میں کچّا ہوں، میں نے عشق کی آوی میں جل کر پکنے کی منزل طے نہیں کی۔ میں طغیانی کی تاب نہ لا سکوں گا۔"

سوہنی نے ایک نہ مانی، بسم اللہ پڑھ کر گھڑے کو اٹھا لیا۔ بجلی کی کڑک، بادل کی گرج، دریا کی موجوں کا شور، کمہاروں کی ایک لڑکی کے عزم کو پھیر نہ سکے۔ اور جب وہ دریا میں کُودنے کے لیے کمربستہ ہوئی

دریا نے کہا:

"تو مجھ میں کبھی قدم نہ رکھنا۔ میری موجوں نے کبھی کسی کو معاف نہیں کیا۔ تو مجھ میں کُود کر کبھی جانبر نہیں ہو سکتی۔"

مٹّی کے کچے گھڑے نے بھی اپنی بے بسی کا اظہار کیا، بڑی منّتیں کیں۔ دریا نے اسے بڑا سمجھایا لیکن اس کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور اللہ کا نام لے کر اپنے محبوب کو ملنے کی تمنّا لے کر دریا میں کُود پڑی اور یہ شوق کی اِنتہا تھی۔

سوہنی کا یہ عزم نادر المثال

اور قیامت تک کے لیے طریقت کے نصاب کا ضروری باب بنا رہے گا۔

اِس دُنیا میں

کردار کو بقا حاصل ہے، گفتار کو نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

چور بھی رات کو جاگتا ہے

اگرچہ چور کا جاگنا، ہر کسی کے لیے، اور اس کی اپنی جان کے لیے بھی عذاب کا موجب ہے، لیکن ایک رات جاگنے کا صلہ یہ ہے کہ ایک معمولی سا آدمی، جو سارا دن محنت

مزدوری کرنے کے بعد بمشکل تین یا چار روپے کماتا ہے، ہزاروں کا مال چُرا لیتا ہے۔ چور تے یہ فیض اگرچہ بُرا ہے، رات کو جاگنے ہی کی بدولت پایا۔

بندہ گنہگار آپ کو کیا بتائے رات کو کیا ہوتا ہے ؟

مغرب کے بعد ایک دربار لگتا ہے جس میں روئیداد کے کوائف مرتّب کیے جاتے ہیں۔ ایک دربار پُرانوار رات کے آخری تیسرے حصّے میں آسمان پہ لگتا ہے جس کی بابت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا کہ :

" اُترتا ہے پروردگار برتر روزانہ رات کے وقت دنیا کے آسمان پر، جب کہ باقی رہتی ہے آخری تہائی رات، اور فرماتا ہے، کون ہے جو مجھ سے مانگے، تاکہ میں اس کے سوال کو پورا کروں ؛ کون ہے جو مغفرت چاہے مجھ سے اور بخش دوں میں اس کو "۔

(بخاریؒ و مسلمؒ)

اور مسلمؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ :

" پھر اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام کھولتا ہے اپنے لطف اور رحمت کے ہاتھوں کو اور کہتا ہے کون ہے جو قرض دے ایسی ذات کو جو نہ تو فقیر ہے، اور نہ ظالم۔ اور صبح تک اللہ تبارک وتعالیٰ عزّوجلّ ذوالجلال والاکرام یہی فرماتا رہتا ہے "۔

مشکوٰۃ شریف جلد اوّل صفحہ ۱۰۹

اللہ بندے کو بلاوے اور بندہ سوتا رہے

اللہ پکارے کہ :

میرے بندے آ۔ مجھ سے اپنی حاجت مانگ۔ میں بادشاہوں کا بادشاہ ہوں

میرے خزانے بھرپور، اور میرے ہاں کسی بھی چیز کی کوئی کمی نہیں ۔ مجھ سے جو چاہے مانگ، میں تجھ کو دوں گا ۔ اپنا سوال کر، میں پورا کروں گا ۔ اگرچہ تو ساری دنیا کی ساری چیزیں بھی مانگ لے، تجھے دینے کے بعد میرے کسی بھی خزانے میں کوئی کمی نہیں آتی ۔

اسی طرح اگر ساری دنیا بیک وقت جو بھی چاہے مانگے اور میں ہر کسی کو اس کے سوال کے مطابق ہر شئے دوں، میرے خزانے جوں کے توں رہیں ۔

یہ سُن کر بندہ پھر بھی محوِ خواب رہے، بندے کی بندگی پہ افسوس نہیں تو اور کیا ہے ؟

اللہ بندے کو پکارے، ایک دو بار نہیں رات بھر پکارے اور بندہ اپنے رب ذوالجلال و الاکرام کی کسی بھی پکار کا کوئی جواب نہ دے بدستور سوتا رہے ۔ مالک اپنے غلام کو پکار رہا ہے کہ آ اور جو چاہے مجھ سے مانگ، غلام اتنا لاپروا ہے کہ مالک کی کسی بھی پکار کو بالکل نہیں سنتا ۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں ؟

اللہ کریم ہے اور اللہ کا بلانا ہر بندے کو بلانا ہے، کوئی خاص بندہ مراد نہیں ! اگر آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے جیسے کہ آپ کہا کرتے ہیں : لَا مَطْلُوْبَ اِلَّا ھُوْ، لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا ھُوْ، لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا ھُوْ، پھر تو یہ معاملہ اور بھی افسوس ناک ہے اور اوپر والا قصہ اس پہ پوری طرح لاگو ہے ۔

مالک و محبوب بلائے اور محب سوتا ہو : مالک و محبوب اپنی آمد کی خبر دے کر "میں فلاں وقت ملوں گا" محب اس کی محبت کا دعوے دار ہو اور حاضری کی پروا تک نہ کرے !

ہم سے تو سوہنی اچھی رہی جو ایک آدمی کی محبت میں محو ہو کر دریا میں کود پڑی ۔

ہماری محبت کا دعویٰ زبانی ہے ۔

ہمیں نیند سے محبت ہے، اللہ سے نہیں ۔ اگر اللہ سے محبت ہوتی تو شوق مجبور کرتا اور ضرور

کرتا۔ اور ہم اپنے مالک و محبوب کے اِستقبال کے لیے پوری طرح تیار ہوتے۔ غُسل کرتے، کپڑے بدلتے، عطر لگاتے، اور کیا کیا انداز اختیار کرتے!

لیکن یہ سب کچھ نیند ہی کی بھینٹ چڑھا اور ساری رات سوتے ہی گزار دی۔ تُو کسی دن بھی حاضر نہ ہوا! کسی دن تو ہوتا!

تیرا رب بڑا ہی قدر دان ہے۔ ذرا سی بات پہ خوش ہو جاتا ہے۔ اللہ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اگر تُو روز حاضر ہوتا، تیری دلجوئی ہوتی اور تمہیں پوچھا جاتا، تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ کیوں آئے ہو؟ تمہیں کس نے بھیجا؟ یا کس نے یہاں بلوایا؟

اور تو جواب میں کہتا:

"میں تیرا ایک بدکار بندہ ہوں، میں تجھ کو راضی کرنے آیا ہوں۔ سجدہ کرنے آیا ہوں اور جس طرح بھی تُو مانے، منانے آیا ہوں۔ یہاں رہنے آیا ہوں اور جس حال میں بھی تُو رکھے، راضی رہنے کا اقرار کر کے آیا ہوں۔ اعتراض کو جلا کر، تدبیر کو مٹا کر آیا ہوں۔ دین، دنیا اور آخرت کی کسی بھی خواہش کو ساتھ نہیں لایا، ہر خواہش کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر آیا ہوں۔ ہستی کی ایک ایک چیز کو مٹا کر اور لُٹا کر آیا ہوں! ہستی کی بستی سے ہجرت کر کے آیا ہوں اور تیرے در پہ آیا ہوں۔ گناہوں کا ایک لشکر ساتھ لایا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

یا اللہ! تو میرا رب بڑی ہی شان والا ہے، میں تیرے ہی در کا فقیر اور تیری ہی رحمت کا امیدوار ہوں،

پھر کہتا:

یا اللہ! تیرے لُطف و کرم سے، تیرے اِس فقیر کو اعلیٰ درجے کا ایمان، اعلیٰ درجے کا توکّل، اعلیٰ درجے کی حیا، اعلیٰ درجے کا اخلاق اور اعلیٰ درجے کی استقامت عنایت ہو آمین

یا اللہ! میرا تیری دنیا میں جینا تیرے ہی لیے ہو اور تیری ہی راہ میں تیرا یہ فقیر موت سے ہم کنار ہو۔ آمین۔

تیرے اس فقیر کی جان تیرے لیے نکلے تیری راہ میں نکلے تیرے اس فقیر کی کوئی بھی طلب و تمنّا نہیں، کوئی بھی نہیں، مگر یہ اور صرف یہ کہ تیرے لطف و کرم سے تیرے اس فقیر کو تیرے ذکر و طاعت کی توفیق عنایت ہو۔ آمین۔

یہ کہہ کر چپ ہو جاتا۔ سر کو سجدہ میں رکھ کر سرفراز ہو جاتا۔

پھر اس نے تعجب سے کہا کہ تُو اتنا بڑا رب تیرا اتنا بڑا دربار اور اتنی بڑی دنیا میں سے کوئی بھی حاضر نہیں، اللہ سے کبھی کسی نے کچھ نہیں مانگا، اللہ جب بلاتا ہے کوئی سائل حاضر نہیں ہوتا۔ دربار جب اٹھ جاتا ہے، پھر سوئے اٹھتے ہیں۔ بڑی مشکل سے اگر کسی کی قسمت میں فجر کی نماز ہوتی ہے، پڑھتے ہیں۔ دن کی ابتدا تسبیح و تحمید کی بجائے بدکلامی، غیبت، کینہ و دیگر رذائل سے کرتے ہیں۔ پھر جب دن روشن ہو جاتا ہے، ہر کسی کے بُرے ہمنشیں بنتے اور دل آزاری کرتے ہیں۔ اگر آپ اللہ کے چاہنے والے ہیں اور آپ کے دل میں اللہ کی محبت ہے جیسے کہ آپ اللہ کی محبّت کے دعوے دار ہیں، کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا کہ محبوب محبّ کے ہاں آئے اور وہ سوتا ہو! ایسے وقت میں اہلِ محبّت تو کبھی بھی نہیں سوتے۔

میرے بیٹے! جاگنے کے لیے کبھی قہوہ نہیں پینا۔ نہ ہی کوئی اور حربہ استعمال کرنا ہے، جاگنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ عشا کی نماز کے بعد کوئی غیر ضروری کلام کبھی نہ کی جائے۔ فوراً سو یا جائے۔ ماشاء اللہ! ٹھیک وقت پہ آنکھ کھُلنے کی امید ہے۔ جو بندہ ساری رات جاگتا ہے، صبح کے وقت اس پہ ایک کیف طاری ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ اپنے اس بندے کے قلب

کی طرف اپنے کریمانہ انداز میں متوجہ ہوتے ہیں اور اس بندے کی طبعی حالت ایسی ہو جاتی ہے جیسے کہ ساری رات نرم و گرم بستر میں سو کر اٹھنے والے کی ہوتی ہے اور اسے طیّب رزق مرحمت کیا جاتا ہے۔ اس کے دل پہ اللہ کی رحمت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ مطمئن ہو جاتا ہے کبھی نہیں ڈولتا۔ اس پہ اللہ کی رحمت نچھاور کی جاتی ہے اور برکات نازل کی جاتی ہیں۔

اللہ کریم کا اپنے کسی بندے کی طرف متوجّہ ہونا، اللہ کی بہت بڑی کرم نوازی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۶۶۹ آخری امت کے آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے آخری حجّۃ الوداع کے آخری خطبۂ مبارک کا آخری پیغام اللہ کے دین کی دعوۃ و تبلیغ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

فَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۶۷۰ **بادشاھا**

تیری آزمائش سے غیر مسلم قوموں کو اسلام کے خلاف بڑی بڑی باتیں کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ تو ہمیں آزماتا ہے، ہم اس میں پورے نہیں اترتے۔ لوگ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہم شرم کے مارے باہر نہیں نکلتے۔ آج ہماری آزمائش کا نہیں، نُصرت کا وقت ہے۔ ہم خاک نشینوں کو تو نے کس بات پہ اور کیوں آزمانا ہے؟ ہمارے متعلق یہ عرش کے کسی کنگرے پہ لکھ دے کہ ہم نے کسی بھی حال میں اور کبھی بھی اس میدان سے لوٹ کر واپس نہیں جانا اور جس بھی حال میں تُو رکھے، یہیں رہنا ہے اور نہ ہی اس میدان میں کسی کو پیٹھ دکھانی ہے۔ ہم اس میدان کو جیت نہیں سکتے۔ تیری توفیق و مدد کے بغیر کوئی بھی جیت نہیں سکتا۔ میدان گرم ہو چکا تو اس میدان میں اپنی رحمت بھیج۔ پوری رحمت اور برکت بھی۔ آمین۔ پوری برکت - میدان بہت گرم ہو چلا۔

تیری طرف سے تیری مدد کا منتظر ہے، تیری مدد کس کے لیے ہے؟ اسلام کے لیے نہیں تو پھر کس کے لیے ہے؟ لوگ تیرے اسلام کا مذاق اُڑا رہے ہیں، تیری رحمت کیوں جوش میں نہیں آتی؟ ہم ایک مدت سے تیری فتح و نصرت کی راہیں تاک رہے ہیں اور تیری اس دیر کو، تیری ہی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر اپنا دل بہلا رہے ہیں۔ دیر بہت ہو چکی۔ یہ وقت کی وہ پکار ہے، جو فوراً سنی جائے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

الحمد للحیّ القیّوم

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰازِقِیْنَ

۶۷۱ جس عمل سے اسلام کو فائدہ نہیں پہنچتا، عامل کو بھی کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۷۲ اللہ کا کوئی منکر نہیں، یہاں تک کہ شیطان بھی نہیں۔ ہر منکر اللہ کے دین کا منکر ہے، اللہ کے رسول ؐ کا منکر ہے۔

اللہ ہمیں اپنے دینِ اسلام، اور اپنے حبیب اقدس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و سیرت کو بلند کرنے کے لیے اپنے ملک میں تبلیغ کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!

الحمد للحیّ القیّوم

۶۷۳ ہر کسی کا ہر قصور معاف کر دو۔ کسی سے کوئی انتقام مت لو۔

جو مزا، لذت، مرتبہ، معاف کرنے میں ہے بدلہ لینے میں نہیں۔

کسی کا کسی سے بدلہ لینا کوئی جوانمردی نہیں۔ البتہ درگزر کرنا، معاف کر دینا، صبر کرنا اور کچھ نہ کہنا بڑی ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

اگر کوئی تم سے زیادتی کرے، اگرچہ کتنی ہی زیادتی کرے، معاف کر دو، صبر کرو، کچھ نہ کہو۔

بے شک آپ نے بہترین بدلہ لیا۔ یا حیُّ یا قیُّوم ! احسان کا بدلہ احسان ہے۔
جس سے بھی کوئی احسان کرو گے، بدلہ پاؤ گے۔ اللہ رب العٰلمین نے فرمایا :

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ (الرحمٰن : ٦٠)

کسی کو معاف کر کے تو دیکھو !

الحمد للحیّ القیّوم

٦٧٤ مخلوق کی خدمت کر، لیکن مخلوق سے خدمت کی امید مت رکھ۔ یہ بہترین تسخیر ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

٦٧٥ کرامات کا طالب اللہ کا طالب نہیں ہوتا۔

اللہ کا طالب محض اللہ کا طالب ہوتا ہے۔ کسی درجہ، منصب اور مقام سے کوئی دلچسپی نہیں رکھا کرتا۔ فقر کی ساری تاریخ میں، کبھی کسی طالب نے اپنے شیخ سے اپنے لیے کسی درجہ کی فرمائش نہیں کی، ہمیشہ غلامی کی فرمائش کی۔ یوں کہا :

" تیری دید میرا حج اور تیری قربت میری منزل ہے "

شیخ کے حضور میں اس طرح حاضر ہوتے جیسے کہ صحابہ کرامؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تھے۔ اپنے آپ کو شیخ کے حوالے کر کے ہر بات سے دستبردار ہو جاتے۔

شیخ رنگریز ہے، جس رنگ میں چاہتا ہے، رنگتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

٦٧٦ باغ میں ہر قسم کے پودے ہوتے ہیں، پھلدار بھی اور پھول دار بھی، سایہ دار بھی اور کانٹے دار بھی۔ بعض دفعہ آندھی و طوفان سے کئی پودے جڑوں سے اکھڑ جاتے ہیں، کئی ٹوٹ جاتے ہیں لیکن باغ باوجود ایسے حادثات کے ہمیشہ ہرا بھرا رہتا ہے۔ اگر ایک پودا اکھڑتا ہے تو اس کی جگہ اس سے بہتر کئی اور اُگ آتے ہیں۔ الحمد للحیّ القیّوم

۶۷۷

عِلمُ الحَدِیث رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم

اگر کسی خوش نصیب، بالابخت بندے کو اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے خاص لطف وکرم سے اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم الحدیث پہ توفیق اور توفیق پہ استقامت عنایت فرمادے اسے گویا ہر شے عنایت فرمادی، اپنے سارے خزانوں کی کنجیاں بخش دیں، اُسے ہر شے دے دی، کوئی بھی باقی نہ چھوڑی اور یہ عنایت کی حد ہے۔

عِلمُ الحَدِیث کے عالم تو ہر جگہ آسانی سے مل سکتے ہیں لیکن عامل کا ملنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا کہ "بے رُتّے پھل کا"۔

اللہ پاک اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت کی اِتّباع کرنے والے گمنام فقیروں کو اپنے پاک پردوں میں ایسے چھپا کر رکھا کرتے ہیں جیسے کہ بادشاہ شاہی خزانے کے بیش قیمت لعلوں کو رکھا کرتے ہیں۔

اے ھمنشیں:

ہر شے اس میں ہے اور اسی میں ہے۔ یہ قرآن کریم کی وہ کلید ہے جس کے بغیر کوئی بھی آدمی کبھی قرآن کریم کو پوری طرح نہیں سمجھ سکتا۔ اسی میں جلال ہے اسی میں جمال، یہی وصال ہے اور یہی کمال۔ یہی ہوشمندی ہے اور یہی دیوانگی اور یہی فلسفہ ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

فَاللہُ خَیرُ الرَّازِقِین

۶۷۸ مسلمان کی غیرت کا ساری دنیا میں پہلا نمبر ہے اور کوئی غیرت مند اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھ سکتا، جب تک کہ وہ اپنی توہین اور گراوٹ کا بدلہ نہ چکالے۔ یہ غیرت مند کا عہد ہوتا ہے۔ دنیا کی تاریخ ہمیشہ عوام ہی نے لکھی اور عوام ہی کے خون سے جغرافیہ کی سرحدیں نقشوں پہ آویزاں

ہوئیں۔ جغرافیہ کا متعلّم تاریخ کے متعلّم سے استفسار کرتا ہے کہ اس نقشے کے بننے میں کس کس زمانے کے عوام نے اپنے خون سے اس ملک و قوم کے نقشے کو مزیّن کیا؟ اس مملکت کی فلک بوس عمارت میں کس زمانے کے لوگوں نے اپنی ہڈیاں اور خون پیش کیا؟

وقت ہمیں پھر پکار رہا ہے کہ ماضی کی کوتاہیوں سے سبق سیکھ اور نئے سرے سے صف بندی کر، اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر۔ اگر ہم نے آنے والی نسلوں کے جوان ہونے کا انتظار کیا، تو یہ داغ کیسے اترے گا؟

یا اللہ! ہمیں توفیق بخش! ہمیں ایک مرکز پہ متحد فرما اور ہمیں نتائج کے حاصل کرنے تک جِدّ وجُہد کی توفیق بخش۔

ایک مسلمان لڑکی کی غیرت سے متاثّر ہو کر اس کی فریاد رسی کے لیے اٹھارہ سالہ نوجوان محمد بن قاسمؒ آندھی اور طوفان کی طرح سندھ میں آیا اور سارے ہندوستان میں اسلام کی داغ بیل ڈالی۔ گویا ہند میں اسلام غیرت ہی کی بدولت آیا اور غیرت ہی نے پھیلایا، اور غیرت ہی اس کی اب پاسبان ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۷۹ دوست کا دوست دوست اور دشمن دشمن ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸۰ جو کام آدمیّت کو نفع پہنچانے کے لیے کیا جاتا ہے، کوئی اور غرض و غایت اس میں نہیں ہوتی، نیکی ہے۔

کوئی نیکی ایسی اور اتنی بڑی ہوتی ہے کہ تمام بدیوں کو مٹا دیتی ہے۔ اسی طرح کوئی برائی بھی ایسی بُری ہوتی ہے کہ تمام نیکیوں کو جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸۱ جو بھی چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، اگرچہ ذرّہ بھر ہو، اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کوئی مال بھی کم نہیں ہوتا۔ اللہ غنی المغنی، کریم العفو اور خیر النّصیر ہے۔ ذرا سی چیز کو قبول فرما کر مال میں برکت بھر دیتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸۲ اللہ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کا ایک مستقل طریق

مسجد اللہ کا گھر ہے۔ جس مسجد میں چاہو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ کہہ کر داخل ہو جاؤ۔ نماز کے بعد دو حرفی بات کرو کہ:

"ہم اللہ کے حکم کے ماتحت دین کی چند باتیں جو ہم کو آتی ہیں، لوگوں کو سنانے گھر سے نکلے ہیں۔ ہمیں بولنے کی اجازت دی جائے۔"

اگر اجازت مل جائے الحمد للہ! نہ ملے تو صرف ایک بار یہ سوال کریں کہ:

"ہمیں صرف یہ بتایا جائے کہ مسجد میں بولنے کی کیوں اجازت نہیں دی گئی؟ یہ اس لیے پوچھتے ہیں کہ پتہ چلے کہ ہم میں کیا کمی ہے؟ جس کے باعث قرآن و سنّت کے مطابق بولنے کی اجازت نہیں دی گئی!"

پھر اللہ کا نام لے کر اللہ کے گھر سے نکل آؤ۔ مسجد سے باہر نکل کر یہ دعا کرو:

"یا اللہ! تیرے ہم گنہ گار بندے، تیرے اور تیرے حبیب اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حکم کے ماتحت دینِ اسلام کی تبلیغ کے لیے گھر سے نکلے تھے، اب تیرے گھر سے بھی نکال دیے گئے۔ الحمد للہ! یہ معاملہ ہمارے لیے تو بہت ہی نافع ہے، نیکی ہی نیکی ہے۔ اگر تیری راہ میں ہماری کھال بھی اتار دی جائے تو ہمارے لیے نفع ہی نفع ہے۔ ہماری کسی بھی چیز کو نقصان نہیں پہنچتا اور ہماری یہ بہترین تجارت ہے۔ البتہ تیرا اسلام اور تیری دنیائے اسلام ضرور

اس اخلاق سے نالاں ہے۔

حرم کا یہ نظام کہیں تیرے نوجوانوں کے دلوں میں دوری کا بیج نہ بو دے۔ جب وہ نکلے تو نکالنے والے اپنی "کامیابی" پہ مسکرائے، حالاں کہ یہ رونے کا مقام تھا، عبرت کا مقام تھا۔ یہ کون سا مسکرانے کا مقام تھا؟ اللہ کے بندوں کو جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے تھے، اللہ کے گھر سے نکال دیا گیا۔ کیا یہ ہنسنے کا مقام ہے؟ ہرگز نہیں۔

اللہ کے بندو، اللہ سے ڈرو! اللہ کے گھروں میں سے اللہ کے بندوں کو مت نکالو۔ اللہ کے ذکر و تبلیغ سے نہ روکو۔ نوجوانوں کو اللہ کے گھر سے ذکر کرنے سے روک دیا گیا۔ اسی پہ اکتفا نہیں کیا، ان کو مسجد سے نکل جانے پہ مجبور کیا۔ دورِ حاضر کا مشتعل گریجوایٹ جس پہ کوئی بھی قابو نہیں پاسکتا، اللہ کے لیے اپنے آپ پر قابو پا گیا۔

یا اللہ! اگر تو نے اپنے گھر کے اس نظام کی اصلاح نہ فرمائی تو ڈر ہے کہ کہیں تیرے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کے نونہال نوجوانوں کا جذبہ، جو اُن کے دل میں تیرے دین کو تازہ کرنے کے لیے ٹھاٹھیں مار رہا ہے، نفرت میں تبدیل نہ ہو جائے۔

کہیں تیرے حرم کا یہ اخلاق نوجوانوں کے دلوں کی حرارت کو سرد نہ کر دے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸۳ آزادی کے پہلے ہی جھٹکے نے غلامی کی زنجیروں کو کڑی کڑی کر دیا۔

تن کی قید، اگر من آزاد ہو، کوئی معنی نہیں رکھتی۔

اور من کی قید، اگرچہ تن آزاد ہو، دوزخ سے بدتر ہے۔

اے غلام ملک کے باشندو! فدایانِ حرّیت آزادی کا پہلا دن ہمیشہ زندانوں ہی میں مناتے چلے آئے ہیں۔

۱۹۴۵ء

الحمد للحیّ القیّوم

۶۸۴　اے حسینانِ جہاں! اسیرِ زلف کو زنجیر کی حاجت نہیں۔ تیرا اپنے چاہنے والوں کو پابندِ زنجیر کرنا بے رحمی نہیں، تو کیا ہے؟

الحمدُللحیّ القیّوم

۶۸۵　بلالؓ، حسن کی زلف کا اسیر تھا اور "وہ" سطوتِ شاہی کا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۶۸۶　ہر شے کی تکمیل ارادے پر مبنی ہوتی ہے۔ انسان جب کسی کام کا مصمّم ارادہ کر لیتا ہے، اللہ اسے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیتا ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۶۸۷　اللہ کے بندے اپنے لیے کوئی کمائی نہیں کیا کرتے۔ اور نہ ہی کمانے کے لیے کوئی کام کیا کرتے ہیں۔ ہر کام کو اللہ کا کام سمجھ کر اللہ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں۔ کسی سے بھی کوئی اُجرت یا معاوضہ نہیں لیتے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۶۸۸　دنیا میں کسی بھی چیز کے کبھی مالک نہیں بنتے۔ ہر چیز جو بھی اللہ نے انہیں استعمال کے لیے دی ہوتی ہے، اللہ ہی کی مِلک و میراث سمجھتے ہوئے اپنے استعمال میں لاتے ہیں لیکن کسی بھی چیز کی ملکیت کا دعویٰ نہیں رکھتے۔
ہر مال کو اللہ کا مال اور ہر مِلک کو اللہ کی مِلک سمجھ کر، ہر مال و ملک سے دستبردار رہتے ہیں۔ جو مال بھی ان کے پاس ہوتا ہے، ہاتھ کی ہتھیلی پہ ہوتا ہے، دل میں نہیں ہوتا۔ دل کو ہر وقت ہر شے سے پاک و صاف رکھتے ہیں اور اسی نسبت سے لوگ انہیں صوفی کہتے ہیں۔
دل کے حجرے کو اللہ کے لیے خالی رکھتے ہیں۔ اپنے نفس سے ہر وقت آگاہ رہتے ہیں۔ اس کی کسی بھی غیر مستقیم خواہش کو اُبھرنے نہیں دیتے۔ ذلیل اور قابو میں رکھتے ہیں۔

آپ کو ایک اللہ کے بندے کا قصہ سنائیں:

ایک آدمی نے اپنے شیخ سے فرمائش کی کہ مجھے کسی اللہ کے مقبول بندے کی زیارت کرائیں۔ انہوں نے ان کی نشان دہی کی۔ اُس نے دیکھا کہ وہ ایک بازار میں لکڑیاں سر پہ اٹھائے بیچنے کے لیے جا رہا ہے۔ پولیس کے ایک سپاہی نے آواز دی، "یہ گٹھا کتنے پیسوں میں بیچے گا؟" اس نے کہا تین آنے میں۔ اس پہ اس نے ان کے ایک چابک مارا اور کہا کہ "ڈیڑھ آنا لے اور یہ گٹھا مجھ کو دے۔" انہیں مجبوراً وہ گٹھا ڈیڑھ آنے میں دینا پڑا۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ اس شخص نے ان کا تعاقب کیا۔ محترمہ بیوی صاحبہ نے پوچھا کہ کتنے پیسے لائے ہو؟ کہا ڈیڑھ آنہ! اس پہ وہ بہت ناراض ہوئیں۔ انہیں بُرا بھلا کہا اور کہا کہ تجھے تو تین آنے میں بیچنے کو کہہ کر بھیجا تھا۔ ڈیڑھ آنے میں کیوں بیچا؟ زائر نے ان سے پوچھا۔ آپ اتنے بلند پایہ انسان ہیں، آپ سے ایسا سلوک کیوں؟

جواب دیا:

"یہ میری بیوی ہے، میری خدمت کرتی ہے، میرے لیے کھانا پکاتی ہے، اس کا مجھ پہ حق ہے۔ جب میں باہر جاتا ہوں، اس سے پوچھ کر جاتا ہوں۔ جتنے پیسے مجھے کہتی ہے لے کر آتا ہوں۔ جس دن اتنے نہیں لاتا، اسی طرح ہوتا ہے۔ مجھے اس کا یہ سلوک اس لیے بُرا نہیں لگتا کہ اس نے مجھ کو اللہ کے کاموں کے لیے پوری طرح فارغ کیا ہوا ہے۔ میرے کسی اور کام میں کبھی مُخل نہیں ہوتی۔ میں اس کا احسان مند ہوں۔ لہٰذا ایسی معمولی باتوں کو کیوں کر خاطر میں لاسکتا ہوں؟"

ہمارے پاس قال ہے، ان کے پاس حال تھا۔ وہ کرتے تھے، کہتے نہ تھے۔ ہم کہتے ہیں، کرتے نہیں۔

ہمارا حال ان سے کہیں مختلف ہے۔ ہمارے پاس اسلاف کی سی کوئی بھی عادت نہیں اور نہ ہی کوئی کردار ہے۔ اس صورت میں کسی کے بھی مقام کو کیا بقا حاصل ہو سکتی ہے اور کب تک ہو سکتی ہے؟

ہمارا یہ حال اللہ کی رحمت ہی کا منتظر ہے۔ اللہ ہمیں علم پر عمل اور عمل پر استقامت عنایت فرمائے
آمین! ورنہ یہ لرزتی ہوئی دیواریں کیوں کر ہمیشہ قائم رہ سکتی ہیں؟

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیوم

۶۸۹ نظم و تنظیم یہ ہے کہ ہر شے کے لیے جگہ متعین ہو اور ہر شے اپنی جگہ پر ہو۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۹۰ جس کام میں خلوص ہوتا ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ اخلاص کے معنی ہر قسم کی آلائش سے پاک کرنا ہیں۔
ناکامی، جو ایک آلائش ہے، خلوص کے سامنے کافور ہو جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۹۱ سنجیدگی ادب کا حصار ہے۔ جو اُسے کبھی حد سے تجاوز کرنے نہیں دیتی اور بے تکلفی ادب کی
تمام حدیں توڑ دیتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۹۲ نفس تیرا حاکم نہیں، محکوم ہے۔ اپنے نفس کو زیر دست اور قابو میں رکھ

الحمد للحیّ القیوم

۶۹۳ ہر بندے کا دل، ہر وقت کسی نہ کسی واردات کا مرکز بنا رہتا ہے۔ شیطان دل کے قریب اپنا
مورچہ بنائے بیٹھا رہتا ہے۔ اس کی صرف ایک ہی منزلِ مقصود ہے کہ بندے کو اللہ کی نافرمانی پہ
آمادہ کرے اور اس کے لیے وہ اپنی پوری کوشش ہمیشہ جاری رکھتا ہے۔ بندے اس سے
غافل ہوتے ہیں لیکن یہ کسی بھی وقت کسی بھی بندے سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ ہر وقت ہر بندے
کی تاک میں رہتا ہے اور گھات میں رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۶۹۴ نفس شیطان سے قریب تر ہے۔

هرنفس:
لذّت کا طالب ہے
راحت کا طالب ہے
زینت کا طالب ہے
شُہرت کا طالب ہے۔

ہر وقت، ہر حال میں، کسی نہ کسی خواہش کی فرمائش کرتا رہتا ہے۔ دل کو مجبور کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ جیسے وہ چاہتا ہے، منوا ہی لیتا ہے۔ جب تک اپنی خواہش پوری نہیں کروالیتا، اِصرار کرتا رہتا ہے۔

دل کے ایک طرف فرشتہ رہتا ہے، جو بندے کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلاتا ہے۔ ہر معاملہ میں اللہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، دعا کرتا ہے، تلقین کرتا ہے، شیطان کے شر سے بچاتا ہے۔ کبھی گرنے نہیں دیتا۔ ڈگمگانے لگتا ہے، تو تھام لیتا ہے گویا سینے کا سکینہ ہے۔

صاحبِ دل کا دل اللہ کی تجلّیات کا مرکز ہوتا ہے، اور کوئی دل کسی وقت بھی تجلّی سے کبھی خالی نہیں رہتا۔

تجلّیات کی دو ہی قسمیں ہیں؛
ایک جلالی اور دوسری جمالی۔

اور یہ ہمیشہ ایک سی نہیں رہتیں۔ بعض دفعہ ایک ہی دن میں کئی کئی بار بدلا کرتی ہیں۔ اس وقت وہ بندہ گویا اللہ کے حضور میں حاضر ہوتا ہے۔ شیطان اس کے قریب نہیں آسکتا، اس پہ اس کا کوئی داؤ نہیں چل سکتا، پھر بھی تاک میں ضرور رہتا ہے کہ جونہی اسے ذرا سا موقع ملے اپنا کام کرجائے۔

نفس اللہ کی تجلّیات کی تاب نہیں لاسکتا، لاغر ہو جاتا ہے، نا امید ہو جاتا ہے۔ جب اُسے

حق الیقین ہو جاتا ہے کہ اب اس کی کوئی خواہش پوری نہیں ہو سکتی، ہتھیار پھینک دیتا ہے۔ مجبور ہو کر دونوں ہاتھ کھڑے کر دیتا ہے۔ رُوح سے اتحاد و اتصال وارتباط کر لیتا ہے حتیٰ کہ اس کی کوئی بھی خواہش باقی نہیں رہتی، طلب و تمنا سے کُلیتاً پاک ہو جاتا ہے اور یہ انسانیت کا بہت اونچا مقام ہے۔ گویا ہر حال میں اللہ کی رضا پہ راضی اور مطمئن ہو جانا ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی نفس کبھی مطمئن نہیں ہو سکتا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۹۵ جلال و جبروت، دبدبۂ شاہی کی یہ تجلّی حکمتِ الٰہی پہ مبنی ہوتی ہے۔

بندہ بے چارہ نہ اس حکمت کو سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی اس کی تاب لا سکتا ہے اور بندہ کے ننھّے سے دل میں جب عرشِ عظیم کا رب جلوہ نمائی کرتا ہے، اللہ اللہ! بندہ سلطانی دبدبے کی ہرگز تاب نہیں لا سکتا۔ تھر تھر کانپنے لگ جاتا ہے، پانی پانی ہو جاتا ہے، خوف کے مارے دم خشک ہو جاتا ہے، دل گھٹنے لگتا ہے، کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

اور یہ خوف ادب کے تحت ہوتا ہے، رعب کے نہیں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۶۹۶

عِلم الحدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث: اللہ کے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام، السنی سبق اور دیوانوں کا سرمایۂ حیات ہے۔ اس کا چھن جانا یا الٹ جانا تو موت کے مترادف ہے ہی، اس کا کم ہو جانا بھی موت سے کم نہیں۔ سنّت کا مدار حدیث پر ہے گویا حدیث، سنّت کی اُم ہے۔

ایک سنّت ایک نعمت ہے اور یہ نعمت ساری دنیا کی نعمتوں سے کہیں بھاری ہوتی ہے، دنیا کی کوئی بھی نعمت سنّت کی کسی بھی نعمت کی برابری نہیں کر سکتی، کبھی نہیں کر سکتی۔

اولیائے عظام کا مجاہدہ و مشاہدہ اگرچہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، ایک چھوٹی سی بھی سنّت کی برابری نہیں کرسکتا۔ مقام و مقبولیّت میں جو درجہ سنّت کی اِتّباع کو حاصل ہے کسی اور کو نہیں، بالکل نہیں، ہرگز نہیں۔

بلالؓ کا سوز اور اویسؒ کی محبت سنّت ہی کے اِتّباع کے نور کی برکت سے تھی۔ رسنّتِ محمدیؐ کی حقیقت سادگی و مساوات ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۹۷ محبت کے پھول آنکھوں کے گملوں میں پرورش پاتے ہیں جو پلکوں کی حفاظت میں سینچے جاتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۶۹۸ **اسلام حق ہے اور حق:**

مٹنے کے لیے نہیں، مٹانے کے لیے آیا ہے۔

دبنے کے لیے نہیں، دبانے کے لیے آیا ہے۔

گرنے کے لیے نہیں، گرانے کے لیے آیا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیّوم

۶۹۹ جب تک سارنگی کی ساری تاریں پوری طرح کسی نہیں جاتیں، کوئی راگ کبھی نہیں نکل سکتا۔ یہی حال بندے کے مَن کا ہے۔ جب تک کسی کا تن من مالک کی مرضی کے مطابق منظوم نہیں ہوتا، کوئی سالک کبھی کسی منزل پہ نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کسی کی کوئی جدوجہد کوئی رنگ لاسکتی ہے خواجہ مُعینُ الدّینؒ والحقّ جب منظّم ہوئے تو تیز گام سے بھی تیز مدینہ سے اجمیر پہنچے۔ آپ کی راہ میں کوئی پہاڑ، کوئی سمندر اور کوئی بیابان و ریگستان حائل نہ ہوسکا۔ ہرگز نہ ہوسکا۔

اور ہم ہر وقت سواری کے محتاج ہیں، ایک قدم چلنے کی طاقت نہیں رکھتے ۔ اسی طرح

حضرت مخدوم صاحب صابر کلیریؒ نے

بارہ سال اپنے ماموں

حضرت فریدُ الدّینؒ مسعودؒ صاحب کا لنگر تقسیم کیا مہمانوں کو کھلایا لیکن خود کچھ نہ کھایا۔ ایک مدت گولر کی شاخ کو تھامے استغراق کے عالم میں کھڑے رہے ۔ ہمارا وقت یونہی گزرا اور فضول گزرا ۔

اس حال میں جینا کوئی جینا نہیں اور نہ ہی اس حال میں مرنا کوئی مرنا ہے ۔ اللہ اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہماری کمی دور فرمائے اور پوری فرمائے اور ہمیں قابلِ رشک زندگی مرحمت فرمائے ۔

الحمد للحیّ القیوّم

* اس مقام پہ یہ دُعا اکسیر ہے ۔ اسے کثرت سے پڑھیں اور خوب پڑھ کر اس دعا کے فضائل و برکات سے مستفیض ہوں ۔

دُعا یہ ہے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَ اجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ ط اٰمِیْنْ

ترجمہ

اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے ہدایت بخش اور مجھے عافیت سے رکھ ۔ اور مجھے روزی عنایت فرما اور میری کمی کو دور کر اور میرا رتبہ و نصیب بلند فرما ؛ آمین ۔ یا حیّ یا قیوّم !

گویا دین و دنیا کی ساری چیزیں مانگ لیں ۔

الحمد للحیّ القیوّم

۷۰۰ گیدڑ کی بزدلی دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن اپنے بچوں کی حفاظت کے لیے ایک گیدڑی شیر کی سی جرأت رکھا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۱ کیا یہ مسلمان کے لیے غیرت کا مقام نہیں کہ المنجد، مِفتاح کنوز السنۃ، نجوم الفرقان فی اطراف القرآن وغیرہ جیسی تحقیقی کتب کے مرتب جرمن وانگریز ہیں اور ہمارا سارا وقت ابحاث ہی میں ضائع ہوا!

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۲ اگر ہم دین کے علم کو ہر علم سے افضل اور کافی سمجھتے تو اپنے ہونہار نونہالوں کو دین کا پورا علم سکھلاتے اور پھر یہ کام جو انگریز نے کیا، وہ کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۳ اگر کسی کو کسی بھی در سے کچھ نہ ملا ہو، ہر در سے خالی پھرا ہو، اگرچہ ازلی بدنصیب ہو، پھر بھی ناامید نہ ہو علم الحدیث اکرم الاکرمین کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مائدہ ہے۔ اگر کوئی یہاں دستِ سوال دراز کرے، اللہ کی رحمت برسے اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی بھی سائل کبھی اس مائدہ سے خالی پھرے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۴ ارے او صحرانورد!

"اتنی کڑی گرمی، تو کیا کرتا پھرتا ہے، کسی ایک جگہ چین سے کیوں نہیں بیٹھتا؟"

میں صرف یہ دیکھتا پھرتا ہوں کہ شیطان اس جگہ کس انداز میں اور کیا کام کر رہا ہے۔"

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۵ دنیا میں کوئی بھی جگہ اور کوئی بھی آدمی ایسا نہیں جو پوری طرح شیطان سے محفوظ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۶ تصوّر محبّت کے کمال کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۷ جب قلب، روح اور نفس، تینوں ایک مقام پر متحد ہو کر تصوّر پیدا کرتے ہیں تو تصوّر کی تصاویر حقیقت کا جامہ پہن لیتی ہیں۔ چنانچہ اعمالِ انسانی میں جو خوش رنگیاں اور بے ڈھنگیاں ظہور میں آتی ہیں، وہ ان ہی تینوں عوامل کی متناسب یا غیر متناسب آمیزش کا نتیجہ ہوتی ہے۔ مثلاً:

ا: اگر انسان اپنے قلبی واردات کو جو اس آب و رنگ کی دنیا کے مشاہدہ سے پیدا ہوتے ہیں، خواہشاتِ نفس کی عینک سے دیکھتا ہے اور بے ثبات جلوہ آرائیوں سے مسحور ہو جاتا ہے تو روح کے داروغہ ضمیر کے بار بار متنبّہ کرنے اور چابک کھانے کے بعد بھی اعمالِ قبیحہ سرزد ہوتے ہیں اس وقت روح کمزور ہونے کی وجہ سے نفس اور قلب سے اتحاد کر لیتی ہے۔

ب: اگر انسان وارداتِ قلبی کو منضبط نفس (یعنی جس نفس کی خواہشات کو ضابطہ کے اندر لایا گیا ہو) کے تحت لا کر روح کے داروغہ کی ہدایات پر عمل کرے تو اعمالِ صالحہ ظہور میں آتے ہیں۔ اس وقت بھی روح، قلب اور نفس متحد ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۰۸ دنیا کا کوئی لالچ اور کوئی خوف کسی فقیر کو کبھی للچا نہ سکا، اور نہ دھمکا سکا۔ جب اس کے حضور میں امارت پیش ہوئی، منہ پھیر لیا اور جب دولت پیش ہوئی، اللہ اللہ! اس پہ تھوک دیا۔ دنیا کا کوئی منظر اسے کبھی راغب نہ کر سکا، نہ ہی وہ کسی بازار میں بک سکا۔

سلطان ابراہیم ادھمؒ

ایک لق و دق جنگل میں شکار کے لیے تشریف لے گئے۔ انہیں ایک پرانا قلعہ نظر پڑا۔ آپؒ اس کے اندر داخل ہوئے تو ایک طرف چند اینٹوں کا ایک بے ترتیب سا ڈھیر دیکھا۔ آپؒ نے ان اینٹوں کو جب اٹھایا تو دیکھا کہ وہاں ایک خزانہ مدفون ہے۔ آپؒ نے سوچا، اسے کسی غریب آدمی کو دے دیا جائے۔ آپؒ باہر تشریف لائے تو دیکھا، قریب ہی ایک آدمی لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے۔ آپؒ نے اسے آواز دی کہ میرے ساتھ چل! میں تجھے ایک خزانے کا پتہ بتاتا ہوں۔ اسے اُٹھا کر گھر لے جا اور آرام و راحت سے زندگی بسر کر۔

بوڑھے لکڑہارے نے جواب دیا:

"بادشاہو! اس خزانے کو آپ ہی اپنے گھر لے جاؤ۔ اس کی آپ ہی کو ضرورت ہو گی، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، اسے میں بچپن سے دیکھتا چلا آرہا ہوں۔"

یہ سن کر سلطان ابراہیم ادھمؒ بلخی بڑے ہی نادم ہوئے، شرم کے مارے پانی پانی ہو گئے۔ آنکھیں نیچی کر لیں۔ سوچنے لگے:

"آج ایک لکڑہارا مجھ سے بازی لے گیا۔ حقیقت میں یہ لکڑہارا بادشاہ ہے، اور میں بادشاہ ہوتے ہوئے بھی حرص ہی کا غلام ہوں۔"

جوں جوں آپ غور کرتے گئے، اسرار و رموز منکشف ہوتے گئے اور بہت سی سبق آموز اور عبرت انگیز باتیں ظہور پذیر ہوئیں جو بالآخر آپ کے ترکِ سلطنت کا باعث بنیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۰۹

کپاسؒ کا پھُولؒ

جس دن وہ اللہ کا برکت والا نام لے کر اللہ کی راہ میں نکلا، کپاس کے کھیت کے پاس سے گزرا۔ کپاس میں پھول آئے ہوئے تھے۔ اُس نے ایک پھُول کو توڑا اور بڑے غور سے دیکھ کر کہنے لگا تیرا رنگ کتنا دلکش ہے لیکن یہ رنگ تجھے پھر نہیں ملنا۔ اسی طرح شام تک کہتا رہا۔ شام کو سونگھا تو بُو نہ تھی۔

پھر وہ پھول سے یوں مخاطب ہوا:

"اے پھول! تو شباہت بھی رکھتا ہے، بناوٹ بھی، نزاکت بھی اور سجاوٹ بھی۔ تجھ میں ہر شئے ہے، ایک بُو نہیں۔ تو سب کچھ لایا، بُو سے خالی کیوں آیا؟ شاید تجھے یہ معلوم نہ تھا کہ نگار خانۂ دہر میں رنگت بلا بُو نامقبول اور بُو بلا رنگت مقبول ہے۔

اس پر وہ بہت تلملایا، کہنے لگا:

"کیا تو نے بُو کی بے ثباتی پر غور نہیں کیا؟ مجھے کلیوں کے حال پر رونا آتا ہے۔ کھلتے ہی توڑ کر شہزادی کے حضور پیش کیا گیا۔ اس نے کسی کو سونگھا، کسی کو بالوں میں سجایا اور کسی کا ہار پہنا اور پھر چند گھنٹوں کے بعد ان سب کو اتار کر پھینک دیا۔ میں نے کلی کی بُو کو جب یوں بے آبرو اور پامال ہوتے دیکھا، بُو سے بے نیاز ہوا۔ میں بُو نہیں، اپنے ساتھ ایک پھٹی لایا ہوں اور اس ننھی سی پھٹی میں:

بادشاہ کی خلعت، شہزادی کا آنچل، فقیر کی گدڑی، عالم کی قبا، مجاہد کا بکتر اور ہر کسی کا پیراہن ہے۔ دنیا میں بسنے والا کوئی بھی آدمی میری اس پھٹی سے بے نیاز نہیں، حالاں کہ میں سب سے بے نیاز ہوں۔ کُل عالمِ انسانیت کا میں ستر پوش ہوں اور وہ میری اس پھٹی میں ملبوس ہے کسی بھی وقت مجھ سے مستغنی نہیں۔ مجھے پہنا

جاتا ہے، سجایا جاتا ہے اور اپنی عظمت کے اظہار کا ذریعہ بنایا جاتا ہے جس بُو کو تو مقبول کہتا ہے، اُس بُو کو مجھ پر چھڑ کا جاتا ہے اور مجھ کو معطّر بنایا جاتا ہے۔ میری آغوش میں تھی تھی، اگر تھی کے ساتھ بُو بھی ہوتی، گلچیں میرے بوستان کو لُوٹ لیتا اور میں تھی کو سلامت لے کر منزل تک نہ پہنچتا۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۱۰۔ ہر قسم کا مکر و فریب، دھوکا، دغا بازی، ہیرا پھیرا، جھوٹ، دوڑ دھوپ، یہ سب دو روٹی ہی کے لیے ہے حالاں کہ کھانا انسان کا پیدائشی حق ہے۔ کھانا سب کو ملتا ہے، کوئی بھی بھوکا بستر پہ نہیں سوتا۔

سادہ روٹی: حلوے پلاؤ سے ہر لحاظ سے اچھی ہوتی ہے، آسانی سے حاصل ہوتی ہے۔ آسانی سے تیار کی جاتی ہے اور آسانی ہی سے ہضم ہو جاتی ہے اور طاقت و قوت کا باعث بنتی ہے۔

روغنی غذائیں: لذیذ تو ہوتی ہیں، مشکل سے ملتی اور مشکل سے ہضم ہوتی ہیں۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۱۱۔ اے مسلمان! اے ملّت کے پاسبان!

ملّت تیری صداقت و عدالت و شجاعت و شرافت و سخاوت کے جوہر دیکھنے کی طلب گار ہے تو نیکی کے میدان میں آ اور زندگی کا کوئی نمونہ پیش کر۔ اللہ کا "کُن" تیرے ارادے کی تکمیل کے لیے بے قرار ہے۔

کیا تو نے کبھی اس پہ بھی غور کیا کہ تو زمین پہ اللہ کا خلیفہ ہے؟ اللہ کا خلیفہ! اللہ نے تجھے اپنا خلیفہ بنا کر تیرے مقام کو ہر مقام سے بلند فرمایا اور یہ خلافت عنایت کی حد ہے۔ تجھے اس کی قدر ہی نہیں گویا خبر ہی نہیں۔

آدمؑ تیرا باپ ہی تو تھا۔ تیرے باپ کو فرشتوں نے سجدہ کیا، جبرائیلؑ نے کیا، میکائیلؑ نے کیا، اسرافیلؑ نے کیا، عزرائیلؑ نے کیا: بیٹے کو باپ کی وراثت ملا کرتی ہے، ضرور ملا کرتی ہے۔ تجھے کیوں نہ ملی؟ تو اپنی میراث کی تلاش کر، اور جیسے بھی ہو، اسے حاصل کر۔

تیرا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوا کرتا تھا۔

وہ بھی کیا دن تھے جب تیری اپنی کوئی مرضی نہ تھی، اللہ کی مرضی تیری مرضی تھی۔ تیری مرضی اللہ کی مرضی میں مدغم ہوتی تھی اور اللہ کی رضا تجھ پہ راضی ہوتی تھی۔ تو نے جب بھی کسی چیز کا ارادہ کیا، پورا کیا۔ کسی بھی ارادے کو ادھورا نہ چھوڑا۔ تیرا ارادہ کبھی نہ ٹلا، کبھی نہ ہلا، کبھی نہ رُکا اور کوئی بھی رکاوٹ تیری راہ میں کبھی حائل نہ ہوئی۔ تو جس بھی میدان میں اترا، بازی لے گیا۔ تیرے عزمِ آہنی کے سامنے یہ پہاڑ، ایک تنکے سے بھی زیادہ وقعت نہ رکھتے۔ کوئی پہاڑ تیری راہ نہ روک سکا۔ سمندر تیرے عزم کے سامنے ایک چلّو بھر پانی سے زیادہ اہمیت نہ رکھتا۔

اے نوجوان مسلم!

جب تک تو دنیا میں اللہ کے لیے رہا سارا جہان تیرے لیے رہا اور ساری خدائی تیرے لیے رہی اور جب سے تو جہان کا بنا تیرا کوئی بھی نہ بنا اور کچھ بھی نہ بنا۔ یہی تیری پستی اور یہی تیری ذلت ہے۔ تیری داستان کے بوسیدہ اوراق ملّت کے بوستان میں بکھرے پڑے ہیں ان کو یکجا کر اور پڑھ کر:

اسلام کو جب بھی کسی نے للکارا اور جب بھی اسلام نے تجھ کو پکارا، تو مسکرا کر اُٹھا، دندنا کر بڑھا اور اغیار پر قہرِ الٰہی بن کر ٹوٹا۔ اسلام کی خاطر تو سولی پہ لٹکا، تپتے ہوئے صحراؤں میں تڑپا، انگاروں پہ لوٹا، دریاؤں میں کودا، پہاڑوں سے ٹکرایا، مصائب پہ مسکرایا، کھال کھنچوائی، لیکن اسلام پہ آنچ نہ آنے دی۔

آج نہ معلوم کیوں تو ٹس سے مس نہیں ہوتا! آج تو نے خود اپنی جمعیت کے شیرازے بکھیر ڈالے۔ تیرا خون ملّت کی بے آبروئی اور رسوائی پہ کیوں نہیں گرماتا؟ کاش! تجھ میں کوئی بھی بات تو باقی ہوتی

جب تک تو اللہ کے لیے رہا، فتح و نصرت تیرے ساتھ رہی اور تیرے ہاتھ رہی تو جہاں بھی جاتا فتح پاتا۔ کبھی مار نہ کھاتا، کبھی ہار نہ مانتا۔

اللہ کا "کُن"، تیرا اشتیاق اور تیرے ارادے کی تکمیل کے لیے بے تاب رہتا، آخر یہ کُن تیرے ہی لیے تو ہے اور تجھے اس کی خبر ہی نہیں۔ تو جس بھی میدان میں اللہ اکبر کہتا، رَن کانپ اٹھتا تو کسی بھی میدان میں اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہی تیری غیرت، یہی تیرا فخر اور یہی تیری مردانگی تھی۔

اللہ کے سوا کسی اور سے ڈرنا فتویٰ میں شرک اور تقویٰ میں کفر ہے۔

تو کسی سے بھی کوئی امید نہ رکھتا۔ کسی سے کوئی امید رکھنا اپنے لیے ذلّت و رسوائی کا موجب سمجھتا۔

نوری فرشتے تیرے در کی دربانی کیا کرتے تھے اور آج شیاطین تجھے ڈرا اور دھمکا رہے ہیں۔

یہ دنیا جو آج تیری امام بنی ہوئی ہے، تیرے غلاموں کی غلام ہوا کرتی تھی۔ یہ عزت کوئی عزت ہے کہ جس پہ تو اتراتا نہیں تھکتا، یہ واہ واہ، یہ کھانا، یہ پینا ایک دھوکا ہے، فریب ہے اور اس میں ہر کوئی مبتلا ہے۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷ چوکیدار کبھی رات کو سویا نہیں کرتا۔

کسی کا کوئی بچاؤ، کسی کو موت سے کبھی بچا نہیں سکتا۔ موت کا وقت معیّن ہے، اس سے پہلے کوئی ذی روح کبھی مر نہیں سکتا اگرچہ اسے مارنے پر ساری دنیا آمادہ ہو۔ جب وہ معیّن وقت آجاتا ہے تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔

ہمارے حفاظتی دستے ایمان کی کمزوری کے باعث ہیں۔ ورنہ اگر کوئی کبھی بھی حفاظتی دستہ نہ رکھے، تو وہ اپنی موت کے وقت سے پہلے کبھی مر نہیں سکتا اگرچہ دشمن کے شہر میں ہو اور جب اس کی موت کا وقت آجائے تو بچ نہیں سکتا اور نہ ہی بچایا جا سکتا ہے۔

یاحیّ یاقیّوم

عہدِ فاروقیؓ کا واقعہ ہے

کہ حضرت خالدؓ بن ولید فتوحات کا پرچم اڑاتے شام کے علاقے میں جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک قلعہ پڑا جس کے رہنے والے مسلمان افواج کی آمد کا سن کر قلعہ بند ہو چکے تھے۔ مسلمانوں نے محاصرہ کر لیا۔ چند دن اسی طرح گزر گئے۔ اچانک ایک دن قلعہ کا دروازہ کھلا۔ ایک وفد جو راہبوں اور معززینِ شہر پر مشتمل تھا، نمودار ہوا اور پوچھتا ہوا حضرت خالدؓ کے پاس پہنچا اور صلح کی گفتگو کے ارادے کا اظہار کیا۔ دورانِ گفتگو ان لوگوں نے بتایا کہ وہ اپنی قوم سے یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ اگر وہ اپنے مشن میں کامیاب نہ ہوئے تو واپس لوٹنے کی بجائے وہیں خودکشی کر لیں گے اور پھر ایک شیشی دکھائی جس میں ایک خطرناک قسم کا زہر تھا۔ جونہی حضرت خالدؓ نے ان کا ارادہ معلوم کر لیا فرمایا "کیا میں یہ شیشی دیکھ سکتا ہوں؟" انہوں نے کہا "کیوں نہیں! لیکن خیال رہے کہ اس زہر ہلاہل کے چند قطرے ہزاروں انسانوں کی ہلاکت کے لیے کافی ہیں۔"

حضرت خالدؓ نے باتوں باتوں میں اس شیشی کا ڈھکنا کھولا اور بسم اللہ پڑھ کر سارا زہر پی گئے۔ اس حیرت انگیز واقعہ پر ان لوگوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے اور نہایت بے چینی سے حضرت خالدؓ کی طرف دیکھنے لگے کہ ابھی گر کر اور تڑپ کر جان دے دیں گے مگر حضرت خالدؓ بدستور بڑے اطمینان سے ان لوگوں سے مصروفِ گفتگو رہے۔

راہب حیرت میں گم تھے۔ ان کے منہ سے بات تک نہ نکلتی تھی۔ وہ سوچ رہے تھے کہ یہ انسان ہیں یا جن؟ بالآخر پوچھ ہی لیا:

"یہ زہرِ ہلاہل آپ کے سارے لشکر کے مارنے کو کافی تھا لیکن کیا وجہ ہے کہ آپ پر اس نے کوئی اثر نہیں کیا؟ اور پھر جب آپ کو معلوم تھا، آپ نے یہ خطرہ مول کیوں لیا؟"

حضرت خالدؓ نے فرمایا:

"تمہارے اور ہمارے ایمان میں یہی بنیادی فرق ہے تم لوگ موت اور زندگی کے حقیقی مفہوم سے ناآشنا ہو۔ تم اپنی موت کو اس زہر کی شیشی میں سمجھتے تھے لیکن ہمارا ایمان ہے کہ موت و حیات صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ موت کا ایک وقت معین ہے جسے کوئی بڑھا سکتا ہے اور نہ کم کر سکتا ہے۔"

حضرت خالدؓ کے اس زندۂ جاوید خطبے نے وہ کام کیا جو پورے لشکر کی تلواریں بھی نہ کر سکتی تھیں۔ وہ سارے لوگ وہیں مسلمان ہو گئے۔

ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

موت کے آگے ہر قوت وحکمت ہیچ و بے کار ہے۔ اگر قوت وحکمت کو موت کے معاملہ میں کوئی دخل ہوتا تو بادشاہ اور حکیم کبھی نہ مرتے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷/۱۳ جس طرح معصیت میں ہمارا پہلا نمبر ہے،

صالحیت میں بھی ہو آمین

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷/۱۴ تیرے نور کی لہروں سے تیرے فقیروں کے یہ خاکی وفانی اجسام نوری و باقی ہوں۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷/۱۵ سفارش رشوت کی بہن ہے۔ عدلیہ، عدلیہ ہے۔ کسی کی بھی اور کسی سے بھی سفارش نہیں سنتی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷/۱۶ منصف وہ ہے جو انصاف کی جمیع صفات سے متصف ہو۔ اپنے پرائے میں کوئی تمیز نہ رکھے۔

جب عدل کی کرسی پر بیٹھے ، عدل کرے ۔ یگانہ ہو یا بیگانہ ، ایک ہی میزان سے تولے ۔ جو سفارش سے مجبور کرے ، یہ کیسے کہ ملک کے وقار کا دارومدار عدلیہ پر اور عدلیہ کا غیر جانب داری پر موقوف ہے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۷ء اللہ نے پہلے آسمان کو بنایا ۔ پھر میزان قائم کی اور حکم دیا اس میزان کو قائم رکھو ۔ ذرا سی بھی کمی نہ کرو ۔ پھر زمین بنائی ۔

عدلیہ میزان ہے ۔

کوئی بھی فیصلہ کسی سفارش کے تحت کبھی نہ ہو ۔ ہر فیصلہ حقائق کی بنا پر ہو ۔ اپنا ہو یا بیگانہ ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۸ء عدلیہ اپنے پرائے میں کوئی تمیز روا نہیں رکھا کرتی یہاں تک کہ مومن اور کافر میں بھی نہیں ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۱۹ء میزان کے دو پلڑے ہوتے ہیں ۔ دونوں پلڑوں میں انصاف کے باٹ ہوں اور کسی بھی پلڑے میں کسی کی بھی اور کوئی سفارش کبھی نہ رکھی جائے ۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۲۰ء لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ :

"حضرت عباسؓ کے گھر کا پرنالہ مسجدِ نبوی میں گرتا ہے جس سے لوگوں پر چھینٹیں پڑتی ہیں ، اسے اکھڑوا دیا جائے "

حضرت عمرؓ نے ابن عباسؓ سے پوچھے بغیر مسجدِ نبویؐ کی حرمت اور لوگوں کی تکلیف کے احساس اور شکایت کی بنا پر پرنالہ اکھڑوا دیا ۔ حضرت ابن عباسؓ نے دیکھا تو حضرت عمرؓ سے شکایت کی کہ :

"اے عمرؓ ! اے امیر المؤمنین ! تجھے معلوم ہے کہ وہ پرنالہ جو تو نے اکھڑوایا ہے ،

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے نصب فرمایا تھا۔ تو نے اسے اکھڑوا کر زیادتی کی ہے۔"

یہ سن کر حضرت عمرؓ کانپ اُٹھے زمین پہ بیٹھ گئے اور حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا:

"اے ابنِ عباسؓ! میرے کندھوں پہ چڑھ جاؤ اور اس پرنالہ کو وہیں گاڑ دو، جہاں سے اسے اکھیڑا گیا تھا اور ساتھ ہی فرماتے جاتے تھے کہ اتنی اچھی سیڑھی تمہیں مدینہ بھر میں نہیں مِل سکتی۔"

الحمدللحیّ القیّوم

۷۲۱ شیر شاہ سُوری ہندوستان کا حکمران تھا۔ ایک دن اس کا بیٹا ہاتھی پر سوار بازار میں سے گزر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک کوٹھے پر پڑی جہاں ایک عورت غسل کر رہی تھی۔ شہزادے نے ہاتھی کو روکا۔ شرارت سے اس عورت پہ پھول پھینکا اور چل دیا۔

شام کو جب اس عورت کا خاوند جو کہ ایک غریب لکڑہارا تھا، گھر آیا تو بیوی کو مغموم اور مضطرب پایا۔ دریافت کرنے پر اس نے شہزادے کا سارا ماجرا اپنے خاوند کو کہہ سنایا لکڑہارے کا خون کھول اُٹھا۔ اگلی صبح بیوی کو ساتھ لیا اور شیر شاہ سُوری کے دربار میں جا پہنچا شکایت کی اور انصاف چاہا۔ بادشاہ نے فریاد سنی۔ شہزادے کو طلب کیا، استفسار پر شہزادے نے ندامت سے سر جھکا لیا۔ گویا یہ جرم کا اعتراف تھا۔

شیر شاہ نے حکم دیا کہ "شہزادے کی بیگم اسی طرح کوٹھے پہ غسل کرے، اس لکڑہارے کو ہاتھی پہ سوار کرایا جائے اور یہ اسی طرح شہزادی پہ پھول پھینکے۔"

یہ تھا عدل، یہ تھا انصاف۔

الحمدللحیّ القیّوم

۷۲۲ بندے جب زمین پہ عدل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ فضل کرتے ہیں۔ اللہ سے فضل مانگ، بندوں

سے عدل، نہ کہ اللہ سے عدل اور بندوں سے فضل ۔ الحمدللحیّ القیوّم

۷۲۳ فقر کے دو مقام ہیں نقلی اور اصلی

نقلی مقام پہ نقلی احباب اور اصلی مقام پہ اصلی احباب عنایت ہوا کرتے ہیں اور اصلی مقام کی انتہا اَحدیّت ہے ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۷۲۴ طالب جب مطلوب سے بِلا خلوت میں ملا اور تنہا ملا ۔ طالب مطلوب کو مل کر ہی مطلوب کا عارف ہوا ۔ رازونیاز کی کوئی بات کسی نے کبھی بھی افشا نہ کی ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۷۲۵ طالب و مطلوب کی تمام باتیں دونوں تک ہی محدود ہوتی ہیں ۔ کسی تیسرے کو کوئی خبر نہیں ہوتی ۔

الحمدللحیّ القیوّم

۷۲۶ طالب جب مطلوب کی طلب میں بڑھا، متحیر ہوا ۔ تحیّر کی گمراہیوں سے بچ نکلا تو رموز کائنات کا عارف ہوا، مطمئن ہوا اور خاموش ہوا ۔ جو وہ دیکھتا ہے اللہ اور بندے کے درمیان ایک راز ہے، مقدّس راز ۔

یہ راز وہ کسے بتائے، کیسے بتائے اور کیا بتائے ؟

الحمدللحیّ القیوّم

۷۲۷ کائنات کی ہر شے اور ہر رتبہ، ناپائیدار، فانی اور چند روزہ ہے ۔ کسی بھی شے کو بقا حاصل نہیں ۔ ہر درجہ، ہر منصب، ہر شے، عارضی، فانی اور نظر ہی کا فریب ہے ۔

ہر شے اللہ کی اور اللہ ہی کے لیے ہے ۔ جسے جب چاہتا ہے اور جو چاہتا ہے عنایت کر دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے ۔

کوئی بندہ کسی بھی شے کا مالک نہیں نہ ہی کسی شے پہ قدرت رکھتا ہے ۔ ہر بندہ عاجز و مسکین، ضعیف،

ناتواں، بے کس و بے بس اور مجبور و محکوم ہے۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی کرنے پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اس کی پیشانی کے بال اللہ کی دو انگلیوں میں مضبوطی سے پکڑے اور جکڑے ہوئے ہیں۔ بدوں ارادتِ الٰہی کسی حرکت پہ کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اس کے بس میں کچھ بھی نہیں۔ اپنے آپ ہی بڑا بنا پھرتا ہے ہے کچھ بھی نہیں۔

ایک بات اور بتا دوں!

اس کے پاس ایک قیمتی چیز ہے وہ اس کا سانس ہے اور اس کی ہر شے اس سانس ہی میں پوشیدہ ہے۔

اس سے آگے کی بھی خبر بتا دوں!

جس اللہ کی تلاش میں تو مارا مارا پھرتا ہے، ہم مارے مارے پھرتے ہیں وہ اس "سانس" ہی میں پوشیدہ ہے۔ جس نے بھی اللہ کو پایا، جب بھی پایا، اس "سانس" ہی کے پردوں میں چھپا ہوا پایا۔ اس سے آگے وہ ملیں نہ ملیں، تلاش میں تیرا پہلا نمبر ہو۔

کبھی یہ نہیں سوچا سانس ختم، ہر شے ختم؟

سانس بے رنگ ہے، بے بُو ہے، جسم نہیں رکھتا، جہت نہیں رکھتا اور یہی صفات اللہ کی صفات ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۸۔ جس گھوڑے کی باگیں کوچوان کے ہاتھوں میں مضبوطی سے تھامی نہیں ہوتیں، سرپٹ نہیں دوڑ سکتا۔ جس گھوڑے کو سرپٹ دوڑتے ہوئے دیکھو سمجھو کہ اس کی باگیں کوچوان نے تھامی ہوئی ہیں۔ جس گھوڑے کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دی جاتی ہیں کبھی دوڑ نہیں سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۲۹۔ پتنگ ڈور ہی کے سہارے اڑا کرتا ہے۔ ڈور اگر چھوڑ دی جائے، ہوا کی لہریں اسے ایک

لمحہ کی مہلت نہیں دیتی۔ ہچکولے کھاتا ہوا گر پڑتا ہے تباہ ہو جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۰ سلوک میں ہر حال و مقام کی اصل شریعت ہے۔

طریقت و حقیقت و معرفت اسی کے برگ و بار ہیں اور اس کی پابندی نفس کی عین مخالفت ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۱ مجاہدہ، زُہد، ریاضت، شریعت کی پابندی ہی کے مختلف مقام و مدارج ہیں۔

جو شریعت سے آزاد ہوا، آوارہ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۲ خلفائے راشدینؓ تمام فقر کے مقام کے تاجدار اور امام تھے مگر مولائے علی کرم اللہ وجہہ اور مولائے حسین علیہ السلام کو فقر کا بلند اور ارفع مقام حاصل ہے۔ سبحان اللہ! حسین علیہ السلام نے خنجر تلے نماز ادا کی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۳ گھوڑے کی لوگ تعریفیں کرتے نہیں تھکتے، انسانیت کو جو نفع گدھے نے پہنچایا، گھوڑے نے نہیں، جو کام گھوڑا کر سکتا ہے، گدھا بھی کر سکتا ہے لیکن جو کام گدھا کر سکتا ہے گھوڑا نہیں کر سکتا اور پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام نے گدھے کی سواری پسند فرمائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۴ جب خیبر فتح ہوا ایک گدھا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ:

"میرے جدّ کی نسل میں اللہ نے ساٹھ گدھے پیدا کیے اور ان میں سے ہر ایک پر اللہ

کے کسی نہ کسی رسولؑ نے سواری کی۔ میری یہ تمنّا تھی کہ مجھ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوں۔ میرے جدّ کی نسل میں سے میرے سوا، اور سلسلۂ انبیاءؑ میں سے آپؐ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پہ سواری فرمائیں۔

پھر عرض کی:

"حضور! میں ایک یہودی کے پاس تھا اور میں اُسے قصداً گرا دیا کرتا تھا اور وہ مجھے بھوکا رکھتا تھا۔"

حضورؐ نے فرمایا "تیرا نام کیا ہے؟" کہنے لگا "یزید بن شہاب"۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ہم تمہارا نام یعفور رکھتے ہیں۔"

اس گدھے کا نصیبہ جاگ اُٹھا، حضورؐ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضورؐ اگر کسی کو طلب فرمانا چاہتے تو یہ گدھا جاکر اُس کا دروازہ کھٹکھٹاتا۔ صاحبِ خانہ جب باہر آتا تو سر کے اشارے سے بتلاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔

حضورؐ کے وصالِ مبارک کے بعد جدائی کی تاب نہ لا سکا۔ ایک کنویں میں گر کر مر گیا۔

گدھا، جسے ہر کوئی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے، بڑے کام کا جانور ہے، بڑے ہی کام کا۔ اپنے مالک کا وفادار، محنتی اور جفاکش غلام ہے۔ اس کی اپنی کوئی زندگی نہیں۔ اپنے مالک کی زندگی کو خوشگوار بنانے کے لیے شب و روز بار برداری میں مصروف رہتا ہے۔ اس کے آرام کا کوئی وقت نہیں اور نہ ہی کھانے کے لیے کوئی خاص غذا ہے۔

کبھی آپ نے اس پہ غور نہیں کیا کہ ساری دنیا کے گھر گدھے نے بنائے اور گدھے بیچارے کا کوئی گھر نہیں، شہر لاہور میلوں میں بس رہا ہے اور سارے کا سارا گدھے ہی نے بسایا ورنہ اگر یہ نہ ہوتا تو بندوں کو اپنے مکانوں کے لیے اینٹیں اپنے سروں پہ اٹھانا پڑتیں۔

اس کی قیمت بہت کم ہے چند ہفتوں میں اپنی قیمت پوری کر دیتا ہے۔ اللہ اللہ۔ جو کھا کر

لاتا ہے، مالک کے حضور پیش کر دیتا ہے، دمڑی بھی اپنے پاس نہیں رکھتا۔ مالک کے گھر کی ہر شے گدھے ہی کی بدولت ہے لیکن مالک اس کا احسان مند نہیں۔ توبہ توبہ! جب مارنے لگتا ہے، چابک نہیں، ڈنڈا استعمال کرتا ہے۔ عموماً کام ختم کر چکنے کے بعد عمدہ چارہ نہیں دیتا۔ جس کی کمائی سے مالک حلوہ گوشت کھاتا ہے، کمانے والے کو نہیں کھلاتا۔ کام ختم کر چکنے کے بعد اسے رُوڑی کے ڈھیر پر چھوڑ دیتا ہے۔ گدھا اپنے مالک کی شفقت سے محروم ہے۔ اس نے کبھی اُس کی پیٹھ نہیں تھپکی، شاباش نہیں کہا، تعریف نہیں کی، دل نہیں بڑھایا مگر اس کے باوجود وہ مالک کی اس بے رُخی کو دل میں نہیں لاتا۔

گویا گدھے کو اپنے مقام پر استقامت حاصل ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۵ گناہ کی شامت سے بلا اور ذکر کی رحمت سے شفا نازل ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۶ جہاد میں مجاہد کو اپنا گھر یاد نہیں آتا اور موت سے ڈر نہیں آتا یا جہاد میں مجاہد دو چیزوں سے لاپروا ہوتا ہے؛

گھر سے ۔ اور ۔ ڈر سے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۷ جو بات دل سے نکلا کرتی ہے، دل میں اُترا کرتی ہے، یا۔ دِل سے نکلی ہوئی بات ہی دل میں اترا کرتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۸ آدمیّت کا احترام آدمیّت کی تعظیم ہے۔ تعظیم جب شرعی حدود سے تجاوز کر جاتی ہے، توہین بن جاتی ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۳۹ دین بے دین سے نہیں، بے دین کی تعظیم کرنے سے بیزار ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۰ دین کو بے دین سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا کہ بے دین کی تعظیم کرنے والے دیندار سے پہنچا کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۱ سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے، کسی بھی دوسرے کو ہر گز جائز نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۲ اگر بندے کا بندے کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو حسین علیہ السلام علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اور علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور سجدہ کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۳ اللہ کے بندو!

اللہ سے ڈرو اور سجدہ صرف اللہ ہی کو کرو۔

اللہ کے بندو!

سجدہ اللہ ہی کے لیے ہے، بندوں کو کبھی سجدہ نہ کرو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۴ اس دنیا میں بڑے بڑے اور بھلے بھلے آئے۔ جنیدؒ جیسے اور شبلیؒ جیسے آئے۔ ہر کسی نے اپنے اللہ کو سجدہ کیا اور کسی نے بھی بندوں سے سجدہ نہیں کروایا۔ نہ ہی کسی کمال کا کوئی دعویٰ فرمایا۔ مٹی میں مٹی ہو کر رہے اور کسی بھی شکل میں کبھی نمائش نہ کی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۴۵ اپنے آپ کو اللہ کہلانے والے اللہ کے بندے اپنی تخلیق پہ غور کر۔ اللہ نے بندے کو پانی کے

ناچیز قطرے سے تخلیق کیا، اعضائے درست فرمائے، عقل بخشی، حسن وجمال بخشا اور سب کچھ بخشا۔
صرف ایک حکم دیا:
مجھ کو سجدہ کر، میری ذات وصفات میں کسی دوسرے کو شریک نہ کر۔
بندے کے قبضے میں کوئی شئے نہیں۔ بندہ عاجز و مسکین، ضعیف و ناتواں ہے مگر حبیب اللہ کا بن جاتا ہے، اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہیں ہوتا، اور نہ ہی کبھی کچھ بنتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷۴۶ بندے کا بندے کو سجدہ کرنا ہرگز روا نہیں۔ سجدہ صرف اللہ ہی کے لیے ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷۴۷ محبّ کو حبیب کا ذکر محبوب ہوتا ہے۔
محبّ کا اپنے حبیب کے ذکر کو اپنے ذکر پہ ترجیح دینا محبّت کا بنیادی اصول ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷۴۸ کسی کی صورت اور جمال وکمال کے دل ودماغ میں گھر کر لینے سے جو کیفیت طاری ہوتی ہے اس کا اصطلاحی نام محبّت ہے۔
محبّ اپنے محبوب کی محبت میں اس قدر محو و منہمک ہوتا ہے کہ اسے اپنے محبوب کے سوا کسی سے بھی کوئی رغبت نہیں رہتی اور جو لذت اسے اپنے محبوب کے خیال و وصال میں حاصل ہوتی ہے کسی اور شے میں نہیں ہوتی۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۷۴۹ محبت دل کو بھر دیتی ہے تِل دھرنے کے لیے بھی جگہ باقی نہیں رہنے دیتی لیکن محبت کے سوا ساری دنیا کی چیزیں بھی کسی دل کو کبھی بھر نہیں سکتیں۔ محبّت کا جام دل کی پیاس بجھا دیتا ہے۔ دل جب کسی کی محبّت کا نیاز مند ہو جاتا ہے، ماسوا سے بے نیاز ہو جاتا ہے ورنہ کسی اور طرح دل کی دوڑ کبھی ختم

نہیں ہوتی۔ محبّت جب دل میں گھر لیتی ہے کسی دوسرے کو اس میں داخل ہونے نہیں دیتی۔

محبت کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ محبوب کے سوا کوئی اور اس کے گھر میں شریک ہو۔

محبّت کی بیقراری دل کو غافل ہونے نہیں دیتی اور سونے نہیں دیتی۔ یاد کی آگ ہمیشہ سلگتی رہتی ہے اور یہ تپش محبوب کے سوا ہر شے کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔

محبّت اپنے اصولوں کو کبھی بدلا نہیں کرتی۔

محبّ جب محبوب کی محبّت میں جل کر راکھ بن جاتا ہے، اکسیر بن جاتا ہے۔

دل جب اپنے محبوب کے خیال و وصال میں محو ہو جاتا ہے، ماسوا سے بیگانہ و بے خبر ہو جاتا ہے حقیقت میں یہی بیگانگی یگانگی اور یہی بے خبری ہوشمندی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۰ کائنات کی پیدائش اور پرورش میں حقیقی ہو یا مجازی، محبّت ہی کارفرما ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۱ محب اپنے محبوب کے قریب تر ہو کر محبّت کی بازی جیتنے کے لیے بہت کچھ کیا کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے۔

محب کسی کو بھی اپنے محبوب کا ثانی ہونے کی رقابت کو برداشت نہیں کر سکتا۔

محب کو حبیب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔ اپنے محبوب کی دل پسند ادائیں اپناتا ہے، اس کی سی شکل و صورت بنانے کی پوری کوشش کرتا ہے۔ پھر جس طرح بھی وہ راضی ہو، راضی رکھتا ہے اگرچہ اُسے سرِ بازار گھنگرو باندھ کر ناچنا پڑے۔

بابا بُلھے شاہ صاحبؒ شاہ عنایتؒ کے حضور میں بارہ سال ناچے۔

اس کے قلب و نظر میں اُسی کا تصور اور اس کے سر میں صرف اُسی کا سودا ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۲ شب و روز اسی انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی حکم ملے، فوراً پورا کروں، کسی بھی شے کی فرمائش کریں، حاضر کروں، اگرچہ آسمان کے ستاروں اور چڑیوں کے دودھ ہی کی فرمائش کیوں نہ ہو۔

الحمدُ للحیّ القیوم

۷۵۳ محبّت۔ محبوب کے ادب کی پوری طرح پاسبان ہوتی ہے۔ ذرا سی بے ادبی بھی روا نہیں رکھتی۔

محبّ اپنے محبوب کا خیر خواہ، خادم اور جاں نثار ہوتا ہے، اوصاف بیان کرتے تھکا نہیں کرتا۔ جھڑکی، ملامت، بے رخی اور جفاؤں کو تحفہ سمجھ کر راحت حاصل کرتا ہے۔ کوئی غیر خیال کبھی دل میں نہیں لاتا۔

یہ حال ایک دو دن کا نہیں، ابدی ہوتا ہے۔

الحمدُ للحیّ القیوم

۷۵۴ فراق کے آنسو دل کی کثافت کو دھو کر آئینہ کی طرح شفّاف بنا دیتے ہیں۔ فرقت کے لطف انگیز لمحات کا کیا کہنا، اس کی رنگ برنگی بے چینیوں سے پیدا شدہ سیلِ اشک جب دل کی گوناگوں کثافتوں کو خس و خاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے تو پھر اس دل سے علم و حکمت اور عشق و رقّت کے چشمے اُبلا کرتے ہیں۔ اور اللہ کی ہر مخلوق، خاکی ہو یا آبی، نوری ہو یا ناری، ان چشموں سے فیضیاب ہوتی ہے۔

الحمدُ لِلحیّ القیّوم

ــــــــ

طُور سے مَیں نے پوچھا، کہ یہ تو بتا
کس کے نورِ تجلّی سے تُو جل گیا

بولا رو کر کہ اتنا بھی سمجھا نہ تُو،

ہے اُسی آگ کی پھر سے مجھے جُستجو

اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو اللہ ھُو

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۵ محبّت کے تمام واجبات جب پورے ہو جاتے ہیں، اکرم الاکرمین کرم فرماتے ہیں اور اپنی رحیمی کریمی کے صدقے محبّ کی محبّت قبول فرما کر محبّ کو محبُوب کے جمال کی سند بخش دیتے ہیں اور یہ عطا عنایت ہی پہ موقوف ہوتی ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی جمالِ جاناں سے مشرّف نہیں ہو سکتا اور یہ دفترِ عشق کا بنیادی اُصول ہے۔ محب و محبوب اسی قانون کے تحت محبت کی بازی کھیلا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۶ محبوب جب محبّ کی محبّت کی بازی پہ غور فرماتا ہے، عش عش کر اُٹھتا ہے، حجابات اٹھا دیتا ہے، مژدۂ جانفزا سناتا ہے، اپنے قریب کر لیتا ہے، قریب تر۔ یہاں تک کہ کوئی دوری نہیں رہتی محبّت کا قصّہ بھی کبھی کسی نے کسی کو سنایا ہے؟ یہ قصّہ سنانے کے لیے نہیں ہوتا اور نہ ہی یہ نغمہ گانے کے لیے ہوتا ہے۔

محبت کا قصّہ دل میں چھُپانے کے لیے ہوتا ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۷ کریم جب اپنے کرم سے محبوب کے دل میں محبّ کی محبّت بھرتے ہیں، کمال کرتے ہیں اور وہی محب جو ہجر کی آگ میں جل رہا تھا، محبوب بن جاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۵۸ یُوں دعا کیا کرو:

یا اللہ! تیرے اس بندے کو تیرے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبّت عنایت ہو۔آمین!

الحمدللحیّ القیّوم

۷۵۹ جذبہ فرد و ملّت کی زندگی کی روحِ رواں ہے۔ جس میدان میں بھی جذبہ بیدار ہوا، فتح و نصرت کے جھنڈے لہرانے لگے، پہاڑ تھر تھرانے لگے، ہوائیں موافق چلنے لگیں، حالات نے پلٹا کھایا، اور میدان مجذوب کے ہاتھ آیا۔

بوڑھے بازی گر نے جب جوان کی ناکامی دیکھی، تلملا اُٹھا، اُسے یہ یاد نہ رہا کہ وہ بوڑھا ہے، قلابازی نہیں لگا سکتا۔ کپڑے سمیٹ کر کود پڑا، قلابازی لگائی، گر پڑا، پھر لگائی، پھر گر پڑا۔ تیسری بار جوش سے اٹھا کہ کسی نے بازو پکڑ لیا کہ تیری ہڈیاں پِس چکی ہیں، ان میں اب کوئی طاقت نہیں، تیرا جذبہ قابلِ تحسین ہے

الحمدللحیّ القیّوم

۷۶۰ یا اللہ! تیرے لطف و کرم سے تیرے حبیب اقدس و اکمل صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو قومی، تعمیری جذبہ عنایت ہو اور پھر قوم کو یہ جذبہ مبارک ہو۔

یا حیُّ یا قیّومُ

الحمدللحیّ القیّوم

۷۶۱ تعصّب اور حسد، ایک ہی خصلت کے دو مدارج ہیں۔

تعصّب ذلیل فطرت ہے۔ متعصّب کے پاس تنقیص کے سوا کچھ اور نہیں ہوتا۔ متعصّب کی تنقیص ضد کی بنا پر ہوتی ہے، لاعلمی پر نہیں۔ تنقیص متعصّب و حاسد کی جبلّت میں داخل ہوتی ہے اور اس کا مدعا تعمیرِ حیات نہیں تخریبِ حیات ہوتا ہے۔ اس کے نزدیک زندگی کا منشور یہ ہوتا ہے کہ جس طرح بھی ہو اور جس پر بھی ہو کوئی نہ کوئی تنقید ضرور کی جائے۔

اس کے برعکس تحسین مُرجھائے ہوئے دلوں کو شاد کر دیتی ہے۔ گرا ہوا سنبھل جاتا ہے۔

تحسین آدمیت کے احترام کا بلند ترین مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۶۲ یہ روزے ہم ثواب کی خاطر نہیں بلکہ نفس کو تکلیف دینے کی خاطر رکھتے ہیں۔ روزے سے کسی بھی شے کو نقصان نہیں پہنچتا۔ روزے کی تکلیف صرف نفس کو ہوتی ہے اور بندہ اس پہ خوش ہوتا ہے۔ نفس کی مخالفت میں روزے کا پہلا نمبر ہے اور نفس کی مخالفت ہی روح کی موافقت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۶۳

اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَاَنَا سِرُّہٗ

اکتسابی علم سے اس علم کو کوئی کیسے سمجھ سکتا ہے؟ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت بدرالدین اَحْمَدْ مُجَدَّدْ اَلْفْ ثَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ سَرْھِنْدِیؒ کے پیر و پیشوا تھے۔ آپ کو حکم ملا، لاہور کے فلاں باغ میں ایک اللہ کا بندہ رہتا ہے، ان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرفان کی تکمیل کریں۔ آپؒ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ ایک عجیب و غریب سیرت و صورت کا آدمی ایک موڑ پہ کھڑا انٹ سنٹ باتیں کر رہا ہے۔ حضرت باقی باللہؒ صاحب تعظیم کے لیے آگے بڑھے اور آپ سے مصافحہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے آپؒ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور شام تک دیتے رہے۔ خواجہ باقی باللہ صاحب خاموشی سے سب کچھ سنتے رہے۔ شام کے وقت اسی انداز میں حکم دیا "واپس کو ٹو"۔

دوسرے دن پھر حاضر ہوئے پھر اسی طرح ہوا۔ حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کو دیکھتے ہی وہ ان پہ ٹوٹ پڑے اور جو کچھ بھی بول سکے بولے۔ آپؒ اس سب کچھ کو حکمت پہ مبنی سمجھ کر خاموش رہے جب شام ہوئی، بپھرے ہوئے انداز میں پھر حضرت خواجہ باقی باللہ صاحبؒ کی طرف متوجّہ ہوئے اور واپسی کا حکم دیا۔

یہ معاملہ انتیس روز اسی طرح پوری آب وتاب سے جاری رہا۔

حضرت جب تیسویں روز اسی طرح ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہنس پڑے۔ ان کے صبر و تحمّل کی داد دی اور فرمایا:

"جس فیض کے لیے تمہیں میرے پاس بھیجا گیا ہے، تم اس کے اہل ہو۔"

کیا ہم میں سے کوئی ایسی کڑی اور طویل آزمائش کی تاب لا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہم جب بھی کسی کے پاس جاتے ہیں اس کی کسی بھی بات کو کبھی برداشت نہیں کرتے۔ ذرا سی بھی بے رخی پہ تلملا اُٹھتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۷۷۴ جب نفس، قلب، رُوح ایک مرکز پہ مربوط، متحد و متّصل ہو جاتے ہیں، عجیب وغریب احوال و مقامات کا ظہور ہوتا ہے۔

جب نوافل کے فضائل پڑھتا ہے تو ساری عمر نوافل ہی کی کثرت کا عزم کر لیتا ہے۔

آگے چل کر جب قرآنِ عظیم کے فضائل سنتا ہے عزم کر لیتا ہے کہ ساری عمر قرآن ہی کی تلاوت میں گزارے گا۔

اسی طرح تسبیح و تحمید کے فضائل پہ فریفتہ ہو کر لاکھوں بار پڑھنے کا اقرار کر لیتا ہے۔

پھر جب دعوات کے مکتب میں حاضر ہوتا ہے کہتا ہے ان ساری دعاؤں کو ساری عمر باقاعدگی سے پڑھوں گا۔

درود کے فضائل سے متاثّر ہو کر اپنا سارا وقت درود ہی کے لیے وقف کر دیتا ہے۔

یہ سب اس کے دل کی صباحت کا حال ہوتا ہے، اُس کی تمنّا ہوتی ہے کہ وہ کسی بھی نیکی سے محروم نہ رہے، ورنہ ایک آدمی ایک دن میں اتنی منازل کیوں کر طے کر سکتا ہے؟

پھر وہ اللہ سے دُعا کرتا ہے کہ یہ سب کچھ ہو اور روز ہو۔

پھر وہ اللہ سے یہ فرمائش کرتا ہے کہ اس کی یہ ایک زبان اتنا کام ہرگز نہیں کر سکتی اگرچہ چوبیس گھنٹے

(یعنی چھیاسی ہزار چار سو سیکنڈ) مسلسل ذکر کرے۔ اُسے ایک کی بجائے ستّر زبانیں عنایت ہوں

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۶۵ صدقے کی شہرت دینے والے کے اجر کو، اور لینے والے کی عزّت کو داغ دار کر دیتی ہے۔ صدقہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور کوئی بلا کسی صدقے کو، اگرچہ وہ چھوٹا سا ہو، کبھی پھلانگ نہیں سکتی۔ پورا اجر مطلوب ہو تو اس طرح چھپ کر کرو جس طرح کہ بدی کو چھُپ کر کرتے ہو۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۶۶ کاروباری ترقّی کے دو ہی اصول ہیں محنت اور دیانت۔ جس نے بھی ترقی کی، ان ہی دو اصولوں پہ چل کر کی۔ انفرادی ہو یا اجتماعی۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۶۷ اللہ کی رضا کو حاصل کرنے کے لیے عبادات محض کافی نہیں، اللہ کی مخلوق کو راضی کرنا ضروری ہے۔ مخلوق میں اوّل درجہ بیمار و نادار کا ہے

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۶۸ اگرچہ کوئی ہوا میں اُڑے، پانی پہ چلے، ایسے اور بھی خرافات کرے لیکن اس کا ظاہر سنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو، دین کی دنیا میں نامقبول ہے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۶۹ مجذوب، دیوانے اور بچے کے سوا ہر مرد و عورت پہ نماز پنجگانہ فرض ہے۔ کسی کو بھی اور کبھی معاف نہیں۔ نماز کی تاکید یہاں تک کی گئی ہے کہ بیمار اگر بیٹھنے کی قوت نہیں رکھتا تو لیٹ کر پڑھے۔

الحمدُللحیّ القیّوم

۷۷۰ چودہ سو سال کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ تہجد کی نماز کے بغیر کبھی کوئی ولایت کے مرتبے کو

نہیں پہنچتا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۱۷۷ رات کو بہت کچھ ہوتا ہے۔

اعلیٰ درجے کی نیکی اور بدترین بدی، رات ہی میں ہوا کرتی ہے۔ رحمٰن اپنی رحمت کے خزانے کھولتا ہے، اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ ہر کسی کو پکارتا ہے کہ:

"میں تیرا رب ہوں! ربِ ذوالجلال والاکرام! مجھ سے جو چاہے مانگ، دوں گا۔

میرے ہاں کسی بھی شے کی کوئی کمی نہیں"

اور شیطان بھی رات ہی کو حملہ آور ہوتا ہے۔

جس نے فجر و مغرب کے بعد یوں کہا:

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ذِی الشَّانِ عَظِیْمِ الْبُرْھَانِ شَدِیْدِ السُّلْطَانِ مَا شَآءَ اللّٰہُ کَانَ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ ط

شیطان کے حملوں سے محفوظ رہا یا جس نے دس بار کہا:

لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وہ شیاطین کے حملوں سے محفوظ رہا۔

الحمدللحیّ القیّوم

۲۷۷ تاجر کا مدعا فروغ ہوتا ہے اگرچہ دروغ ہی سے کیوں نہ ہو! تاجر اپنی تجارت کو فروغ دینے کے لیے کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتا۔ کسی بھی حربے سے کبھی گریز نہیں کرتا۔

بہترین تجارت دین کی تجارت ہے۔

اس میں نہ خسارہ ہے نہ دروغ

الحمدللحیّ القیّوم

۷۷۳ کوشش انسانی فطرت، زندگی کا مقبول شغل اور مشیّت کا تقاضا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۴ انسان ہر معاملہ میں اپنی پوری کوشش کرتا ہے۔ جس کی قسمت میں ناکامی ہوتی ہے، اس کی کوشش اگرچہ پوری ہوتی ہے، ناقص گنی جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۵ کوشش ایک سبیل ہے، بلوغ المرام نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۶ کوشش فتح کا ایک بہانہ ہے، ورنہ فتح مقدور ہے۔ جس نے میدان میں فتح پانی ہے، پاکر رہے گا۔

اسے کوئی روک نہیں سکتا، اور وہ کبھی رُک نہیں سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۷ کامیابی کا انحصار کوشش پہ نہیں، قدر پہ ہے

اللہ کی قسم یہ بالکل سچ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۸ کوشش کر، کوشش پہ بھروسہ مت کر۔ جس کی قسمت میں جیسے لکھا ہے، ہوتا ہے۔ کوئی کچھ کہے، تقدیر، تدبیر پہ غالب ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۷۹ کامیابی اگر کوشش پہ ہوتی تو دنیا میں کوئی ناکام نہ رہتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۰ کوشش مقدر رہے جو کوشش تیری قسمت میں ہے تو اسے کرنے پہ مجبور ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۱ مر کر جینے والا کبھی نہیں مرتا، کسی نہ کسی صورت میں ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۲ مسلمان دنیا میں رہنے نہیں، رہنا سکھلانے آیا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۳ تو گھر بنانے آیا ہے نہ زر، تو ایک راہی ہے، کبھی کسی راہی نے بھی کسی راہ میں کوئی گھر بنایا؟

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۴ ساری دنیا تیرا وطن اور ساری دنیا تیرے ہی لیے ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۵ اگر تیری اولاد یا مویشی تیرے نافرمان ہیں تو سمجھ کہ تو اپنے مالک کا نافرمان ہے ورنہ وہ کبھی تیرے نافرمان نہ ہوتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۶ ذکرِ الٰہی کی چار قسمیں ہیں:

۱ : دنیا حاصل کرنے کے لیے

۲ : دین میں کرامات حاصل کرنے کے لیے

۳ : اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے، اور

۴ : میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کو بخشوانے کے لیے۔

جو ذکر دنیا حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، دنیا ہی کی ایک قسم ہے اور اس کا ذاکر خطرات سے خالی نہیں ہوتا۔

جو ذکر کشف و کرامت حاصل کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اعلیٰ قسم کی عبادت نہیں اگرچہ عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو ہر قسم کی احتیاط سے ہر وقت واسطہ رہتا ہے۔

جو ذکر اپنے گناہ معاف کرانے کے لیے کیا جاتا ہے، عبادت ہے۔ اس کے ذاکر کو کسی پرہیز سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی مخصوص عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس ذاکر کا کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا، نہ ہی اسے کسی قسم کی کوئی دلچسپی ہوتی ہے۔

جرم کا اعتراف بے شک رحمت کو کھینچ لاتا ہے۔

جو ذکر میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کو بخشوانے کے لیے کیا جاتا ہے، میری مراد ہے اس کے ذاکر کو کسی بھی طرح کی کسی پابندی سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ وضو تک کی بھی قید نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی خاص صیغہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی سا بھی کلمہ جو پڑھا جائے، اللہ تبارک وتعالیٰ عز وجل ذوالجلال والاکرام کے ہاں مقبول اور میزان میں بھاری ہوتا ہے۔

ذکر کی یہ آخری دو قسمیں ربِّ رحمٰن و رحیم کی رضا کو راضی کرتی ہیں۔

جب اللہ تبارک وتعالیٰ عز وجل ذوالجلال والاکرام اپنے کسی بندہ پہ راضی ہو جاتا ہے، بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ پہ راضی ہو جاتا ہے۔ کسی بندے کا ہر حال میں راضی رہنا اس بات کی دلیل ہے، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عز وجل ذوالجلال والاکرام اس بندہ پہ راضی ہے۔ ورنہ جب تک رحمٰن و رحیم کسی بندہ پہ راضی نہیں ہوتا، کوئی بندہ کسی بھی حال میں اپنے رب پہ راضی نہیں ہوتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۷ انسان بُرا نہیں، شیطان بُرا ہے۔ کسی کو برا مت کہہ، کوئی انسان بُرا نہیں۔

انسان میں جو شیطان ہے، وہ بُرا ہے۔

تیرا ہو یا میرا۔ اِس کا ہو یا اُس کا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۸ ریشم کی حرمت ابریشم سے تیار کیے ہوئے سوت تک ہی محدود نہیں بلکہ اس زمانہ میں اس سے مراد ہر قسم کی سلک، لیلن وغیرہ اور ایسی ہی دیگر مصنوعات سے تیار کیا ہوا نرم و نازک لباس ہے۔ یعنی فتوٰی میں ریشم، اور تقوٰی میں ہر قسم کا نرم و نازک لباس پہننا منع ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۸۹ کم قیمت کپڑے کو اعلیٰ قیمت کپڑے پہ مقدّم جانو اور ترجیحاً کم قیمت کپڑا پہنو!
اور وہ کھدّر ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۰ تیری ہر بات ناقص اور قابلِ اعتراض ہے اگر تو کچھ بھی نہ کہتا، جو کچھ کہا گیا ہے اس پہ چلتا، تو آج یہ حال نہ ہوتا۔

سنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، زندہ باد

اتّحاد بین المسلمین —— زندہ باد

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۱ جب سے تُو نے اپنی طرف سے رائے دینا شروع کی ہے، اختلافات شروع ہوئے ورنہ اسلام ایک تھا، ایک ہی رہتا، کبھی فرقوں میں نہ بٹتا۔ کیا تیرے لیے تیرے نبی اکرم و اجمل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان کافی نہیں؟ تونے اتحاد کی بنیادیں ہلا دیں، معمولی باتوں کے اختلاف نے مِلّت کا شیرازہ بکھیر دیا اور مستحکم دین کی بنیادیں ہل گئیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۲ تو حضور اقدس و اکمل جناب رسول اکرم و اجمل اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدّس و متبرّک کامل و اکمل فرمان ہی پہ اکتفا کر اور اس بات کو دل سے مان کہ تیری بھلائی، تیری کامیابی اور تیری نجات بس آپ ہی کے فرمان کی اِتّباع میں ہے اپنی طرف سے کچھ مت کہہ، جو کچھ کہہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تائید میں کہہ جو انہوں نے فرمایا، وہی کہہ۔ وہی شاہراہ اور وہی صراطِ مستقیم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۳ خاموشی، اعتراض کا بہترین جواب ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۴ معاملات میں نرمی، احسان کی اصل اور مقبول الفطرت ہے

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۵ بندوں کے عیبوں کا اخفا اور تجارتی مال کے عیبوں کا اظہار رحمت و برکت کا موجب ہے یعنی بندوں کے عیبوں کو چھپانا ثواب اور تجارتی مال کے عیبوں کو چھپانا عذاب کا باعث ہے۔

بندوں کے عیب کو چھپا اور تجارتی مال کے عیب ظاہر کر تاکہ تیرے دین اور تیری دنیا میں برکت ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۶ جو ہمیشہ کے لیے دلی دوست نہیں، کوئی دوست نہیں۔ ایسے دوست کی ملاقات کو جانا اُس کے پاس بیٹھنا، اس سے باتیں کرنا اور اس کی باتیں سننا (سب) حسرت ہی حسرت (کا باعث) ہوں گی۔

دوست وہ ہے جو تیرا ہو اور تو اس کا اور ایسے دوست نہ ہر جگہ ہوتے ہیں اور نہ ہی ہر کسی کو ملتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۷ موحّد کو اعلیٰ درجے کے توکّل اور متوکّل کو اعلیٰ درجے کے ایمان کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر حال میں جو وارد ہو، یہ یقین رکھتے ہیں کہ:

ا : جو ہو رہا ہے اور جیسے ہو رہا ہے، میرے اللہ ہی کی طرف سے ہو رہا ہے۔

ب : اُسی طرح ہو رہا ہے جیسے کہ ہونا چاہیے۔

ج : عین حکمت پہ مبنی ہے ـــــ اور

د : اِسی میں بھلائی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۸ جب تک بچّوں میں استاد کی اور استاد میں اللہ کی عادتیں پیدا نہیں ہوتیں، ترقی کی راہ پہ گامزن نہیں ہو سکتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۷۹۹ شفقت سے محبت اور نفرت سے عداوت پیدا ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۰ ستّاری وغفّاری۔ اللہ کی دو بڑی عادتیں ہیں۔ جو ان کو اپناتا ہے، دو نعمتیں پاتا ہے۔ عزّت پاتا ہے اور قوّت پاتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۱ محبّت کے تقاضے جب پورے ہو جاتے ہیں، دفترِ عشق سے محب کو محبوب کے جمال کی سند بخش دی جاتی ہے اور وہ درجہ بدرجہ ہوتی ہے۔ سب کو یکساں نہیں ہوتی۔ کسی کو عمر میں ایک بار کسی کو سالانہ، کسی کو ماہانہ، کسی کو ہفتہ وار اور کسی کو ہر روز۔ بعض کو جب بھی وہ چاہیں اور جیسے بھی چاہیں، اگرچہ گُھتہ بھی نہ ہو، اپنے جمالِ باکرام سے مشرّف فرمائیں۔

جمال ان کی عنایت ہے، کوشش پہ موقوف نہیں۔

بعض ایسے بھی ہوتے ہیں جو اُن کی محبّت میں دم بہ دم گُھلتے اور بسمل کی طرح لوٹتے رہتے ہیں لیکن ظاہری جمال سے مشرّف نہیں کیے جاتے اور یہ اُن پہ اُن کی اعلیٰ درجے کی نوازش

ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۲ بن دیکھے مر مٹنے والے متوالوں کا مقام دیکھنے والوں سے کہیں بلند و بالا اور ارفع ہوتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۳ وصل کی مسکراہٹ فراق کے آنسوؤں کی کبھی برابری نہیں کر سکتی۔

محبّت کے بازار میں جو مقام ہاؤ ہو کو حاصل ہوتا ہے کسی اور جنس کو نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۴ فرض شناس، ذمّہ دار اور دیانت دار، رات کو کھانا کھا کر نہیں بلکہ دن بھر کا کام ختم کر چکنے کے بعد سویا کرتے ہیں۔ جب تک دن کا کام پوری طرح ختم نہیں کر لیتے، کبھی نہیں سوتے، اگرچہ صبح طلوع ہو جائے۔ جس قوم کے عوام میں ذمّہ داری کا شعور پیدا ہو جاتا ہے۔ ترقی کی منزلیں اس کے قدم چومتی ہیں اور کوئی رکاوٹ اس کی راہِ عمل میں حائل ہونے کی جرأت نہیں کر سکتی۔

الحمد للحیّ القیّوم

❀

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ نَا سُفْيَانُ	حضرت سعید بن منصورؒ، سفیانؒ، معتمر بن سلیمانؒ
وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ	سلیمان تیمیؒ، ابو عثمان نہدیؒ، حضرت اسامہ بن
التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ	زیدؓ، روایت کرتے ہیں کہ فرمایا حضور اقدس
عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ	جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے، میں نے
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	اپنے بعد آدمیوں کے لیے عورتوں سے بڑھ
مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرَّ	کر ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔
عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ	

ف:
خبردار! تیری اپنی عورت کے سوا اگر کسی دوسری عورت نے تیرے جسم کے کسی بھی حصّہ کو ہاتھ تک سے چھوا۔ جب جسم کے کسی بھی حصّہ کو کسی بھی عمر کی کوئی عورت ہاتھ لگاتی ہے، واویلا کرتا ہے کہ مجھے مت چھوؤ! مجھے ڈر ہے، کہیں اللہ تعالیٰ میری اس نافرمانی سے ناراض ہو کر اپنی دی ہوئی کسی نعمت کو سلب نہ کرلیں۔

اسی طرح

خبردار! اپنی منکوحہ زوجہ کے سوا اگر کسی بھی عورت کو اپنے قریب ہونے دیا یا کسی بھی حال کے تحت اور کسی بھی عورت کے جسم کے کسی بھی حصّے کو کبھی چھوا۔ اور یہ حکم ازلی و ابدی ہے، کسی بھی طرح اور کبھی تبدیل نہیں ہو سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۵ جسم کا جو حصّہ کسی نامحرم کے مساس کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے، اُس حصّے کا قدرتی حسن زائل ہو جاتا ہے، خوب صورتی کم ہو جاتی ہے، دل کشی اُڑ جاتی ہے، گھٹتی جاتی رہتی ہے، رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے۔

جب تک توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرما کر اللہ تعالیٰ اسے بخش نہیں دیتے، روتا رہتا ہے اور مردوں کے کسی عالمی اکھاڑے میں بازی نہیں لے جا سکتا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۶ ہم نے دین کی کیا خدمت کرنی تھی؟
ہم اپنی بزرگی کے مقابلے میں اس قدر الجھے کہ اس قدم سے آگے کوئی دوسرا قدم نہ اٹھا سکے، ساری عمر اپنی بزرگی کی شامت کی سزا بھگتتے رہے۔ حقیقتاً ہم نے اللہ کا ذکر بلند کرنے کے لیے کوئی کوشش نہیں کی۔ اپنی بزرگی کے اظہار کی کوشش کی۔

ہر کام کا نتیجہ نیّت پر موقوف ہوتا ہے۔

ہماری نیت دین کی آڑ میں حقیقتاً اپنی بزرگی کا اظہار تھا اگر ہماری نیت محض اللہ کے دین کی سرفرازی ہوتی، کوئی اور غرض وغایت نہ ہوتی، اللہ کی قسم! اللہ ہمارے ساتھ ہوتے، ہماری مدد فرماتے، ہماری راہ سے رکاوٹیں دُور فرماتے، جو لوگ ہم سے متفق نہیں، ان کے دلوں میں اتفاق بھرتے، ایسا کسی نے بھی نہیں کیا۔ اپنی بزرگی ظاہر کی، اور دوسروں کی تذلیل۔

یہ کہا، میرے جیسا کوئی اور نہیں۔ میرے سامنے ہر کوئی ہیچ ہے کس ہے۔ ہم نے اس ایک ہی مدّعا کو اپنی منزل بنایا اور ساری عمر اسی محور کے گرد گھومتے رہے۔

توبہ! توبہ! توبہ!

یا اللہ! ہم گنہگاروں کا کھانا پینا، پہننا، رہنا، سہنا، غرضیکہ کوئی بھی چیز عام آدمیوں سے افضل نہیں۔ دین کی ہم نے کوئی خدمت نہیں کی، دین کے کسی حکم کو کبھی نہیں مانا۔ دین کے لیے اپنی کسی چیز کو قربان نہیں کیا لیکن اپنے نفس کے لیے دین کی ہر شئے بھینٹ چڑھادی۔ یہ حال تیری رحمت کا محتاج ہے، یہ حال ہمارے ہی اعمال کی شامت ہے۔

ہمیں نیک اعمال کی توفیق عنایت فرما۔ آمین!

ہم ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوں۔ آمین!

کسی کو کبھی کافر نہ کہیں۔ آمین!

بُرا نہ کہیں۔ آمین! حقیر نہ جانیں! ہر کسی کے خیر خواہ ہوں۔ آمین!

دعاگو ہوں۔ آمین!

اور کسی بھی کمال کا کبھی دعوےٰ نہ کریں! آمین!

ہم جب اپنے نام کے آگے طرح طرح کے مصنوعی القابات لکھتے ہیں، اہلِ علم اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۷ آدمی دھوکے میں ہے ۔ اپنے آپ کو سب سے عقلمند سمجھتا ہے حالاں کہ عقلمند نہیں ۔
عقل مند کبھی اپنے تئیں عقل مند نہیں سمجھتے عقل مندی ہے ہی یہ کہ اپنے تئیں عقل مند نہ سمجھے ۔
بندہ خواہ کتنا ہی عقلمند ہو، ناقص العقل ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۸ ہر آدمی اپنے تئیں نیک خیال کرتا ہے ۔ حالاں کہ نیک نہیں ہوتا ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۰۹ آدمی کو اپنی اور اپنی اولاد کی برائیوں کی خبر نہیں رہتی ۔ دوسروں کا خوب پتہ رہتا ہے ، یہ پتہ دریافت کرنا ہو تو ہمسائے سے پوچھ

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۰ جس نے کما کر نہیں کھایا ہوتا اور پکا کر نہیں کھایا ہوتا سُست ہو جاتا ہے ، کبھی چست نہیں ہوتا ۔
چُستی کھانے و کمانے کے معیار و مقدار پہ موقوف ہوتی ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۱ اللہ کی ہر عنایت بے بدل ہوتی ہے ۔ عمل بھی بے بدل کر ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۲ آنکھیں جب پاک ہو جاتی ہیں ، شوخ ہو جاتی ہیں ، بیباک ہو جاتی ہیں اور شوخی و بے باکی ، مردانگی کے دو مقبول جوہر ہیں ۔ مقبولِ عام اور مقبول الاسلام ! ماشاء اللہ !

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۳ خصلت ، کثرت پہ فوقیت رکھتی ہے ۔ بازارِ دنیا میں جو مقبولیت قلیل خصائلِ صالحہ کو ہو جاتی ہے کثیر اعمالِ ناقصہ کو نصیب نہیں ہوتی ۔ کثرت کوئی شے نہیں اور خصلت میں ہر شے ہے ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۴؎ آدمی چلا جاتا ہے، خصلت چھوڑ جاتا ہے۔ خصلتیں بہت ہیں، سرِ فہرست یہ ہیں:

- ★ صداقت
- ★ عدالت
- ★ شرافت
- ★ شجاعت
- ★ سخاوت
- ★ شہادت

ان میں سے کسی ایک خصلت کو ضرور اپنا اور پوری طرح اپنا ورنہ یہ زندگی کسی بھی کام کی نہیں۔ خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیاں غیر معمولی، مسنون، مستحسن اور ساری امت کے لیے مشعلِ راہ تھیں اور یہ سنگِ میل کی طرح آپ کے پیشِ نظر رہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۵؎ آدمی کی بہترین نیکی اور بدترین برائی آدمیت کی رہنمائی و عبرت کے لیے ہمیشہ زندہ رکھی جاتی ہے کبھی فنا نہیں کی جاتی اور تاریخِ عالم ان دو ہی خصلتوں کے مجموعے کا اصطلاحی نام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۱۶؎ یہ رہبانیت نہیں، مردانیت ہے۔ دنیا میں جینے والوں کے لیے زندگی کا مژدۂ جانفزا ہے۔ یہ انسانی زندگی کا بلند ترین مقام ہے۔ اس مقام کو حاصل کر۔ یہ مقام تیری زندگی کی معراج ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس نے میرے دوست سے عداوت کی، تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کروں گا اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے

اتنا محبوب نہیں، جتنا اس سے، جو میں نے اس پر فرض کیا ہے۔ اور میرا بندہ ہمیشگی کے نوافل سے میرے قریب تر ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبّت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے، جس کا میں کرنے والا ہوں، اتنا تردّد نہیں ہوتا جتنا کہ نفسِ مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی برائی کو بُرا سمجھتا ہوں۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

(نیک) بندہ اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام کی رضامندی کی تلاش میں رہتا ہے اور ہمیشہ اسی حالت میں رہتا ہے۔ پس اللہ سبحانہٗ حضرت جبریل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ میرا فلاں بندہ میری رضامندی کی تلاش میں رہتا ہے خبردار رہو کہ میری رحمت اس پر ہے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ کی رحمت فلاں شخص پر ہے۔ پھر یہی بات عرش کو اٹھانے والے فرشتے کہتے ہیں اور وہ فرشتے بھی کہتے ہیں جو اُن کے قریب ہیں۔ یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہی کہتے ہیں۔ پھر رحمت اس شخص کے لیے زمین اترتی ہے۔

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

جب محبت کرتا ہے اللہ سبحانہٗ کسی بندے سے، تو پکارتا ہے حضرت جبرئیل عؑ کو

اور یہ فرماتا ہے کہ بے شک اللہ سبحانہٗ نے فلاں کو دوست رکھا سو تو بھی اس کو دوست رکھ تو حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر پکار دیتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں (یعنی فرشتوں) میں کہ بے شک اللہ سبحانہٗ نے فلاں کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اسے دوست رکھو تو آسمان والے اس سے محبّت رکھتے ہیں۔ پھر اس محبوب بندے کی زمین میں قبولیّت اتاری جاتی ہے (یعنی زمین کے نیک لوگ اس کو مقبول جانتے ہیں اور اس سے محبت رکھتے ہیں) اور جب اللہ سبحانہٗ کسی بندے سے ناراض و غصّے ہوتا ہے (تو بھی) اسی طرح کرتا ہے (یعنی اس کا اُلٹ)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

اللہ تبارک وتعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام فرمائے گا قیامت کے دن کہ:

کہاں ہیں وہ لوگ جو آپس میں دوستی رکھتے تھے میری بزرگی کے واسطے آج کے دن میں ان کو سائے میں رکھوں گا۔ یہ وہ دن ہے جس دن کہیں سایہ نہیں سوائے میرے سائے کے۔"

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

جس بندہ نے اللہ سبحانہٗ کی خوشنودی کے لیے کسی بندہ سے محبّت کی، اُس نے اپنے پروردگار کی تعظیم وتکریم کی۔"

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے:

جو لوگ آپس میں میری رضامندی وخوشنودی کے لیے محبّت کرتے ہیں، ان سے

مجھ کو محبت کرنا ضروری ہے اور جو لوگ محض میری رضا کے لیے باہم بیٹھتے ہیں اور میری تعریف کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں اور اپنا مال خرچ کرتے ہیں، ان سے (بھی) مجھ کو محبّت کرنا واجب ہے۔"

(مالکؒ)

اور ترمذی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں، کہ:

اللہ سبحانہ، فرماتا ہے:

میری عظمت وجلال کے سبب جو لوگ آپس میں محبّت رکھتے ہیں، ان کے لیے (آخرت میں) نور کے منبر ہوں گے، اور انبیاء علیہم السلام اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔"

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

"اللہ سبحانہٗ کے بندوں میں سے کچھ لوگ (یعنی ایک جماعت) ایسے ہیں جو اگرچہ نبیؑ و شہید نہیں ہیں، لیکن قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کے مراتب ودرجات کو دیکھ کر انبیاء علیہم السلام اور شہداؓء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیے وہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ، وہ لوگ ہیں جو محض اللہ کی روح (قرآن کریم) کے سبب آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ ان کے درمیان نہ تو قرابت داری ہے، نہ مالی لین دین کا معاملہ! قسم ہے اللہ کی، ان کے چہرے نور ہوں گے (یعنی نورانی چہرے) یا وہ خود نور ہوں گے اور نُور پر متمکن ہوں گے۔ نہ تو وہ (اس وقت) غمگین ہوں گے نہ رنجیدہ جب کہ لوگ غمگین اور رنجیدہ ہوں گے اور نہ خوفزدہ ہوں گے جبکہ لوگ خوفزدہ ہوں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ط (یونس: ۶۲)

(آگاہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین و رنجیدہ ہوں گے۔)

بادشاہ کا دوست عزت و اختیار کے اعتبار سے بادشاہ ہی ہوتا ہے اگرچہ بادشاہ نہیں ہوتا اور بادشاہوں کے بادشاہ کے دوست جو دنیا کی نظروں میں حقیر و فقیر ہوتے ہیں اور کچھ بھی نہیں ہوتے حقیقتاً سب کچھ ہوتے ہیں۔

اللہ کے دوست اللہ کے مُلک میں معزز و مکرّم ہوتے ہیں، کہیں بھی اور کبھی رُسوا اور ذلیل نہیں ہوتے اور نہ ہی یہ اللہ کی شان کے شایان ہے کہ اس کے ملک میں اس کا کوئی دوست رسوا و ذلیل ہو۔

اللہ کے بعض دوست اللہ کے حکم سے اللہ کے ملک میں، مخلوق کے خادم ہوتے ہیں۔ اللہ کے حضور میں حاضر رہتے ہیں۔ دم بھر کے لیے بھی غیر حاضر نہیں ہوتے اور نہ ہی غیر حاضری کی تاب لا سکتے ہیں۔ ذرا سی بھی بُرائی و بے حیائی کی جرأت نہیں رکھتے۔ قدم قدم پہ ڈرتے اور گھبراتے رہتے ہیں، مبادا کوئی ایسی بات سرزد ہو، جو ناپسند ہو۔

بادشاہ کے حضور میں حاضر رہنا ادب کی منزل کا نازک ترین مقام ہے اور غلام کے سوا کوئی دوسرا اس حال کی تاب نہیں لا سکتا اسی لیے اللہ نے اپنی ہر مخلوق کو حکم دیا ہوا ہے کہ میرے کسی دوست کو کسی بھی قسم کی کوئی اذیت کبھی نہ دیں۔ ان کی تعظیم و تکریم میں میری خوشنودی تلاش کریں۔ بندے بیچارے نے اللہ کو کیا ستانا ہے، اللہ کے بندوں کو ستانا ہی اللہ کو ستانا ہے اور اسی پہ عذاب کی وعید آئی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

باپ کا دوست اور شیخ کی اولاد ۸۱۷

واجب الادب و التعظیم ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۸ چُنے ہوئے کاموں کے لیے چُنے ہوئے بندے ہی مامور کیے جاتے ہیں، ہر کوئی نہیں۔ اور چنے ہوئے بندوں کی عمدہ خصلت یہ ہوتی ہے، کہ جب تک وہ اپنے کام کو جس کے لیے انہیں چنا جاتا ہے، نہایت خوش اسلوبی سے پورا نہیں کر لیتے، کبھی آرام نہیں کرتے اور نہ ہی اس کام کے سوا کسی اور کام کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۱۹ جس بات سے میرے مولائے کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت کو فائدہ پہنچے گا، اُسی سے اور صرف اسی سے آپ کو بھی فائدہ پہنچے گا اور جس بات سے آپ کو فائدہ پہنچے گا، آپ کے والدین کو بھی پہنچے گا اگرچہ وہ قبروں میں ہوں اور اولاد کو بھی پہنچے گا اگرچہ ابھی پیدا نہ ہوئی ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۰ اللہ رب العلمین نے یہ دنیا اپنے حبیب اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اور انہیں اپنے لیے پیدا فرمایا۔ ان کے گھر کے ایک صاحب ابھی آنا باقی ہیں۔ اُن ہی کے انتظار میں یہ دنیا باقی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا (اللہ تعالےٰ فرماتا ہے):

عمرؓ کی موت پر اسلام روئے گا۔

بے شک عمر فاروقؓ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھے۔ آپ کے دورِ خلافت میں

کسی بھیڑ کو بھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ کسی کی فصل میں قدم تک رکھتی۔

جس دن حضرت عمرؓ نے وصال فرمایا، جنگل میں ایک گڈریے نے دوسرے سے کہا کہ:

عمرؓ آج انتقال فرما گئے۔

اُس نے پوچھا تجھے اس کی کیوں کر خبر ملی؟

جواب دیا:

میری بھیڑیں آج دوسروں کی فصلوں میں گھُسنے لگیں۔

الحمدللحیّ القیّوم

۸۲۲ مدرسہ و مطب کی ترقی فاضل معلّم اور حاذق طبیب کی اہلیت پہ مبنی ہوتی ہے۔ عمارت اگر نہ بھی ہو تو درخت کے سایہ تلے بھی کام چل سکتا ہے۔

لیکن اگر معلّم فاضل نہ ہو اور طبیب حاذق نہ ہو تو محل میں بھی کام نہیں چل سکتا۔

فاضل معلّم وہ ہے جو طلباء کو اپنے بھائی اور بیٹے سمجھ کر اپنے عملی نمونے سے طلباء کے اخلاق و کردار کی تعمیر کرے۔

حاذق طبیب وہ ہے جو اللہ کی بیمار مخلوق کی خدمت کو اللہ کی عبادت سمجھ کر کرے۔ ہر مریض سے یکساں سلوک کرے، امیر و غریب میں تمیز نہ کرے، البتہ غریب کو امیر پہ ترجیح دے اور شفقت کو علاج سے، اور خدمت کو اُجرت سے افضل سمجھے اور یہ سمجھے کہ جس اللہ کی مخلوق کی میں خدمت کر رہا ہوں وہ بڑا ہی قدردان و کریم ہے اور میری کوئی بھی چیز اس سے کبھی اوجھل نہیں۔

الحمد للہ ربّ العٰلمین

الحمدللحیّ القیّوم

۸۲۳ محبّت کی نو ہزار سالہ تاریخ میں آج تک کسی بھی محبّ نے اپنے محبوب کو کبھی نہیں بدلا۔

محبت کی قبا کو ایک بار اوڑھ کر پھر کبھی نہیں اتارا جاتا۔

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۴ محبوب کی ہر ادا حسین ہو یا قبیح، محب کو حسن ہی کی ایک قسم معلوم ہوا کرتی ہے۔ آج تک کسی بھی محب نے اپنے محبوب کی کسی بھی ادا پہ کبھی نکتہ چینی نہیں کی۔

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۵ انڈا جب کسی مرغی کے پروں کے نیچے سے نکال لیا جاتا ہے سڑ جاتا ہے۔ اب اسے نہ تو کوئی دوسری مرغی کبھی سیتی ہے اور نہ ہی اس میں کبھی بچہ بنتا ہے۔

الحمدُ للہِ ربِّ العٰلمین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۶ طریقت کے بعض کلام برہنہ تصویر کی مانند ہوتے ہیں جو انسانی جذبات کو فوراً بھڑکا تو سکتے ہیں، اس کی تسکین کا سبب نہیں بن سکتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۷ شریعت کی اتّباع طریقت کا اوّلین سبق ہے اور جب تک کوئی اسے ازبر نہیں کرتا، اس کا کوئی کلام نہ ذمّہ دارانہ ہے نہ معتبر اگرچہ وہ ہواؤں میں اُڑے اور پانی پہ چلے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغ

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۸ تیری دنیا میں ایک ایسا ہسپتال قائم ہونا ضروری ہے جس میں کہ جو بھی بیمار چاہے اور جب چاہے بلا روک ٹوک داخل ہو جائے۔

یا حیّ یا قیّوم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ : اٰمِین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۲۹ مطب بیمار کا دار الامان ہے۔ جب بھی کوئی بیمار ہو، اُسی وقت، دن ہو یا رات، مطب میں بلا روک و معاوضہ داخل ہو سکے اور بیمار کو مطب میں داخل ہونے کے لیے بیماری ہی کی سفارش کافی ہو کسی اور سفارش کی مطلق ضرورت نہ ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ : اٰمِین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۰ بیماری بنفسہٖ مطب میں داخلہ کی کافی سفارش ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۱ ہر بیمار کا استقبال ہو، خندہ پیشانی سے ہو۔ بیمار کی ناداری تیمار داری پہ اثر انداز نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۲ ایک ایسے مطب کی فوری ضرورت ہے جو اِس کردار کا امین ہو۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنتَ یَا اَرحَمَ الرَّاحِمِینَ۔ اٰمِین

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۳ طبیب جب بیمار کے علاج میں مصروف ہوتا ہے، دونوں کا رب ان کے ساتھ ہوتا ہے اور پاس ہوتا ہے۔ بیمار بیچارے نے اپنے معالج کو کیا معاوضہ دینا ہے، بیمار کا رب دے گا۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۴ طب میں توجّہ ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ طبیب جب کسی مریض کی طرف پوری محویت سے متوجّہ ہوتا ہے، اسی وقت بیمار کا حال بدل جاتا ہے، تندرست ہو جاتا ہے اور طبیب کی توجّہ علاج ہی کی ایک امید افزا قسم ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۵ طبیب جب اُجرت و معاوضہ سے بے نیاز ہو کر اللہ کی مخلوقِ بیمار کے علاج و تیمارداری میں مصروف ہوتا ہے، اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے اور اسے ایسا طیّب، مکرّم اور وسیع رزق عنایت فرماتا ہے جس کا اسے گمان تک نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ کسی اور طریقہ سے ایسا رزق حاصل کر سکتا ہے گویا جو اللہ کے لیے اللہ کی بیمار و نادار مخلوق کی طرف سچے دل سے متوجہ ہو جاتا ہے، اللہ اس کی طرف متوجّہ ہو جاتا ہے۔

اور کسی بندۂ ناچیز کی طرف اللہ العلی العظیم و کریم کا متوجّہ ہونا کوئی معمولی بات ہے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۸۳۶ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ:

"جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو ستّر ہزار فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں شام تک اور جو عیادت کرتا ہے شام کے وقت، اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے ہیں ستر ہزار فرشتے صبح تک اور بہشت میں اس کے لیے ایک باغ مقرر کر دیا جاتا ہے"

(ترمذیؒ / ابو داؤدؒ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص بیمار کی عیادت کرتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے پکار کر کہتا ہے،

تجھ کو آخرت میں خوشی میّسر ہو اور دنیا اور آخرت میں تیرا چلنا مبارک ہو اور تجھ کو جنّت میں ایک بڑا مرتبہ حاصل ہو۔"

(ابن ماجہ)

یہ اجر و ثواب ایک مریض کی ایک عیادت کا ہے، مسلسل علاج و تیمار داری کا کیا ہوگا!

مَاشَاءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۳۷ بے شک بیمار کی بے لوث خدمت اللہ کی سب سے بڑھ کر اور مقبول ترین عبادت ہے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۳۸ حاذق طبیب وہ ہے جو بیمار کی دستک پہ سرما کی رات میں اپنے لحاف کو پھینک کر فوراً ہی اس کا استقبال کرے اور اسے اللہ کے کنبے کا ایک ضروری فرد سمجھ کر اس کے علاج میں مصروف ہو، نہ سستی کرے نہ کراہت، اگرچہ نیم شب ہو اور غلاظت میں لتھڑا ہوا ہو اور مقبول ترین ہسپتال وہ ہے جو کسی بیمار کی نازک حالت کی خبر سنتے ہی اسے فوراً اپنے ہاں لانے کا بندوبست کرے اگرچہ وہ ایک راہ گیر گگڑا ہی ہو، اجرت یا عوضانہ کی پرواہ نہ کرے۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۳۹ یہ دین پشتوں سے تیری خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ آج دین کو تیری خدمت کی ضرورت ہے۔ اگر تو اور کچھ بھی نہیں کر سکتا تو انتشار مت پھیلا۔

یہ بے چارے دین کا کیا علم رکھتے ہیں، ان کے حال پہ ترس کھا۔ انہیں آپس میں نہ لڑا۔ آرام سے جینے دے۔ ملّت پہ تیرا احسان ہوگا۔

الحمدُ للحیّ القیّوم

۸۴۰ جس طرح انسانی جسم کے جس حصّہ میں کسی وجہ سے خون کا دوران رُک جاتا ہے اور وہ بے حس

ہو جاتا ہے بعینہٖ جسم کا جو حصّہ سرکش ہو جاتا ہے، بے نور ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

میں اپنے بندے کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے اور کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔"

اور اللہ کی بصارت و سماعت، گرفت و استقامت، انسانی فہم و ادراک سے کہیں بالاتر ہوتی ہے۔ آپ کی آنکھیں، کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں ہر وقت اور ہر حال میں اللہ اور اللہ کے حبیبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابع فرمان ہوں۔ نہ نافرمان ہوں نہ سرکش، پھر یہ آنکھیں کان، ناک، زبان، ہاتھ اور پاؤں اللہ کے ہیں۔

مَاشَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ اَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ كُلَّهٗ وَلَا تَكِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ۔ اٰمِیْن!

الحمد للحیّ القیّوم

۸۴۱ انسانی خرد قلب کے اور قلب نگاہ کے تابع ہے، نگاہ پاک کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۴۲ منزل ایک کھیت ہے۔ کھیت میں جب کسی فصل کو بویا جاتا ہے، تو کانٹے دار جھاڑیوں اور غیر ضروری درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر باہر پھینک دیا جاتا ہے تاکہ نگہبانی میں آسانی ہو، اور فصل کو نقصان نہ پہنچے البتہ سایہ دار، پھل دار، پھول دار اور خوشبودار پودوں کو کھیت کے اردگرد نہایت قرینے سے لگایا جاتا ہے تاکہ کھیت کی زینت دوبالا ہو اور کھیت

فصل کے لیے خالی ہو فصل کے سوا کوئی خودرو گھاس کھیت میں نہ ہو، پھر اس میں جو بھی فصل بوئی جائے گی، ہر لحاظ سے کامیاب ہو گی۔

زمیندار فصل کو بو کر فارغ نہیں ہو جاتا۔ جب تک پکی ہوئی فصل کو گھر نہیں لے آتا کبھی نہ کسی رنگ میں فصل میں حاضر رہتا ہے۔ آب پاشی، نلائی اور نگرانی میں کبھی کوتاہی نہیں کرتا ورنہ ایک ہی رات میں جنگلی جانور ساری فصل کو تباہ کر دیں۔

زمیندار اپنی فصل کو کبھی پامال ہونے نہیں دیتا، ہر وقت کھیت کی نگرانی کرتا رہتا ہے اور سلوک کی منزل اس سے ستر گنا احتیاط کی محتاج ہوتی ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

الحمد للحیّ القیوم

۸۴۳ ایک دور تھا کہ بندے مویشیوں کی طرح منڈیوں میں بکا کرتے تھے۔ اب منڈیوں میں تو نہیں بکتے لیکن غلامی ختم نہیں ہوئی۔ زمانے کے ساتھ ساتھ انداز بدلے گئے۔

ہر کوئی کسی نہ کسی کا غلام ہے۔ کوئی حرص کا غلام ہے کوئی نفس کا، کوئی اِس کا اور کوئی اُس کا۔ ایک دور ایسا بھی تھا کہ غلام کے گلے میں لوہے کا پٹہ ڈال کر اس کے ارد گرد لوہے کی لمبی لمبی سلاخیں لگا دی جاتیں تاکہ بے چارہ کسی بھی طرح لیٹ نہ سکے۔ نگران ہو نہ ہو، کام کرنے پر مجبور ہو۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۴۴ غلامی انسانی صلاحیتوں کو کچل دیتی ہے، ذہنیت بدل دیتی ہے۔ اجتماعی جذبے کا خاتمہ کر دیتی ہے اور ہر کسی کے ذہن میں خود پرستی کے بیج بو دیتی ہے۔

قومی ترقی کے لیے ملی جذبہ اور اجتماعی جدوجہد از بس ضروری ہوتی ہے۔ اللہ ہمیں ایک مرکز پہ متحد ہو کر کام کرنے کی توفیق بخشے! آمین۔

يَاحَیُّ يَا قَيُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ : اٰمِيْن !

الحمد للحیّ القیوّم

۸۴۵ بندے جب بندوں کی غیبت کرتے ہیں، حسد کرتے ہیں، توہین کرتے ہیں، بُرا کہتے ہیں، ذلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ اکرم الاکرمین، ارحم الراحمین، کریم العفو وخیر النصیر ہے اپنی ستّاری وغفّاری کے صدقے گناہ بخش دیتے ہیں، پناہ بخش دیتے ہیں۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

يَاحَیُّ يَا قَيُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

الحمد للحیّ القیوّم

۸۴۶ روزی انسانیت کی عمارت کی بنیاد ہے اور عمارت بنیاد پہ ہی کھڑی ہوتی ہے۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸۴۷ ہماری روزی، ہمارا کھانا، ہمارا پینا مشکوک ہے اس روزی کو کھا کر ہم کیوں کر کسی مقام پہ پہنچ سکتے ہیں؟

الحمد للحیّ القیوّم

۸۴۸ ہماری دینی درس گاہیں زکوٰۃ وخیرات وصدقات پہ چلتی ہیں ورنہ رومیؒ کے بعد رومیؒ اور جامیؒ کے بعد جامیؒ ضرور آتے۔

الحمد للحیّ القیوّم

۸۴۹ ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں، لوگوں ہی کو سنانے کے لیے کہتے ہیں ورنہ اپنا حال کوئی حال

نہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۰ یہ روزی تیرے دسترخوان کے معیار کے مطابق نہیں۔ اسے مت کھا۔ یہ تیری بنیادیں ہلا دے گی

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۱ حلال روزی کھا کر پلے ہوئے بچے نہایت ذہین، تابعدار، راستباز اور راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ بُرائی و بے حیائی کا کوئی کام کبھی نہیں کرتے۔ آدمیت کے مقام پر چٹان کی سی استقامت رکھتے ہیں، کبھی جنبش نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۲ ایک آدمی اپنے بال بچوں کے لیے طیب روزی کی تلاش میں سات سمندر پار گیا۔ اس نے ناجائز طریقہ سے ایک پیسہ تک نہ لیا۔ کوئی مشکوک لقمہ کبھی نہ کھایا۔ برسوں اپنی بیوی سے دُور رہا۔ اور یہ اس کا بہترین اور مقبول الاسلام حِلّہ تھا۔

اللہ نے اسے اور اس کی اولاد کو ہدایت بخشی، حیا بخشی، کام بخشا اور استقلال بخشا۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۳ عقاب و شاہین پاک روزی ہی کی قوت سے پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کیا کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۴ ایک دوست نے کہا میرے باپ نے مجھ کو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے روزی کھلائی ہے اور میں نے ساری عمر اپنے والدین کی موجودگی میں اپنی بیوی کی طرف نہیں دیکھا، کسی بچے کو کبھی گود میں نہیں لیا، اپنی بیوی کے ہمراہ کبھی نہیں چلا اور یہ حیا پاک روزی ہی کی برکت سے تھی جو میرے باپ نے مجھے کھلائی۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۵۵ بلوارہ۔ فوجی اڈے کے باعث ہی مشہور و معروف نہیں، مشرقی پنجاب کا ایک تاریخی قصبہ بھی ہے جس کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ سارے کا سارا قصبہ ایک ہی دادا کی اولاد سے آباد تھا۔ ان کے جدِ امجد رلئے بابو خاں جب اکبر بادشاہ کے ساتھ لڑائی کرنے گھر سے نکلے تو محترمہ دادی صاحبہ (یعنی اپنی زوجۂ محترمہ) سے فرمانے لگے، میرے کرتے میں ٹانکا لگا دیں۔ محترمہ اندر سے سوئی دھاگہ لائیں اور عرض کرنے لگیں، سوئی میں دھاگہ ڈال دیں۔ آپ نے پوچھا کیا تم خود نہیں ڈال سکتیں؟

جواب دیا کہ جی میں تو اندھی ہوں، دیکھ نہیں سکتی۔ آپ نے برسوں ازدواجی زندگی بسر کی، لیکن اپنی بیوی کی طرف آنکھ تک اُٹھا کر نہ دیکھا۔ یہاں تک معلوم نہیں ہوا کہ وہ اندھی ہے یا سوجاکھی (زین سُکھ)

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۵۶ اللہ کے بغیر کون اس بندے کی جان کا رکھوالا ہے؟ اللہ ہی وکیل و کفیل و نصیر و حفیظ ہے لیکن بندہ حقیقتاً اپنے اللہ کی وکالت و کفالت، نصرت و حفاظت پر کلّی اعتماد نہیں رکھتا اسی لیے کسی کو کہیں بھی امان نہیں ملتی، ڈانوا ڈول دربدر پھرتا رہتا ہے۔

اَللّٰہُ حَافِظِیْ اَللّٰہُ نَاصِرِیْ اَللّٰہُ حَاضِرِیْ اَللّٰہُ نَاظِرِیْ اَللّٰہُ مَعِیْ فَاللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا

الحمد للحیّ القیوم

۸۵۷ بادشاہ کے حضور میں کسی سائل کا کسی غلام کی طرف متوجّہ ہونا شاہی شان کی سراسر گستاخی ہے۔ ہر کسی کے ہر معاملے میں اللہ کافی ہے۔ جہاں اللہ کافی نہیں وہاں کوئی کافی نہیں۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۵۸ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔" پھر فرمایا تم میں سے بہترین

شخص وہ ہے جو اللہ کے کنبے کے ساتھ احسان کرے۔

مخلوق سے مراد ہر مخلوق ہے جن ہو یا انسان، درند ہو یا خزند، چرند ہو یا پرند، مومن ہو یا کافر نیک ہو یا بد۔

مخلوق میں سے جو درجہ و قبولیت بیمار کی بے لوث خدمت کا ہے کسی اور کا نہیں گویا مخلوق کی خدمت میں بیمار کی خدمت کا پہلا نمبر ہے۔

الحمد للحیّ القیوم

۸۵۹ دین، جو فطرت کے مطابق اور حکمت پر مبنی ہے، ہر لحاظ و اعتبار سے اکمل و مکمل ہے لیکن ریسرچ کا محتاج ہے۔ اس کان میں ایسے ایسے دُرِّ مکنون ہیں جو ریسرچ کے بغیر کبھی دستیاب نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح درس کا نصاب اور طریقت کا معیار تجدید و تحقیق کا محتاج ہے۔

زہد کی جگہ زینت نے اور عجز کی فخر نے لے لی۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ اٰمِیْن!

الحمد للحیّ القیوم

۸۶۰ جو لطف و سرور، راحت و رفعت

تقسیم میں ہے	؛	جمع میں نہیں
کھلانے میں ہے	؛	کھانے میں نہیں
جاگنے میں ہے	؛	سونے میں نہیں
سادگی میں ہے	؛	تکلّف میں نہیں
درگزر میں ہے	؛	انتقام میں نہیں
بے قدری میں ہے	؛	قدر میں نہیں

ملامت میں ہے	☆	تحسین میں نہیں
گمنامی میں ہے	☆	شہرت میں نہیں
مصروفیت میں ہے	☆	آوارگی میں نہیں
فقیری میں ہے	☆	امیری میں نہیں
ذکرِ الٰہی میں ہے	☆	غفلت میں نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۱ تقسیم اللہ کی عادت ہے۔

تقسیم کر۔کسی بھی چیز کی ذخیرہ اندوزی مت کر۔ضرورت سے زائد کوئی چیز مت رکھ۔ ہر شے جو بھی تجھے ملی، واجب الحساب ہے، ذرے ذرے کا حساب لیا جائے گا۔میزان کے دن ذخیرہ اندوزی اور ناجائز استعمال کا محاسبہ ہو گا۔اللہ کے مال کو اللہ کی راہ میں دے کر بیباک ہو، حساب سے پاک ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۲ انسان جہانِ اصغر اور تخلیق کا بہترین شاہکار ہے جو سارے جہان میں ہے، وہی ایک انسان میں ہے آج تک کوئی عارف، کوئی دانشمند اور کوئی حکیم گویائی، بینائی اور شنوائی کی حقیقت کے راز کو نہیں سمجھ سکا کہ گویائی، بینائی اور شنوائی کیا ہے؟ کیسے بولتا ہے، کیسے دیکھتا ہے اور کیسے سنتا ہے۔

بولتا ہے۔لیکن بولنے والے کو یہ پتہ نہیں کہ کون بولتا ہے اور کیسے بولتا ہے؟

دیکھتا ہے اور سنتا ہے لیکن یہ پتہ نہیں کہ کیسے۔

اس کی آسائش و استراحت کے لیے کل کائنات، معدنیات و جمادات حاضرِ خدمت ہیں گویا سارا جہان اس انسان ہی کے لیے ہے لیکن انسان جہان کے لیے نہیں۔انسان اللہ کے لیے ہے

بے شک اللہ نے اسے اپنے لیے بنایا ہے اور سارا جہان اس کے لیے جانور کیسی کیسی بولیاں بولتے ہیں! صرف سنائی دیتی ہیں، سمجھ میں نہیں آتیں۔

ایک علاقے میں بسنے والوں کی بولی دوسرے علاقے والوں سے مختلف ہے۔ بندہ بندے کی بولی نہیں سمجھ سکتا، جانوروں کی کیسے سمجھ سکتا ہے؟

زبان گوشت کا ایک لوتھڑا ہونے کے باوجود ہر شے کی لذّت کی ترجمان ہے۔ منہ میں رکھتے ہی بتلا دیتی ہے، یہ شے تُرش ہے یا شیریں، پھیکی ہے یا کڑوی، گرم ہے یا سرد، ذرا دیر نہیں لگتی۔ واہ سبحان اللہ تیری شان!

اپنے بندوں کی آسائش کا اس قدر اور یہاں تک پاس ہے کہ گرمی میں کنوئیں کا پانی ٹھنڈا اور سردی میں گرم ہوتا ہے۔ اسی طرح میوے کے عین مطابق پیدا کیے۔ کوئی سرد، کوئی گرم، کوئی تر، کوئی گرم۔ کوئی معتدل۔ غرضیکہ جوں جوں موسم تبدیل ہوتے رہتے ہیں، موسم کے ساتھ ساتھ میوے بدلتے رہتے ہیں۔

سایہ دار درخت مصنوعی آبپاشی کے محتاج نہیں ہوتے۔ شدّتِ تپش کے باوجود بالکل نہیں کُھلاتے، سارے گرما ہرے بھرے رہتے ہیں۔ سرما میں چونکہ سائے کی ضرورت نہیں رہتی، درخت پتّے جھاڑ دیتے ہیں۔

سرما میں ہر کسی کو سردی سے بچاؤ کے لیے لحاف کی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ سردی کے آغاز میں ہی رُوئی کِھل کر تیار ہو جاتی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۳۲۶۸ یہ فصلیں آپ ہی کے لیے بوئی اور کاٹی جا رہی ہیں۔ غرضیکہ دنیا میں کوئی بھی شے عبث و بے کار نہیں۔ کاریگر نے ہر شے کار آمد پیدا کی اور آپ ہی کے لیے کی لیکن کبھی بھی آپ نے اس پہ غور نہیں کیا۔

ورنہ آپ اپنے رب کا شکر کرتے نہ تھکتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۴ دنیا میں جو بھی کچھ ہو رہا ہے، انسان ہی کی آسائش و استراحت کے لیے ہو رہا ہے۔
یہ ریل۔ آپ کے لیے بنائی گئی تاکہ آپ آرام سے سفر کر سکیں۔ ریل کا عملہ درحقیقت آپ کا نوکر ہے
جو آپ کے لیے شب و روز محوِ عمل ہے۔
تمام ملیں آپ ہی کے لیے چل رہی ہیں۔ کوئی آپ کے پہننے کے لیے طرح طرح کے کپڑے تیار کرتی
ہیں، کوئی کھانے پینے کی چیزیں۔
غرضیکہ ساری دنیا آپ ہی کے لیے کام کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ حکومت اپنی رعایا یعنی آپ ہی
کی خیر و بھلائی کے لیے مامور ہے تاکہ کوئی طاقتور کسی کمزور پہ ظلم و زیادتی نہ کر سکے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۵ حکومت آپ کے حقوق کی نگران اور آپ ہی کے مفاد کے لیے مامور ہے۔ ہم اپنی غرض کو حق پہ
ترجیح دیتے ہیں ورنہ کبھی ناانصافی نہ ہو۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۶ ذاتیات جب حقائق پہ غالب آجاتی ہیں ظلم ہوتا ہے اور اس کے مرتکب ہم ہیں، حکومت نہیں

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۷ کسی حکومت نے کسی آدمی کو یہ حکم نہیں دیا کہ حکومت کے کسی اہل کار کو اپنے کسی کام کے معاوضے
میں کوئی شے دو، جو کچھ بھی کرتے ہیں، ہم خود کرتے ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۸ جس مسافر نے ہمیشہ کے لیے اپنے وطن کو خیر باد کہنا ہوتا ہے اور اسے یہ پتہ ہوتا ہے کہ اس نے
پھر کبھی واپس لوٹ کر نہیں آنا، بڑا مصروف ہوتا ہے۔ احباب و وطن کی جدائی میں بے تاب ہوتا ہے

جلدی اور جدائی بے چارے کو کچھ بھی کرنے کا موقعہ نہیں دیتی۔

جانے والو! جانے سے پہلے جانے کی تیاری کرو۔ اوڑک (آخر) ایک دن ضرور جانا ہے پھر کیوں رختِ سفر باندھ کر تیار نہیں رکھتے؟

الحمد للحیّ القیّوم

۸۶۹ پھر جب موت وحیات کے عُقدوں سے فارغ ہو جاؤ تو اپنے لیے کوئی ایسا عمل تلاش کرو جو لازوال اور غیر فانی ہو، جس میں ایک بار مصروف ہو کر کبھی فارغ نہ ہو۔ ہمیشہ اسی شاہکار میں محوِ عمل رہو، حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہو۔ اہلِ فن پہلے اپنی منزل متعیّن کرتے ہیں، پھر جوشِ عمل سے اس کی طرف گامزن ہو کر اسے عبور کرنے کی جد و جہد کرتے ہیں۔ کامیاب ہوں نہ ہوں، کسی بھی حال میں اپنی منزل کبھی نہیں بدلتے اور یہی تین اصول ہر فنکار کی کامیابی و کامرانی کے زرّیں اُصول ہیں۔

ساری دنیا کے کاموں میں سے مقبول ترین کام اللہ کے دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ ہے اور یہ کام ہر بندے پر، ہر وقت، اور ہر حال میں فرض ہے۔ اس سے افضل اور نافع کوئی کام نہیں۔

اس کے دو مقام ہیں، خاص اور عام

خاص وہ ہیں جو کُلیتًا اس کام کے لیے فارغ ہیں، کوئی اور کام نہیں کرتے۔ شب و روز اسی کام میں محو و منہمک رہتے ہیں۔ ہر وقت طرح طرح کی تدابیر سوچتے رہتے ہیں کہ کس طرح لوگوں کے اذہان نیکی کی طرف راغب ہوں اور کس طرح بُرائی کا خاتمہ ہو تاکہ اللہ کی زمین پہ امن و سلامتی قائم ہو۔ باقی سب کے سب عام ہیں۔ ہر کوئی، ہر وقت، جہاں بھی کوئی ہو، ہر قسم کی ظلم و زیادتی سے کلیتہً اجتناب کرے اور ہر معاملہ میں، دینی ہو یا دنیوی، عدل و مساوات کو پیشِ نظر رکھے۔ پس یہی وہ میزان ہے جسے سیدھی رکھنے کا اللہ ربّ العٰلمین نے حکم فرمایا ہے اور یہی دینِ اسلام کی دعوۃ و تبلیغ کا حقیقی مفہوم ہے کہ ملّت کا ہر فرد، صاحب ہو یا غلام، تاجر ہو یا کسان

سب کے سب ایک ہی مرکز پہ متحد ہو کر ملی و قومی تعمیر میں اجتماعی جدّو جہد کریں۔ جونہی ظلم و زیادتی کا خاتمہ ہوا، سمجھو عدل و مساوات قائم ہوئے اور امن ہوا۔

مَا شَآءَ اللّٰہُ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

جس دن بندے کا کام ختم ہو جاتا ہے، واپس بُلا لیا جاتا ہے۔ جس دن تو نے یہاں سے جانا ہے، ہر کوئی کہے "جس کام کے لیے یہ بندہ اس دنیا میں بھیجا گیا تھا، پورا کر کے گیا" ورنہ تیرا اس دنیا میں رہنا اور دنیا سے جانا حسرت ہی حسرت ہے۔

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ بِبَلَدِ رَسُوْلِکَ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

اٰمِیْن!

الحمد للحیّ القیّوم

کوئی ایسا کام ضرور کر کے جا جو تیرے چلے جانے کے بعد تیری نمائندگی کرے اور تیرے رب کی مخلوق فیضیاب ہو اور یہی باقیات الصّالحات کا حقیقی مفہوم ہے۔

جینے والو!

جانے والوں سے یہ سوال ہوتا ہے: اتنی دیر رہ کر آئے ہو، کیا کر کے آئے ہو؟ جس کام کے لیے تمہیں بھیجا گیا تھا کیا وہ پورا کر کے آئے ہو؟ کیا جواب دو گے؟

سونے والو!

گھر جا کر سونا، کبھی راہی بھی راہوں میں سویا کرتے ہیں! راہی، راہوں میں سستایا کرتے ہیں، سویا نہیں کرتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۰

ارادہ و نیّت

ارادہ ۔ اللہ ہی کے لیے مخصوص ہے ۔

بندہ کسی کام کی نیت کیا کرتا ہے ، اِرادہ نہیں ۔ بندے کا یہ کہنا کہ وہ فلاں کام کا ارادہ رکھتا ہے ، غلطی ہے ۔ اللہ کا ارادہ بندے کی نیّت پہ غالب ہے ۔ یہی اللہ کی پہچان ہے ۔

جب تک اللہ کا ارادہ نہ ہو ، بندہ کی نیّت ناکام رہتی ہے ۔ نیّت ارادے کے تحت ہے ۔

جو نیّت اللہ ہی کے لیے ہو ، اللہ کا اِرادہ اس کے شامِل حال ہوجاتا ہے ۔

اللہ اکرم الاکرمین ہے ۔ کیا رحمت یہ گوارا کرسکتی ہے ، کہ جو نیت محض اس ہی کے لیے ہو ، رد کردے ؟ اگر ایسا ممکن ہو تو پھر رحمت کس کے لیے ہے ؟

عنایت و عطا ، نیّت پہ موقوف ہے ۔ کوئی نیّت ایسی مقبول ہوتی ہے کہ رحمت اس کا اِستقبال کرتی ہے ۔

نیّت کر اور امید رکھ ۔ اللہ تیری مراد پوری کرے ۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْنَ !

اَلْحَمْدُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کی اصلاح فرما ۔

اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اے اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کی تکلیفیں دور فرما ۔

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وسلم) عَشَرَمَرَّاتٍ

اے اللہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت پر رحم فرما۔ ۱۰ بار

عن معروف من قال فی کل یوم عشر مرات اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم فرج عن امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد کتب من الابدال۔

حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو روزانہ دس بار یہ وظیفہ پڑھے اللّٰھم اصلح امۃ ... الخ وہ ابدالوں میں لکھا جاتا ہے

شرح المواھب اللدنیۃ للزرقانی الجلد الخامس

صفحہ ۴۰۰

۸۷۱ "اگر" عموماً شیطان کی طرف سے ہوتا ہے مگر یہ "اگر" رحمٰن کی طرف سے ہے کہ اگر یہ ہسپتال اللہ کے لیے، اللہ ہی کی بیمار و نادار و لاچار مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے تعمیر کیا جا رہا ہے، اس کے سوا اس کے پیشِ نظر اور پسِ پُشت کوئی اور غرض و غایت نہیں، تو اللہ اسے بنائے گا اور اللہ ہی چلائے گا۔ اس کا کوئی بھی معاملہ کسی کا محتاج نہ ہو اور نہ ہی اس کا کوئی کام کسی بھی سبب سے رُکے۔

یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ۔ اٰمِیْنَ !

فَاعْلَمْ اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّ کُلِّ شَیْءٍ وَّمَلِیْکِہٖ وَاللّٰہُ اَحَدٌ صَمَدٌ حَیٌّ قَیُّوْمٌ وَّلَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ط یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ !

۸۷۲ قیامت کے دن اللہ بندوں سے فرمائے گا:

"میں بیمار تھا، تم نے میری بیمار پرسی کی،

کسی کو کہے گا:

"میں بھوکا تھا، تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑے پہنائے"

بندے عرض کریں گے:

تو تو کل کائنات کا خالق و مالک تھا، ہم نے کب آپ کی بیمار پرسی کی یا کھانا کھلایا اور کپڑا پہنایا؟

اللہ فرمائیں گے:

تُو نے فلاں بیمار کی بیمار پرسی کی، فلاں کو کھانا کھلایا اور فلاں کو کپڑا پہنایا"

معلوم ہوا کہ مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور مخلوق کی خدمت گویا اللہ ہی کی خدمت ہے ورنہ اللہ کی کسی نے کیا خدمت کرنی ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۳ اگر زندہ نہ ملے تو قبر پہ بیٹھ۔ کسی کامل کی قبر پہ بیٹھ۔ اہلِ ذکر اور اہلِ فکر کی قبر زندہ ہوتی ہے، ہر کسی کی نہیں۔ بے شک عارف ہر دو جہان میں زندہ رہتا ہے۔ اللہ کے مقبول بندے عام بندوں کی طرح نہیں مرتے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے ہیں۔ زندگی میں اکثر کہا کرتے ہیں؛

"ہمیں مرنے کا کوئی غم نہیں اور کوئی خوف نہیں۔ جس حال میں اللہ نے ہمیں یہاں رکھا ہوا ہے، اسی میں وہاں رکھے گا۔

ماشاءاللہ

اپنے اس یقین کی تائید میں اکثر یہ دُہرایا کرتے ہیں:

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ط (یونس : ۶۲)

یعنی "اولیاء اللہ کو کوئی خوف اور کوئی غم نہیں"

پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف دُہراتے :

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا يَمُوۡتُوۡنَ وَلٰكِنۡ يَنۡتَقِلُوۡنَ مِنۡ دَارٍ اِلٰى دَارٍ

یعنی "اولیاء اللہ مرتے نہیں (بلکہ) ایک زندگی سے دوسری میں منتقل ہو جاتے ہیں"

جو زندگی میں کسی کو کوئی فیض نہ دے سکا، قبر میں کیا دے گا؟ البتہ اس کی مغفرت کی دعا مانگ۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۴ جو زندوں کی صحبت سے فیضیاب نہ ہو سکا، ازلی کم نصیب ہے۔ کچھ ملے نہ ملے، کوشش جاری رکھ۔ بے شک حرکت میں برکت ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۵ فنا فی اللہ۔ حقیقت کا آخری اور معرفت کا ابتدائی مقام ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۶ ساری عمر بندے کی تلاش میں گزری، بندہ نہ ملا۔ بندے کے پاس دیکھنے کی دو ہی چیزیں ہوتی ہیں

طاعت اور ذکر

جہاں یہ نہیں وہاں کچھ بھی نہیں اور جہاں یہ ہیں وہاں سب کچھ ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۷ سلوک اور جذب زندگی کی جدوجہد کے دو اصطلاحی نام ہیں اور یہ منازل زبانی کلامی نہیں، ذکر و طاعت کی ہوتی ہیں۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۸ ہر کوئی ہر قسم کی بے شمار باتیں جانا کرتا ہے۔ یہ منازل نہ باتوں کی ہیں نہ کہانیوں کی، یہ منازل عشق و

رقّت، سوز و ساز اور کیف و مستی کی ہیں اور یہ ہمیشہ ایک سی نہیں رہتیں۔ بعض اوقات ایک ہی دن میں سو سو بار حال بدلا کرتا ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۷۹ شہزادۂ کونین، سیّدنا مولائے حسین رضی اللہ عنہ و علیہ السلام

کیا آپ کے دل میں حسینؑ کے لیے کوئی بھی جگہ نہیں، پھر تو یہ دل سینے میں رکھنے کے قابل نہیں! ناقص ہے، بے وفا ہے اور کبھی زندہ و بیدار نہیں ہو سکتا۔

میرے مولاؑ حوضِ اصفیٰ کے ساقی اور وہ فرش پہ ہے، عرش پہ نہیں۔ جو اس سے ایک گھونٹ پی لیتا ہے، امرؔ ہو جاتا ہے۔ کبھی مردود نہیں ہوتا۔ میرے مولا دار الاقامت کے مقیم اور کوئی کیا جانے کہ وہ کیا ہے اور کہاں ہے؟

میرے مولائے حسینؑ کے سوا ہمارے پاس ہے ہی کیا، فضائل و مسائل۔

ہمارے پاس حسینؑ سے بہتر اور کوئی نمونہ نہیں۔ جنگل کا کوئی پھول ایسا نہیں جو ان کی یاد میں آنسو نہ بہائے۔

میرے مولاؑ۔ دین کے دینِ پناہ
عشق کے میرِ کارواں
فنا سے بے پروا
بقا کے راہبر اور
وفا کی انتہا ہیں۔

میرے مولاؑ کی شخصیت و شہادت کسی بھی تعارف کی محتاج نہیں۔ ہنود کا قلم رکا، آفرین کہا، پھر آگے چلا۔ اگر اُن کی شان میں کوئی ہندو کچھ کہتا، ہم منہ پھیر لیتے، آنکھیں بند کر لیتے، کانوں میں

انگلیاں دے لیتے؛ اگر پھر بھی باز نہ آتا تو میدان میں اتر آتے۔ پھر دونوں میں سے ایک اس دنیا میں رہتا۔

کیا یہ حسین وہی نہیں، جن کی شان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے:

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ

"حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں"

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۸۰ ساری خدائی کے دیکھنے والے کو اپنا منہ دکھائی نہیں دیتا اور یہ فکر کا مقام ہے۔

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ

۸۸۱ ہر گنے میں گڑ ہے۔

جس طرح گنے سے گڑ بنانا مشکل ہے اُسی طرح بندے کو بندہ بنانا مشکل ہے۔

گنا تین مشکل منازل کو عبور کر کے گڑ کی شکل اختیار کرتا ہے۔ پہلے اسے کھیت سے کاٹ دیا جاتا ہے پھر اسے بیلنے میں بیل کر رس نچوڑا جاتا ہے، پھر کڑاہی میں ڈال کر تیز آگ کی آنچ سے پکایا جاتا ہے اور یہ تینوں منازل بڑی اور کڑی سخت منازل ہیں۔ دیکھنے والے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اللہ ہمیں کہیں سے پکا پکایا گڑ عنایت کرے، اپنا بنانے کی ہم جرأت نہیں رکھتے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۲ تو نے اپنی کسی بھی چیز پہ کبھی غور نہیں کیا؟ بازار میں داخل ہوتے ہی ہر دکاندار تیری خدمت میں اپنی خدمات پیش کرنے کی پیشکش کرتا ہے۔ ہر کوئی فرمائش کرتا ہے: "میری دکان پہ آ۔ یہ سب چیزیں تیرے ہی لیے سجا کر رکھی گئی ہیں جس چیز کی ضرورت ہو حکم کر" اور یہ تیری تعظیم کی حد ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۳ نیکی کی مخالفت حرام اور بدی کی مخالفت فرض ہے۔ نیکی کی تائید کر اور بدی کی مخالفت۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۴ ایک دوسرے کی مخالفت کی بجائے اپنے نفس کی مخالفت کر۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۵ نفس کی مخالفت اللہ کو پسند اور بندوں کی بے جا مخالفت ناپسند ہے۔

الحمد للحیّ القیّوم

۸۸۶ نفس کی ہر بات میں مخالفت کر:

جب کھانے لگو، کہو:

کم کھا، زیادہ مت کھا۔ سادہ کھا۔ مرغن غذائیں مت کھا، کما کر کھا۔ مفت مت کھا۔

لباس پہ اعتراض کرو:

سادہ پہن اور اتنے زیادہ کپڑے مت پہن۔ بدن کو بالکل ہی کپڑوں سے گرمانا صحت کے منافی ہے۔

جب بولنے لگے، روک دو، کہو:

قدرتی لہجہ میں سیدھی سادی بات کر، شیخی مت بگھار۔ جو بات تم جانتے نہیں اور کرتے نہیں، اسے اپنی طرف منسوب مت کر۔ مجمعِ عام میں اپنی لاعلمی کا اعتراف کر۔

سوتے وقت کہو:

ساری رات سونے ہی کے لیے نہیں، جاگنے کے لیے بھی ہے اور میں نے تجھے کبھی بھی ساری رات سونے نہیں دینا۔ اگر نہ اُٹھے، سزا دو۔ اس کی کسی مرغوب